دورۂ قادیان ۱۹۹۱ء

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتبہ: ہادی علی چوہدری

طاہر فاؤنڈیشن

دورۂ قادیان ۱۹۹۱ء

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

رحمہ اللہ تعالیٰ

دورۂ قادیان ۱۹۹۱ء

طاہر فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد الہامات اور رؤیا وکشوف میں ہجرت کا اشارہ موجود ہے۔۸؍ستمبر۱۸۹۴ء کو آپ کو الہام ہوا’’داغ ہجرت‘‘۔(تذکرہ صفحہ:۲۱۸)بعض مشکلات اور نامساعد حالات میں آپ نے قادیان سے ہجرت کا ارادہ بھی ظاہر فرمایا جس پر محبین نے آپ کو بھیرہ، لاہور، سیالکوٹ اور چک ۹ پینار کی طرف ہجرت کر جانے کا مشورہ دیا اور حضور کے قیام کیلئے جگہ کی پیشکش کی سعادت پائی اس پر آپ نے فرمایا:

’’انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رؤیا نبی کے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کو قیصر وکسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے‘‘(ملفوظات جلد۴ صفحہ:۳۶۲)

یہ مشیئت ایزدی تھی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو جو ہجرت کی خبر دی گئی وہ آپ کے متبع کامل اور پسر موعود سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمر کے بابرکت دور میں پوری ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کے وقت جماعت کو اپنے دائمی اور محبوب مرکز قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا۔

قادیان سے ہجرت ایک آزمائش کی گھڑی تھی۔ وہ بستی جس نے مسیحا کے قدم چومے، جس کے گلی کوچوں اور درودیوار سے امام الزماں اور آپ کے جانثاروں کی محبت بھری یادیں وابستہ تھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ بستی جہاں دین کی نشاۃ ثانیہ کیلئے بدر کامل طلوع ہوا، جس نے اپنی تابناک شعاعوں سے کل عالم کو منور کر دیا، اسی بستی کی جدائی نے سب کو حزیں کر دیا اور پھر قادیان کی محبت کے اسیر قادیان واپسی کی آس کے ساتھ جینے لگے۔ اس امید کی کرن کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامات کے ذریعہ آشکار کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری عطا فرمائی

کہ: اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (تذکرہ صفحہ:۲۵۶)

''یعنی وہ قادر خدا جس نے تیرے پر قرآن فرض کیا پھر تجھے واپس لائے گا''۔ دورہ یورپ ۱۹۲۴ء میں قادیان سے جب عارضی جدائی ہوئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان کی یاد میں کس قدر بے قراری کا اظہار کرتے ہوئے ایک نظم رقم فرمائی جس کا ایک شعر یہ ہے:

آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیل مرام
باندھیں گے رخت سفر کو ہم برائے قادیان

اس خوش گھڑی کا انتظار احمدیوں کی زندگیوں کا حصہ بن گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے وہ حالات اور سامان پیدا کر دیئے کہ قادیان کی لمبی جدائی ختم ہونے کو آئی اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بابرکت قدم پھر اس مقدس سرزمین پر پڑے۔

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰ء کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جو پیغام بھجوایا وہ آس وامید کے پورے ہونے کی آگاہی دیتا تھا۔ چونکہ یہ جلسہ صد سالہ جلسہ تشکر تھا اس لئے حضور نے اس میں شرکت کیلئے اپنی خواہش اور تمنا کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

''احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنا کو برلانے میں دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں تاریخی جلسہ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہوسکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں'' (الفضل ۱۳؍جنوری ۱۹۹۱ء)

ربوہ سے ۱۹۸۴ء کی ہجرت نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تڑپ میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا دوسری طرف عشاق خلافت بھی جدائی میں تڑپ رہے تھے اب یہ وصل کی گھڑی قادیان میں آرہی تھی۔ جہاں لمبی جدائی کے بعد خلیفہ وقت کے قدم پڑنے تھے دوسری طرف درویشان قادیان کی بے مثال قربانی کو پھل لگنے کا وقت آ گیا۔

اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ صد سالہ جلسہ تشکر قادیان ۱۹۹۱ء میں شرکت کیلئے ۱۵؍دسمبر ۱۹۹۱ء کو لندن سے روانہ ہوئے اور پھر ۱۹؍دسمبر ۱۹۹۱ء وہ تاریخی دن ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے قادیان کی مقدس اور محبوب بستی میں قدم رنجہ

فرمائے۔عشاق کو یہ ’’خوش گھڑی‘‘ نصیب ہوئی اور جذبات سے مغلوب نظارے دیکھنے کو ملے۔ ۴۴سالہ لمبی جدائی ختم ہوئی اور قادیان میں ایک نئے تاریخی دور کا آغاز ہوا۔۲۰/دسمبر ۱۹۹۱ء جمعۃ المبارک وہ تاریخی دن تھا جب خلیفۃ المسیح نے مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور پھر ۲۶ تا ۲۸/دسمبر ۱۹۹۱ء کو تاریخی صد سالہ جلسہ تشکر کا انعقاد ہوا جس کے تینوں دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطابات فرمائے نیز مستورات سے بھی خطاب فرمایا۔

اس تاریخ ساز دورۂ قادیان ۱۹۹۱ء کی روداد اور حضورؒ کے اس تاریخی سفر کی لمحہ بہ لمحہ مصروفیات کو مکرم ہادی علی چوہدری صاحب نے محنت شاقہ سے مرتب کیا۔ جو اس موقع پر بطور ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن حضور رحمہ اللہ کے قافلہ میں شامل تھے۔

پس منظر، روداد، جلسہ تشکر اور اس کے انتظامات و کوائف کے علاوہ اس کتاب میں حضور رحمہ اللہ کے چھ خطبات جمعہ ۲۰/دسمبر ۱۹۹۱ء تا ۲۴/جنوری ۱۹۹۲ء کے مکمل متن بھی شامل اشاعت ہیں جو کہ دورۂ قادیان اور اس کے ثمرات پر تاریخی دستاویز ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ادارہ طاہر فاؤنڈیشن دورۂ قادیان ۱۹۹۱ء کی روداد کو کتابی صورت میں پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم ہادی علی چوہدری صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے نیز کتاب کی تدوین و اشاعت کے جملہ مراحل میں جن احباب نے تعاون فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے اور اس تاریخی دستاویز سے احباب جماعت کو بہترین استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اس تاریخی سفر قادیان کی نادر و نایاب تصاویر بھی شامل اشاعت ہیں۔

والسلام

خاکسار

چیئرمین طاہر فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام (تذکرہ صفحہ:۲۵۶)

یعنی وہ قادر خدا جس نے تیرے پر قرآن فرض کیا پھر تجھے واپس لائے گا۔

باب اوّل

مدّعائے حق تعالیٰ

ہے رضائے ذات باری اب رضائے قادیان
مدّعائے حق تعالیٰ مدّعائے قادیان

ایک الٰہی اشارہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہٗ اللہ کے ہمراہ سکندرہ، فتح پور سیکری اور آگرہ کے سفر ۱۹۹۱ء کے دوران مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب نے خاکسار کو بتایا کہ حضور کی ایک پرانی رؤیا ہے جس میں آپ نے مسجد مبارک ربوہ میں مختلف انبیاء علیہم السلام کو دیکھا تھا۔ اسی رؤیا میں قادیان واپسی کا ذکر بھی تھا۔ حضور انور جب سفرِ قادیان سے واپس لندن تشریف لائے تو خاکسار نے آپ سے اس رؤیا کے بارہ میں ذکر کیا اور اسے قلمبند کر لینے کی درخواست کی۔ آپ نے ازراہِ شفقت اس عاجز کی درخواست کو قبول فرمایا اور یہ رؤیا بیان فرمائی۔ خاکسار نے حضور انور ہی کے الفاظ میں اسے قلم بند کیا۔ اس پر آپ نے اپنے قلم مبارک سے تصدیق بھی فرمائی۔ اس رؤیا کے تناظر میں جہاں آپ کے سفر قادیان کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے وہاں زیر نظر کتاب میں اِسے کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ یہ رؤیا آپ نے مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہونے سے کافی عرصہ پہلے دیکھی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ میں مسجد مبارک ربوہ میں جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک بہت بڑی تقریب ہو رہی ہے جس میں تمام انبیاء علیہم السلام شامل ہیں۔ مجھے طبعی طور پر آنحضرت ﷺ کی تلاش ہوتی ہے کہ ایسی عظیم الشان تقریب جس میں تمام انبیاءؑ جمع ہیں تو اس میں آنحضرت ﷺ بھی ضرور ہوں گے۔ چنانچہ میرے دل میں طبعی خواہش ہے کہ میں آپ ؐ کو دیکھوں مگر مجھے بتایا جاتا ہے

کہ اس دور میں آنحضرت ﷺ کی نمائندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کررہے ہیں، اس لئے آنحضرت ﷺ تشریف نہیں لائے ۔وہاں میں حیران ہوں کہ جماعت میں سے مجھے کیوں نمائندگی ملی ہے اور میرے علاوہ اور کسی کو نہیں ملی ۔پس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تلاش کرنے لگتا ہوں اور ان انبیاءؑ سے بھی ملتا ہوں۔

یہ ایک بے حد خوشی کا ماحول ہے اور اس مجلس میں ایک عجیب شانِ دلربائی ہے کہ جو دنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دیتی ۔سارے انبیاءؑ ایک دوسرے سے مِل رہے ہیں ۔جیسے خوشی کی تقریب میں ایک دوسرے سے ملا جاتا ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تلاش کرتا ہوں اور کوئی سوال کرنا چاہتا ہوں ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے مسجد مبارک کے مشرقی برآمدے کے بیرونی دَر کے قریب مل جاتے ہیں اور یہ محسوس کر کے کہ میں سوال کرنا چاہتا ہوں ۔آپؑ مشرقی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں جس طرح نماز کے بعد امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے اور ہم حلقہ کی صورت میں سب حاضرین بیٹھ جاتے ہیں ۔مسجد میں چونکہ انبیاء علیہم السلام ہی پھر رہے تھے اس لئے جو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردگرد بیٹھے ہیں وہ غالباً ان انبیاء علیہم السلام میں سے ہی ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ آپؑ سے خاص طور پر ایک سوال کرنے کے لئے آپؑ کو تلاش کررہا تھا۔اور وہ سوال یہ ہے کہ

قادیان واپسی کب ہوگی؟

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے لطف کے ساتھ جبکہ آپؑ کے چہرے پر خاص التفات کے آثار ہیں،فرماتے ہیں کہ ”یہ سب کچھ جو ہورہا ہے اسی کی تیاری کے لئے تو ہے اور یہ سب انبیاءؑ اسی لئے تو جمع ہیں۔“ اور اسی پر یہ رؤیا ختم ہوگئی۔

تحریر کنندہ:۔خاکسار

ہادی علی

مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۹۲ء

اس رؤیا میں

ا:۔اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو جماعت کی نمائندگی کا مِلنا ، جماعت کی امامت یعنی ردائے خلافت آپ کو عطا ہونے کی طرف واضح اشارہ تھا۔

۲:۔اس مجلس میں مختلف انبیاء علیہم السلام کا جمع ہونا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلو میں آنا آپؑ کا ''وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (اور جب سب رسولؑ اپنے وقت مقررہ پر لائے جائیں گے)اور جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الاَنبِیآءِ (خدا تعالیٰ کا پہلوان سب انبیاءؑ کے لباس میں) کا مصداق ہونے کی طرف اشارہ تھا۔

۳:۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشرقی جانب رُخ کرنا ، پیشگوئیوں کے مطابق مسیحؑ کے ''مشرقی جانب'' سے نزول کی نشاندہی کے طور پر تھا۔

۴:۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا امام کے طور پر اس طرح بیٹھنا کہ سب انبیاء علیہم السلام آپ کے اردگرد مقتدیوں کی طرح بیٹھے ہوئے تھے،اس اظہار کے لئے تھا کہ سب انبیاءؑ کی امّتیں آ پؑ کی بیعت میں داخل ہونگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا

''ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔'' (تجلّیات الٰہیہ)

۵:۔دورِ خلافت رابعہ میں جہاں مختلف انبیاء علیہم السلام کی قوموں میں سے لوگوں کے احمدیت کی طرف رجوع کرنے کی پیشگوئی کا علم ہوتا ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مختلف قومیں قادیان میں ''واپسی'' کے واقعہ میں بھی شامل ہونگی۔چنانچہ عرب وعجم کی بیسیوں اقوام کے لوگوں نے اس صدسالہ جلسہ قادیان میں شمولیت اختیار کی۔

۶:۔الغرض اس رؤیا میں یہ پیشگوئی بالکل واضح تھی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد رحمہٗ اللہ کے دورِ خلافت میں قادیان میں خلیفۃ المسیح کا ورود ممکن ہوگا اور امن وسلامتی اور خیر وعافیت کے ماحول میں ہوگا۔

سوالحمدللہ ثم الحمد للہ کہ حضور کی اس مبارک اور جامع رؤیا میں مضمر پیشگوئیاں اپنی تمام جزئیات کے ساتھ پوری ہوئیں اور تاریخ عالم میں ایک ہی بار رونما ہونے والا واقعہ یعنی خلیفۃ المسیح کا قادیان سے ہجرت اور تقسیمِ ملک کے بعد قادیان واپسی کا پہلا سفر ظہور میں آیا۔

خاکسار ہادی علی چوہدری

باب دوم

”داغِ ہجرت“

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام (تذکرہ صفحہ:۶۵۶)

وصل کے عادی سے گھڑیاں ہجر کی کٹتی نہیں
بارِ فرقت آپ کا کیونکر اٹھائے قادیان
(درعدن صفحہ:۶)

قادیان سے ہجرت کے حالات کا مختصر خاکہ

۱۹۴۷ء میں جب تقسیمِ ہند ہوئی اور پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا تو ضلع گورداسپور، جس میں قادیان واقع ہے، ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔لہٰذا اس علاقے سے مسلمانوں کا انخلاء شروع ہو گیا۔اس انخلاء کے دوران مسلمانوں پر ظلم وتشدّد کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔املاک لُٹیں، جانیں تلف ہوئیں، گھر اجڑ گئے، بہن بھائی، ماں باپ اور بچے ایک دوسرے سے بچھڑ گئے، خاندان برباد ہو گئے، حتی کہ ہجرت کرنے والے بہت سے قافلے اس وقت کی بربریت کا شکار ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔اس وقت قادیان کی چھوٹی سی بستی ظلم وسفّا کی کے اس طوفان میں امن کے ایک جزیرے کی حیثیت رکھتی تھی۔لیکن رفتہ رفتہ اس طوفان کی شوریدہ لہریں اس جزیرے سے بھی ٹکرانے لگیں۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے مطابق قادیان سے ہجرت ضروری ہو گئی۔چنانچہ جن اسباب وحالات کی بناء پر ہجرت کرنا پڑی اُن کا اندازہ درج ذیل تاریخی ریکارڈ

سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

۲۳/اگست ۱۹۴۷ء کو قادیان سے شمالی جانب احمدی گاؤں فیض اللہ چک پر حملہ ہوا جس کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے مکرّم شیخ بشیر احمد صاحب کے نام حسب ذیل خط تحریر فرمایا:

مکرمی شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل رات سے فیض اللہ چک احمدی گاؤں پر حملہ ہوا۔ دو دفعہ وہ لوگ پسپا ہوئے۔ مگر پھر پولیس کی مدد سے جو جب بھی فیض اللہ چک کو غلبہ ملتا سکھّوں کی مدد کرتی۔ آخر کُل قصبہ تباہ ہوا۔ بہت سے آدمی مارے گئے۔ دو ہزار پناہ گزین قادیان رات کو آیا ہے۔ اس وقت قادیان کی حالت بالکل بے بسی کی ہے کیونکہ ملٹری اور پولیس کا رویہ خطرناک ہو رہا ہے گو ظاہراً نہیں۔ اس وقت پیر احسن الدین پر زور دیں کہ ایک ریفیوجی سنٹر قادیان بھی کُھلوا دیں۔ جہاں چھ ہزار سے زائد پناہ گزین ہو چکا ہے اور اور لوگ آرہے ہیں۔ اس طرح یہاں مسلمان ملٹری اور ایک مسلمان افسر رہ سکے گا۔ جبکہ گورنمنٹ خود مخالفت کر رہی ہے مَیں سوچ رہا ہوں کہ آیا مقامات سے زیادہ آدمیوں کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب کا ایک الہام بھی ہے کہ یَأتِیْ عَلَیْكَ زَمَنٌ کَمثلِ زَمَنِ مُوْسیٰ یعنی موسیٰ کی طرح تجھ پر بھی ایک زمانہ آنے والا ہے۔ سو ممکن ہے عارضی ہجرت اس سے مراد ہو۔ لیکن اب تک تو کنوائے ہی نہیں آیا۔ حالانکہ کل اطلاع آئی تھی کہ آرہا ہے بٹالہ سے ہزاروں کی تعداد میں عورتیں بچّے نکالے جارہے ہیں۔ پیر احسن الدین صاحب کو کہہ کر کنوائیز کا انتظام کروا دیں تو قادیان سے بھی عورتوں بچّوں کو نکلوا دیا جائے مگر نارووال کی طرف۔''

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۰ صفحہ: ۷۲۸، ۷۲۹)

حضرت مصلح موعودؓ کے خط سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیان دارالامان میں بھی حالات لحظہ بہ لحظہ تشویشناک ہو رہے تھے اور صاف نظر آرہا تھا کہ عنقریب قادیان پر حملہ کرنے کا مصمّم

ارادہ ہو چکا ہے۔اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے صحابہؓ سے مشورہ کے بعد فیصلہ فرمایا کہ خواتینِ مبارکہ کو جلد سے جلد قادیان سے پاکستان پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ ۲۵ ظہور/اگست کو یہ انتظام ہوگیا اور حضرت امّ المومنین اور دوسری خواتینِ مبارکہ (باستثناء حضرت سیّدہ ام متین صاحبہ وحضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ) لاہور تشریف لے آئیں۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۰ صفحہ: ۷۲۹،۷۳۰)

حالات کی سنگینی اور غیر معمولی خطرات کے پیش نظر امام جماعت احمدیہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیرونی جماعتوں کے نام خصوصی دعاؤں، صدقات اور روزوں کے بارہ میں ایک پیغام بھجوایا۔ پھر دوسرا پیغام ۳۰ ظہور/اگست ۱۳۲۶ ھش ۱۹۴۷ء کو بھجوایا جس میں آپؓ نے تحریر فرمایا:

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

جماعت کو ہدایات جو فوراً شائع کر دی جائیں۔

باوجود بار بار زور دینے کے لاہور کی جماعت نے کنوائے نہیں بھجوائے جس کی وجہ سے قادیان کا بوجھ حد سے زیادہ ہوگیا۔ اگر کنوائے آتے تو شاید میں بھی چلا جاتا اور جب مسٹر جناح اور پنڈت جی آئے تھے۔ اُن سے کوئی مشورہ کرتا...

۱۔ اگر قادیان میں کوئی حادثہ ہو جائے تو پہلا فرض جماعت کا یہ ہے کہ شیخوپورہ یا سیالکوٹ میں ریل کے قریب لیکن نہایت سستی زمین لے کر ایک مرکزی گاؤں بسائے مگر قادیان والی غلطی نہیں کہ کوٹھیوں پر زور ہو۔ سادہ عمارات ہوں۔ فوراً ہی کالج اور سکول اور مدرسہ احمدیہ اور جامعہ کی تعلیم کو جاری کیا جائے۔ دینیات کی تعلیم اور اس پر عمل کرنے پر ہمیشہ زور ہو۔ علماء بڑے سے بڑے پیدا کرتے رہنے کی کوشش کی جائے۔

۲۔ تبلیغ کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔ وقف کے اصول پر جلد سے

جلد کافی مبلغ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

۳۔اگر میں مارا جاؤں یا اور کسی طرح جماعت سے الگ ہو جاؤں تو پہلی صورت میں فوراً خلیفہ کا انتخاب ہو اور دوسری صورت میں ایک نائب خلیفہ کا۔

۴۔جماعت باوجود ان تلخ تجربات کے شورش اور قانون شکنی سے بچتی رہے اور اپنی نیک نامی کے ورثہ کو ضائع نہ کرے۔

۵۔ہمارے کاموں میں ایک حد تک مغربیت کا اثر آ گیا تھا یعنی محکمانہ کارروائی زیادہ ہوگئی تھی۔اسے چھوڑ کر سادگی کو اپنانا چاہئے اور تصوّف اور سادہ زندگی اور نماز و روزہ کی طرف توجہ اور دُعاؤں کا شغف جماعت میں پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۶۔قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر انگریزی و اردو جلد جلد شائع ہوں۔ میں نے اپنے مختصر نوٹ بھجوا دیئے ہیں۔اس وقت تک جو ترجمہ ہو چکا ہے اس کی مدد سے اور تیار کیا جا سکتا ہے۔

ترجمہ کرنے والا دُعائیں بہت کرے۔

۷۔ان مصائب کی وجہ سے خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرنا۔اللہ تعالیٰ جماعت کو کبھی ضائع نہ کرے گا پہلے نبیوں کو بڑی بڑی تکالیف پہنچ چکی ہیں۔عزّت وہی ہے جو خدا اور بندے کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔مادی اشیاء سب فانی ہیں خواہ وہ کتنی ہی بزرگ یا قیمتی ہوں۔ہاں خدا تعالیٰ کا فضل مانگتے رہو شاید کہ وہ یہ پیالہ ٹلا دے۔والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد ۴۷-۸-۲۰''

اگست کے آخر میں قادیان اور اس کے ماحول کی کیا کیفیت تھی اس کی تفصیل قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کے ایک مکتوب کے درج ذیل اقتباسات سے باآسانی معلوم ہوسکتی ہے جو آپؓ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ کے نام ۳۰؍اگست ۱۹۴۷ء کو تحریر فرمایا۔آپؓ نے لکھا:۔

☆ ''قادیان میں اس وقت سات آٹھ ہزار پناہ گزین ہے جو ارد گرد کے مسلمان دیہاتوں سے بے خانماں ہو کر یہاں بیٹھا ہوا ہے۔اس کے لئے نہ تو حکومت کی طرف سے پناہ گزینوں کا کیمپ ہے اور نہ ان پناہ گزینوں کو دوسرے علاقہ میں منتقل کرنے کا کوئی انتظام موجود ہے۔ اس کے علاوہ خود قادیان کی رہنے والی ہزاروں مستورات اور بچے ایسے ہیں جنہیں خطرے کے وقت میں دوسری جگہ منتقل کرنا ضروری ہے۔پس اس تعلق میں دوقسم کے انتظامات فوری طور پر درکار ہیں۔اوّل پناہ گزینوں کے کیمپ کا قیام۔دوسرے قادیان سے عورتوں اور بچوں اور پناہ گزینوں کو لاہور یا سیالکوٹ منتقل کرنے کا انتظام۔

☆ قادیان میں ایک عرصہ سے ریل اور تار بند ہے اور ٹیلیفون گو چند دن بند رہنے کے بعد اب کھلا ہے مگر عملاً اس کا کنیکشن نہیں ملتا اور چونکہ سڑک کا راستہ مسافروں کے لئے بغیر انتظام کے خطرناک ہے۔ اس لئے ہمارا مرکز ایک عرصہ سے باہر کے علاقہ سے بالکل کٹا ہوا ہے اور ڈاک اور اخبارات کا سلسلہ بالکل بند ہے۔ضروری ہے کہ پبلک میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے ریل اور تار کو جلد تر کھول دیا جائے اور ٹیلیفون کے رستہ میں جو عملی روکیں ہیں کہ امرتسر کا ایکسچینج کنیکشن نہیں دیتا اُسے دُور کیا جائے۔

☆ ہمارے پاس دو جہاز تھے جن سے ہم اپنی ڈاک و تاریں لاہور بھجواتے تھے اور لاہور سے اپنی ڈاک اور تاریں منگوا لیتے تھے یا دوائیاں اور دیگر ضروریات زندگی لاہور سے منگوا لیتے تھے۔ یا کسی سواری کو کسی کام پر لاہور بھجوانا ہو تو اُسے بھجوا دیتے تھے۔مگر چند دن سے مقامی افسروں نے ہمارے جہازوں پر بھی پابندی لگا دی ہے اور اب وہ لاہور میں بند پڑے ہیں۔

☆ ہمیں یہ بھی دھمکی دی جارہی ہے کہ قادیان میں جو جائز لائسنس والا اسلحہ ہے،اسے ضبط کر لیا جائیگا۔

☆ قادیان میں رسد ختم ہورہی ہے اور ہمیں پناہ گزینوں اور مقامی آبادی کو رسد پہنچانے میں مشکلات کا سامنا ہورہا ہے ۔اس کے لئے بھی مناسب انتظام ہونا چاہئے۔جن میں سے ایک یہ ہے کہ کم از کم پناہ گزینوں کے لئے حکومت جنس مہیّا کرے۔

☆ چونکہ سارے انتظامات کے باوجود ایک حصۂ آبادی کو قادیان سے لاہور، سیالکوٹ کی طرف منتقل کرنا ہوگا اس لئے کافی تعداد میں اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد کنوائے کا انتظام ہونا چاہئے جس کے ساتھ مسلّح گارڈ ہوں جس میں کافی حصہ بلکہ موجودہ حالات میں سالم حصّہ مسلمانوں کا ہو۔اس کنوائے کے ذریعہ قادیان کی عورتوں اور بچوں اور کمزور بیمار مَردوں کے علاوہ پناہ گزینوں کو بھی باہر نکالنے کا انتظام ہوگا۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ: ۷۳۸، ۷۳۹)

اسی روز یعنی ۳۰ ؍اگست کو مشورہ کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قیام امن کی اغراض کے لئے لاہور جانے کا پروگرام بنایا اور رات کو قادیان اور ضلع گورداسپور کی جماعتوں کے نام حسب ذیل الوداعی پیغام لکھا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کو قادیان میں اپنے پیچھے امیر مقامی مقرر کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ آپؓ کے قادیان سے روانہ ہونے کے بعد یہ پیغام جماعت تک پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ حسبِ ہدایت امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے اس کی نقلیں کروا کے مغرب اور عشاء کی نمازوں میں قادیان کی تمام احمدی مساجد میں بھجوادیں جو پڑھ کر سنا دی گئیں۔ پیغام یہ تھا:

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی تمام پریذیڈنٹان انجمن احمدیہ قادیان و محلّہ جات و دیہات ملحقہ قادیان و دیہات تحصیل بٹالہ و تحصیل گورداسپور کو اطلاع دیتا ہوں کہ متعدد دوستوں کے متواتر اصرار اور لمبے غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قیام امن کے اغراض کے لئے مجھے چند دن

کے لئے لاہور ضرور جانا چاہئے۔ کیونکہ قادیان سے بیرونی دُنیا کے تعلقات منقطع ہیں اور ہم ہندوستان کی حکومت سے کوئی بھی بات نہیں کر سکے حالانکہ ہمارا معاملہ اس سے ہے لیکن لاہور اور دہلی کے تعلقات ہیں۔ تار اور فون بھی جا سکتا ہے۔ ریل بھی جاتی ہے اور ہوائی جہاز بھی جا سکتا ہے۔ میں مان نہیں سکتا کہ اگر ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال صاحب پر یہ امر کھولا جائے کہ ہماری جماعت مذہباً حکومت کی وفادار جماعت ہے تو وہ ایسا انتظام نہ کریں کہ ہماری جماعت اور دوسرے لوگوں کی جو ہمارے اِردگرد رہتے ہیں حفاظت نہ کی جائے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ بعض لوگ حکّام پر یہ اثر ڈال رہے ہیں کہ مسلمان جو ہندوستان میں آئے ہیں ہندوستان سے دشمنی رکھتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ انہیں اپنے جذبات کے اظہار کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ ادھر اعلان ہوا اور ادھر فساد شروع ہو گیا۔ ورنہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ مسلمان مسٹر جناح کو اپنا سیاسی لیڈر تسلیم کرنے کے باوجود ان کے اس مشورہ کے خلاف جاتے کہ اب جو مسلمان ہندوستان میں رہ گئے ہیں انہیں ہندوستان کا وفادار رہنا چاہئے۔ غرض ساری غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ یکدم فسادات ہو گئے اور صوبائی حکام اور ہندوستان کے حکّام پر حقیقت نہیں کھلی۔ ان حالات میں مَیں سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی جگہ جانا چاہئے جہاں سے دہلی وشملہ سے تعلقات آسانی سے قائم کئے جا سکیں۔ اور ہندوستان کے وزراء اور مشرقی پنجاب کے وزراء پر اچھی طرح سب معاملہ کھولا جا سکے۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ زور سے ان فسادات کو دُور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اسی طرح لاہور میں سِکھ لیڈروں سے بھی بات چیت ہو سکتی ہے جہاں وہ ضرورتاً آتے جاتے رہتے ہیں اور اس سے بھی فساد دُور کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ ان امور کو مدّ نظر رکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں چند دن کے لئے لاہور جا کر کوشش کروں۔ شاید اللہ تعالیٰ میری کوششوں میں برکت ڈالے اور یہ شور وشرّ جو اس وقت پیدا ہو رہا ہے دُور ہو جائے۔ میں نے اس امر کے مدّ نظر

آپ لوگوں سے پوچھا تھا کہ ایسے وقت میں اگر میرا جانا عارضی طور پر زیادہ مفید ہو تو اس کا فیصلہ آپ لوگوں نے کرنا ہے یا میں نے۔ اگر آپ نے کرنا ہے تو پھر آپ لوگ حکم دیں تو میں اسے مانوں گا لیکن میں ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گا اور اگر فیصلہ میرے اختیار میں ہے تو پھر آپ کو حق نہ ہوگا کہ چون وچرا کریں۔ اس پر آپ سب لوگوں نے لکھا کہ فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے۔ سو میں نے چند دن کے لئے اپنی سکیم کے مطابق کوشش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ لوگ دعائیں کرتے رہیں اور حوصلہ نہ ہاریں۔ دیکھو مسیحؑ کے حواری کتنے کمزور تھے مگر مسیحؑ انہیں چھوڑ کر کشمیر کی طرف چلا گیا اور مسیحیوں پر اس قدر مصائب آئے کہ تم پر ان دنوں میں اس کا دسواں حصّہ بھی نہیں آئے۔ لیکن انہوں نے ہمّت اور بشاشت سے ان کو برداشت کیا۔ ان کی جُدائی تو دائمی تھی مگر تمہاری جدائی تو عارضی ہے اور خود تمہارے اور سلسلہ کے کام کے لئے ہے۔ مبارک وہ جو بدظنی سے بچتا ہے اور ایمان پر سے اس کا قدم لڑکھڑاتا نہیں۔ وہی جو آخر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا انعام پاتا ہے۔ پس صبر کرو اور اپنی عمر کے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے وفادار رہو۔ اور ثابت قدمی اور نرمی اور عقل اور سوجھ بوجھ اور اتحاد و اطاعت کا ایسا نمونہ دکھاؤ کہ دُنیا عش عش کر اُٹھے۔ جو تم میں سے مصائب سے بھاگے گا وہ یقیناً دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کی لعنت کا مستحق۔ تم نے نشان پر نشان دیکھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا منور جلوہ دیکھا ہے اور تمہارا دل دوسروں سے زیادہ بہادر ہونا چاہیئے۔ میرے سب لڑکے اور داماد اور دونوں بھائی اور بھتیجے قادیان میں ہی رہیں گے اور میں اپنی غیر حاضری کے ایام میں عزیز مرزا بشیر احمد صاحب کو اپنا قائمقام ضلع گورداسپور اور قادیان کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ ان کی فرماں برداری اور اطاعت کرو اور ان کے ہر حکم پر اس طرح قربانی کرو جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِی یعنی جس نے

میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ۔پس جو اُن کی اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کرے گا اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کرے گا وہ رُسول کریم ﷺ کی اطاعت کرے گا اور وہی مومن کہلا سکتا ہے دوسرا نہیں۔

اے عزیزو! احمدیت کی آزمائش کا وقت اب آئے گا اور اب معلوم ہوگا کہ سچّا مومن کونسا ہے ۔پس اپنے ایمانوں کا ایسا نمونہ دکھاؤ کہ پہلی قوموں کی گردنیں تمہارے سامنے جھک جائیں اور آئندہ نسلیں تم پر فخر کریں ۔شاید مجھے تنظیم کی غرض سے کچھ اور آدمی قادیان سے باہر بھجوانے پڑیں مگر وہ میرے خاندان میں سے نہ ہوں گے بلکہ علماء سے ہوں گے ۔اس سے پہلے بھی مَیں کچھ علماء باہر بھجوا چکا ہوں ۔تم اُن پر بدظنّی نہ کرو۔ وہ بھی تمہاری طرح اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہیں لیکن خلیفہ وقت کا حکم انہیں مجبور کر کے لے گیا۔ پس وہ ثواب میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں اور قربانی میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں ۔ہاں وہ لوگ جو آنوں بہانوں سے اجازت لے کر بھاگنا چاہتے ہیں وہ یقیناً کمزور ہیں ۔خدا تعالیٰ اُن کے گناہ بخشے اور سچے ایمان کی حالت میں جان دینے کی توفیق دے۔ اے عزیزو! اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ رہے اور مجھے جب تک زندہ ہوں سچّے طور پر اور اخلاص سے تمہاری خدمت کی توفیق بخشے اور تم کو مومنوں والے اخلاص اور بہادری سے میری رفاقت کی توفیق بخشے ۔خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور آسمان کی آنکھ تم میں سے ہر مرد ہر عورت اور ہر بچہ کو سچا مخلص دیکھے اور خدا تعالیٰ میری اولاد کو بھی اخلاص اور بہادری سے سلسلہ کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے ۔والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

30/08/47

(الفضل 18 احسان/جون 1327 ہش ۔1948ء صفحہ 3:)

اگلے روز (31 ظہور/ اگست 1326 ہش ۔ 1947ء) کو حضرت امیر المومنین المصلح الموعودؓ نے روانگی سے قبل اپنے لختِ جگر صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منوّر احمد صاحب کو قصرِ خلافت کا بالائی کمرہ سپرد فرمایا اور انہیں اپنے بعد اس میں قیام پذیر ہونے کی ہدایت فرمائی۔ ازاں بعد حضور کیپٹن ملک عطاء اللہ صاحب آف دوالمیال کی ایسکورٹ (Escort) میں قریباً ایک بجے احمدیہ چوک قادیان میں موٹر میں سوار ہوئے اور پھر سوا ایک بجے کوٹھی دارالسلام قادیان میں پہنچے جہاں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب اور نوابزادہ میاں عباس احمد خاں (جو حضورؓ کے ساتھ ہی کوٹھی دارالسلام میں آئے تھے) اور ان کے علاوہ خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اور افراد نے حضورؓ کو الوداع کہا اور آپؓ یہاں سے بذریعہ موٹر روانہ ہو کر ساڑھے چار بجے کے قریب شیخ بشیر احمد صاحب امیر مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے مکان پر بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ اس تاریخی سفر میں حضرت سیّدہ ام متین صاحبہ اور حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ (حرم حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب) بھی حضورؓ کے ہمراہ تھیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ہجرت سے متعلق ایک اہم پیشگوئی کا شاندار ظہور

حضرت سیّدنا فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ہجرتِ پاکستان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۸۶۔۱۸۸۵ء کی ایک خواب پوری ہوئی جس میں حضور علیہ السلام پر انکشاف کیا گیا تھا کہ آپؑ خود یا آپؑ کا کوئی خلیفہ ہجرت کرے گا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ

> ''ایک دفعہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے۔ انبیاءؑ کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعے سے پورے

ہوتے ہیں ۔مثلاً آنحضرت ﷺ کو قیصر وکسریٰ کی کُنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے‘‘۔(ملفوظات جلد۴صفحہ:۳۶۲)

سفرِ ہجرت کے حالات حضرت مصلح موعودؓ کی زبانِ مبارک سے

حضرت امیر المومنین المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جماعتی طور پر ایک بہت بڑا ابتلاء ۱۹۴۷ء میں آیا اور الٰہی تقدیر کے ماتحت ہمیں قادیان چھوڑنا پڑا۔شروع میں مَیں سمجھتا تھا کہ جماعت کا جرنیل ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ قادیان میں لڑتا ہوا مارا جاؤں ورنہ جماعت میں بزدلی پھیل جائے گی اوراس کے متعلق مَیں نے باہر کی جماعتوں کو چٹھیاں بھی لکھ دی تھیں۔لیکن بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے مطالعہ سے مجھ پر یہ امر منکشف ہوا کہ ہمارے لئے ایک ہجرت مقدر ہے اور ہجرت ہوتی ہی لیڈر کے ساتھ ہے۔ویسے تو لوگ اپنی جگہیں بدلتے ہی رہتے ہیں مگر اسے کوئی ہجرت نہیں کہتا۔ہجرت ہوتی ہی لیڈر کے ساتھ ہے۔پس میں نے سمجھا کہ خدا تعالیٰ کی مصلحت یہی ہے کہ مَیں قادیان سے باہر چلا جاؤں۔جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے مطالعہ سے میں نے سمجھا کہ ہماری ہجرت یقینی ہے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجھے قادیان چھوڑ دینا چاہئے تو اس وقت لاہور فون کیا گیا کہ کسی نہ کسی طرح ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا جائے لیکن آٹھ دس دن تک کوئی جواب نہ آیا اور جواب آیا بھی تو یہ کہ حکومت کسی قسم کی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے سے انکار کرتی ہے اس لئے کوئی گاڑی نہیں مل سکتی، میں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کا مطالعہ کررہا تھا۔الہامات کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے ایک الہام نظر آیا ’’بعد گیارہ‘‘(تذکرہ صفحہ:۳۲۷) میں نے خیال کیا کہ گیارہ سے مراد گیارہ

تاریخ ہے اور میں نے سمجھا کہ شاید ٹرانسپورٹ کا انتظام قمری گیارہ تاریخ کے بعد ہوگا مگر انتظار کرتے کرتے عیسوی ماہ کی 28 تاریخ آ گئی لیکن گاڑی کا کوئی انتظام نہ ہوسکا ۔28 تاریخ کو اعلان ہوگیا کہ 31/اگست کے بعد ہر ایک حکومت اپنے اپنے علاقہ کی حفاظت کی خود ذمہ دار ہوگی ۔اس کا مطلب یہ تھا کہ انڈین یونین اب مکمل طور پر قادیان پر قابض ہوگئی ہے ۔میں نے اس وقت خیال کیا کہ اگر مجھے جانا ہے تو اس کے لئے فوراً کوشش کرنی چاہئے ورنہ قادیان سے نکلنا محال ہو جائے گا اور اس کام میں کامیابی نہیں ہو سکے گی ۔ان لوگوں کے مخالفانہ ارادوں کا اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ انگریز کرنل جو بٹالہ لگا ہوا تھا میرے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے ان لوگوں کے منصوبوں کا علم ہے جو کچھ یہ 31/اگست کے بعد مسلمانوں کے ساتھ کریں گے اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ باتیں کرتے وقت اُس پر رقت طاری ہوگئی لیکن اُس نے جذبات کو دبا لیا اور مُنہ ایک طرف پھیرلیا۔ جب میں نے دیکھا کہ گاڑی وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہوسکتا اور مَیں سوچ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام ''بعد گیارہ'' سے کیا مراد ہے تو مجھے میاں بشیر احمد صاحب کا پیغام ملا کہ میجر جنرل نذیر احمد صاحب کے بھائی میجر بشیر احمد صاحب ملنے کے لئے آئے ہیں۔ دراصل یہ ان کی غلطی تھی وہ میجر بشیر احمد صاحب نہیں تھے بلکہ ان کے دوسرے بھائی کیپٹن عطاء اللہ صاحب تھے۔ جب وہ ملاقات کے لئے آئے تو میں حیران تھا کہ یہ تو میجر بشیر احمد نہیں۔ اُن کے چہرے پر تو چیچک کے داغ ہیں ۔مگر چونکہ مجھے ان کا نام میجر بشیر احمد ہی بتایا گیا تھا اس لئے میں نے دوران گفتگو میں جب انہیں میجر کہا تو انہوں نے کہا مَیں میجر نہیں ہوں کیپٹن ہوں اور میرا نام بشیر احمد نہیں بلکہ عطاء اللہ ہے ۔کیپٹن عطاء اللہ صاحب کے متعلق پہلے سے میرا یہ خیال تھا کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں سے زیادہ مخلص ہیں اور مَیں سمجھتا تھا کہ اگر خدمت کا موقع مل سکتا ہے تو اپنے بھائیوں میں سے یہی اس

کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔مَیں نے انہیں حالات بتائے اورکہا کہ کیا وہ سواری اورحفاظت کا کوئی انتظام کرسکتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ میں آج ہی واپس جا کرکوشش کرتا ہوں۔ایک جیپ میجر جنرل نذیر احمد کو ملی ہوئی ہے اگر وہ مل سکی تو دو اَور کا انتظام کر کے مَیں آؤں گا کیونکہ تین گاڑیوں کے بغیر پوری طرح حفاظت کا ذمہ نہیں لیا جاسکتا۔ کیونکہ ایک جیپ خراب بھی ہوسکتی ہے اوراس پرحملہ بھی ہوسکتا ہے۔لیکن ضرورت ہے کہ تین گاڑیاں ہوں تا سب خطرات کا مقابلہ کیا جاسکے۔ یہ باتیں کر کے وہ واپس لاہور گئے اور گاڑی کے لئے کوشش کی۔مگر میجر جنرل نذیر احمد صاحب کی جیپ انہیں نہ مل سکی۔وہ خود کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔آخر انہوں نے نواب محمد دین صاحب مرحوم کی کارلی اورعزیز منصور احمد کی جیپ۔ اسی طرح بعض اوردوستوں کی کاریں حاصل کیں اورقادیان چل پڑے۔دوسرے دن ہم نے اپنی طرف سے ایک اورانتظام کرنے کی بھی کوشش کی اورچاہا کہ ایک احمدی کی معرفت کچھ گاڑیاں مل جائیں۔اس دوست کا وعدہ تھا کہ وہ ملٹری کوساتھ لے کرآٹھ نو بجے قادیان پہنچ جائیں گےلیکن وہ نہ پہنچ سکے یہانتک کہ دس بج گئے۔اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ شاید گیارہ سے مراد گیارہ بجے ہوں اور یہ انتظام گیارہ بجے کے بعد ہو۔میاں بشیر احمد صاحب جن کے سپرد ان دنوں ایسے انتظام تھے اُن کے بار بارپیغام آتے تھے کہ سب انتظام رہ گئے ہیں اورکسی میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ میں نے انہیں فون کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام ’’بعد گیارہ‘‘ سے میں سمجھتا ہوں کہ گیارہ بجے کے بعد کوئی انتظام ہوسکے گا۔پہلے میں سمجھتا تھا کہ اس سے گیارہ تاریخ مراد ہے لیکن اب میرا خیال ہے کہ شاید اس سے مراد گیارہ بجے کا وقت ہے۔میرے لڑکے ناصر احمد نے بھی جس کے سپرد باہر کا انتظام تھا مجھے فون کیا کہ تمام انتظامات فیل ہوگئے ہیں۔ایک بدھ فوجی افسر نے کہا تھا کہ خواہ مجھے سزا ہوجائے میں ضرور کوئی نہ کوئی انتظام کروں گا

اور اپنی گارڈ ساتھ روانہ کروں گا لیکن عین وقت پر اُسے بھی کہیں اور جگہ جانے کا آرڈر آ گیا اور اس نے کہا میں اب مجبور ہوں اور کسی قسم کی مدد نہیں کر سکتا۔آخر گیارہ بج کر پانچ منٹ پر میں نے فون اُٹھایا اور چاہا کہ ناصر احمد کو فون کروں کہ ناصر احمد نے کہا کہ میں فون کرنے ہی والا تھا کہ کیپٹن عطاء اللہ یہاں پہنچ چکے ہیں اور گاڑیاں بھی آ گئی ہیں۔چنانچہ ہم کیپٹن عطاء اللہ صاحب کی گاڑیوں میں قادیان سے لاہور پہنچے۔یہاں پہنچ کر میں نے پورے طور پر محسوس کیا کہ میرے سامنے ایک درخت کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں بلکہ ایک باغ کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے ہمیں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ فوراً ایک نیا مرکز بنایا جائے اور مرکزی دفاتر بھی بنائے جائیں''۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ:745 تا 748)

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے لاہور پہنچ جانے کے بعد مختلف قافلے پاکستان کے لئے روانہ ہوتے رہے۔آخری قافلہ قادیان سے مؤرخہ 6/نومبر 1947ء کو پاکستان کیلئے روانہ ہوا۔اس میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس، دیگر بزرگانِ سلسلہ اور متعدد نونہالان خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام شامل تھے۔اس کنوائے کی روانگی کے بعد قادیان میں تین سو تیرہ درویشوں نے پیچھے رہ جانا تھا۔بوقتِ روانگی حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے نہایت درد بھرے الفاظ میں کہا۔

''اے قادیان کی مقدس سرزمین تو ہمیں مکّہ مکرّمہ اور مدینہ منورہ کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ پیاری ہے لیکن حالات کے تقاضے سے ہم یہاں سے نکلنے پر مجبور ہیں۔اس لئے ہم تجھ پر سلامتی بھیجتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں۔'' (الفرقان درویشان نمبر صفحہ:٦)

اُس وقت کے رقت انگیز منظر کی عکّاسی کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب (مرحوم) بیان فرماتے ہیں:

''اجتماعی دعاؤں کے بعد جو کہ مسجد مبارک، بیت الدّعا، مسجد اقصیٰ

اور بہشتی مقبرہ میں ہوئیں، سب لوگ ٹرکوں کے پاس پہنچ گئے۔ مگر منظر ہی کچھ اور تھا۔ جانے کی خوشی کسی کو کیا ہونی تھی، ہر ایک رنج اور غم سے پسا جا رہا تھا... ضبط کی طاقت... والوں... کے راز کو اُن کی سرخ آنکھیں پکار پکار کر فاش کر رہی تھیں... (دوسرے) اس طرح روتے تھے جس طرح کوئی بچہ اپنی ماں سے بچھڑنے کے وقت روتا ہے... الوداعی دعا... جس کرب والحاح کے ساتھ... مانگی گئی... اس کو الفاظ بیان نہیں کر سکتے اور جس نے وہ نظارہ دیکھا وہ بھی اسے بھول نہیں سکتا۔ وہاں... (موجود) غیر مسلم.... (ساری) مسلم ملٹری ...سب محوِ حیرت تھے کہ ان لوگوں کو کیا ہوا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ گزشتہ چار ماہ موت کے منہ میں جھانکنے کے باوجود بھی ان لوگوں کی اس وقت یہ حالت ہے جبکہ ان کو موت سے بچایا جا رہا ہے... (پھر) جانے والے چلے گئے اور پیچھے رہنے والے ایک سکتہ کی حالت میں ان کو تکتے رہے۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو کہ ان کو الوداع کہہ رہے تھے۔'' (الفضل 10 / جنوری 1948ء)

یہ تو مسیح پاکؑ کی بستی کے پاسبانوں کا حال تھا جو وہاں درویش بن کر رہ پڑے اور دوسری طرف اس پیاری اور مقدّس بستی سے جدا ہونے والے تھے جو اُس کی یاد میں تڑپنے لگے۔ ان کی ہر شام کسی پُر امید صبح کی بیقرار تمناؤں کے سایوں میں رات کی آغوش میں اتر جاتی۔ لیکن ہر نیا طلوع ہونے والا سورج اُن کے ہجر و فراق کی سوزش میں اضافہ کر جاتا۔ پھر یہ تڑپ کبھی شعروں کے قالب میں ڈھل کر بے قرار کر جاتی تو کبھی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ اداسیاں بکھیر جاتی۔ لیکن ہر ایک کے خوابوں کا مسکن ہمیشہ اس کی وہی پیاری بستی ہی رہی۔ پھر کوئی اپنی کسی خواب سے قادیان واپس جانے کے تخمینے باندھتا تو کوئی حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات ورؤیا سے واپسی کے اندازے لگاتا۔ اسی طرح ''تذکرہ'' سے بھی واپسی کی تاریخیں معیّن کرنے کی بڑی کثرت سے کوششیں کی جاتیں۔ یہ وہ کیفیات تھیں جن کی وجہ سے قادیان سے ہجرت کا داغ ہمیشہ زندہ رہا جس میں واپسی کی تمنائیں بھی ہمیشہ بے قرار رہیں۔

قادیان کی یاد میں بے قرار تمناؤں کا اندازہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک نظم سے لگایا

جاسکتا ہے جو آپؓ نے ایک عارضی جدائی میں 1924ء میں یورپ کے سفر کے دوران تحریر فرمائی تھی۔ آپؓ نے لکھا:

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں
مدّعائے حق تعالیٰ مدّعائے قادیاں
یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں
خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقامِ پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیاں
آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیلِ مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں
گلشنِ احمد کے پھولوں کی اڑا لائی جو بُو
زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں
جب کبھی تم کو ملے موقع دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیاں

(کلام محمود صفحہ:114)

اہلِ دل اندازہ کر سکتے ہیں کہ غیر معیّنہ جدائی کا قلق اور اضطراب ہجر زدوں کے قلب وجگر کو کس طرح خون کرتا ہوگا۔ چنانچہ حضور نے ہجرت کے بعد جو نظم لکھی یہ جلسہ سالانہ قادیان میں پڑھی گئی

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں
ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں
نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے
میں اس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں
میرے بال و پر میں وہ ہمت ہے پیدا
کہ لے کر قفس کو اڑا چاہتا ہوں

(کلام محمود صفحہ:209)

باب سوم

امن اور برکت

''اب تو امن اور برکت کے ساتھ اپنے گاؤں میں جائے گا''

(تذکرہ صفحہ:684)

قادیان میں جلسہ سالانہ کے بعد ایک سکھ صحافی نے پنجابی میں انٹرویو لیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے 1991ء کے اس صد سالہ اور تاریخی جلسہ سالانہ کی بابت پوچھا کہ

''کانفرس دے بارے وچ تہاڈے کی وچار نیں؟''

آپ نے فرمایا:

''کانفرنس ساڈھے واسطے بہت اہمیت رکھ دی ہے۔اس واسطے کہ سو سال دے وچ سو سال دا جلسہ اک دفعہ ای آنا سی نا۔لیکن ایس جلسے وچ، نال ایہہ گل شامل ہوگئی کہ جدوں دی پارٹیشن ہوئی ہے اوھدے بعد کوئی خلیفہ کدیں ایتھے نہیں آیا اور پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ نے مینوں ہمت دِتّی، فیصلہ کرن دی توفیق عطا فرمائی اور خدا نے فیر سامان ایسے کر دِتّے کہ ہندوستان دی حکومت نے ساری دنیا وچ بیحد تعاون کیتا اے۔ حالانکہ اسیں خیال وی نہیں کر سکدے سی کہ اوہ ایس طرح کرن گے۔ پاکستان نے وی کوئی روک نئیں پائی۔ جِنّے اُنہاں تے پریشر پئے نے کہ اِنہاں دے رستے وچ حائل ہووو، اللہ دی تقدیر نے ایسا کم (کام) کیتا کہ اُنہاں نے کوئی روک نئیں پائی۔سب کم خود بخود چل پئے اور آپی آپ چالو ہوگئے۔ تے تیاری دے بعد وی اور ایتھے پہنچن دے بعد وی اسیں بڑے مزیدار دِن کٹّے نیں۔

ایس جلسے تے ھندوستان دی ساری جماعتاں دے ایئیں لوک
آئے نیں کہ جیڑھے پہلاں ایتھے کدیں کِسے جلسے تے نئیں آئے۔‘‘

امن اور برکت کا ماحول

ایک تو ہجرت کا وہ سماں تھا جس میں قتل وغارت اور لوٹ کھسوٹ کے بازار گرم تھے اور انتہائی جگر پاش خوں آشام حالات میں ہجرت کرنے والوں نے ایک کس مپرسی اور بے بسی کی حالت میں مسیح پاکؑ کی مقدس بستی قادیان دارالامان کو الوداع کہا۔ وہ وہاں سے نکلے تو سینے پر جدائی کے پتھر اور جان ہتھیلی پر رکھ کر، ایسی جدائی ہمراز ہوئی کہ سوتے میں بھی روح ’’ہائے قادیان‘‘ پکارنے لگتی اور اب واپسی کا منظر ایسا تھا کہ جیسے ہر طرف امن وسلامتی کے پھولوں کی سیج پر خوشیوں اور راحتوں کی ٹھنڈک اتر رہی ہو۔ خدا تعالیٰ نے اپنے مقدّس خلیفہ کے لئے اس بستی میں آمد کیلئے ہر قسم کے اسباب کے دروازے کھول دیئے۔ راستے کشادہ اور پُر نور کر دیئے۔ دلوں میں خوش آمدید کے باغ مہکا دیئے۔ قومیں ’’جی آیانوں‘‘ کے راگ الاپنے لگیں، فضا ’’راضی خوشی آئے، خیر وعافیت سے آئے‘‘ کی خوشبو سے لبریز ہوگئی۔ قادیان کی احمدی آبادی تو اس آمد پر واری واری ہی تھی لیکن وہاں پر مقیم ہر مذہب کا پیرو اور ہر مکتبۂ فکر کا آدمی بھی ’’شاہِ قادیان‘‘ کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔

احمدیہ محلّے میں بڑے بڑے ۹ آرائشی گیٹ مختلف جگہوں پر لگائے گئے۔ ان کو آراستہ کیا گیا اور پورے ماحول میں رنگ برنگی جھنڈیاں سجائی گئیں۔ قادیان کی آرائش وزیبائش کا کام خدّام و اطفال نے بڑی محبت کے ساتھ دن رات ایک کر کے کیا اور قادیان کو اس طور سے سجایا اور احباب نے اپنے گھروں کو اس قدر چراغاں کیا کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوا۔ احمدی احباب نے اپنے گھروں میں سمٹ سمٹ کر مہمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ گنجائش نکالی۔

مکرم سردار ہریندر سنگھ باجوہ صاحب نے، جو اُن دنوں میونسپل کمیٹی کے صدر تھے، باوجود فنڈز کی کمی کے مہمان خانہ سے احمدیہ چوک تک فرش لگوا دیا اور عارضی سٹریٹ لائٹس لگوا کر روشنی کا خاطر خواہ انتظام فراہم کیا۔ اسی طرح ٹینکر کی با قاعدہ ڈیوٹی لگا کر روزانہ احمدیہ علاقے میں چھڑکاؤ کا انتظام بھی کیا۔ فجزاہُ اللّٰہ احسنَ الجزاء۔ وہاں کی مختلف ہندو اور سکھ تنظیموں نے اور انفرادی طور پر

تاجروں نے بھی حضورؓ کے استقبال کے لئے سڑکوں پر گیٹ بنائے اور بینرز سجائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کے لئے ہندوؤں نے بھی اپنے گھروں کو پیش کیا، سکھّوں نے بھی اور عیسائیوں نے بھی۔مکرم حکیم سورن سنگھ صاحب سابق ممبر میونسپل کمیٹی قادیان یوں تو ہمیشہ ہی جماعت کے ساتھ محبت اور تعاون کا تعلق رکھتے ہیں مگر اس موقع پر خاص طور پر وہ دفتر جلسہ سالانہ میں تشریف لائے اور درخواست کر کے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کیلئے اپنے اور اپنے رشتہ داروں اور تعلقدار گھرانوں میں نہ صرف رہائش مہیا کی بلکہ بستر وناشتے وغیرہ تک کی سہولت دینے میں پہل کی۔واھے گرواُن پر کرپا کرے اور اُن کے سب گھروں میں برکتیں بھر دے۔الغرض سب لوگوں نے ہی مہمانوں کی خدمت کی اور اس سیوا کو اپنے لئے راحت اور سکون کا موجب یقین کیا۔ان کے ایسے جذبات کو ہر احمدی محسوس کرتا تھا اور ان کے لئے دل میں تشکّر کے جذبات بھر کر خدا تعالیٰ کی حمد وشکر کے ترانے گاتا تھا۔

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں یہ ذکر آچکا ہے کہ قادیان دارالامان میں،جلسہ کے ہر انتظام اور ہر پروگرام میں ہر جہت سے خدا تعالیٰ نے برکت کا نزول فرمایا تھا۔مگر اس برکت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ قادیان کی بستی کا ہر تاجر خواہ وہ ہندو تھا، سکھ تھا یا مسلمان وعیسائی،اُس کی تجارت میں اس قدر برکت پڑی اور چند دنوں میں اس کو اس قدر منافع نصیب ہوا کہ شاید اس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ چنانچہ اس دنیوی برکت کی لذّت سے مسرور ہو کر یہ تاجر احمدی احباب سے پوچھتے کہ ''اگلے سال مرزا صاحب پھر آئیں گے نا؟'' اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیحؒ سے مل کر یا آپ کو دیکھ کر روحانی طور پر برکت حاصل کی تھی، وہ بھی یہی پوچھتے تھے کہ ''اگلے سال حضرت مرزا صاحب پھر آئیں گے نا؟'' حضورؒ جس گلی کوچے سے گزرتے، احمدی مرد وزن اور بچے تو گھنٹوں انتظار میں کھڑے ہوتے تھے مگر غیر مسلم بھی اشتیاقِ دیدار میں طویل انتظار کرتے۔جب وہ آپ کو دیکھ کر آنکھوں کی تشنگی مٹا چکتے تو برملا اظہار کرتے کہ حضور کے چہرے پر الٰہی نور ہے۔

قارئین کرام!اب چند اور امور ملاحظہ فرمائیں ان سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''راضی خوشی آئے، خیر وعافیت سے آئے'' کس شان اور روشنی کے ساتھ پورے ہوئے۔چنانچہ مکرم عبدالحلیم سحر صاحب آف ربوہ تحریر کرتے ہیں:۔

''خاکسار نے قادیان میں عجیب وغریب نظارے دیکھے ۔ڈیوٹی کے دوران جب حضورؓ جلسہ گاہ تشریف لاتے تو خاکسار بھی ساتھ ہوتا۔حضور جب سٹیج پر چلے جاتے تو خاکسار جہاں سکھ اور ہندو بیٹھے ہوتے تھے وہاں چلا جاتا۔حضور جب تقریر فرمارہے ہوتے تو اُن کے تأثرات دیکھتا۔ بڑا عجیب منظر ہوتا۔ان کے چہروں پر بڑی عقیدت ہوتی اور اکثر کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور وہ حضور کی ہر بات کے ساتھ دُہراتے '' حضور ٹھیک کیندے نے'' (کہ حضور ٹھیک کہہ رہے ہیں) بوڑھے سکھوں کو معلوم بھی نہ ہوتا کہ روتے روتے ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے بھر گئی ہیں۔

بازار سے جو تأثرات ملے وہ بھی عجیب تھے کہ دل بے اختیار '' غلام احمد کی جے'' کے نعرے لگانے لگتا۔سکھوں اور ہندوؤں کے تأثرات کہتے تھے کہ ہم نے سُنا تھا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ قادیان میں اتنے لوگ آئیں گے کہ گڑھے پڑ جائیں گے۔ہم نے سوچ رکھا تھا کہ اگر پانچ یا دس ہزار لوگ بھی آ گئے تو ہم جان لیں گے کہ مرزا صاحب نے سچ کہا تھا۔لیکن اب کی دفعہ تو انتہا ہوگئی لوگوں کی تعداد دس اور بیس ہزار سے بھی بڑھ گئی اور آج ہم گواہی دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے سچ کہا تھا۔یہ تھے بوڑھے سکھوں اور ہندوؤں کے تأثرات۔

پھر ایک روز عجیب نظارہ دیکھا۔حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے۔خاکسار دوسرے خادموں کے ساتھ آگے جارہا تھا۔بعض سِکھ سائیکلوں پر آرہے تھے کہ اچانک انہیں کسی نے بتایا کہ مرزا صاحب آرہے ہیں تو وہ پاگلوں کی طرح سائیکلوں سے چھلانگیں مارتے سڑک سے اُتر گئے اور بڑی عقیدت اور محبت سے ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ حضور آرہے ہیں ان کا دیدار کرنا ہے۔

پھر ایک جگہ کچھ سِکھوں کو کھڑے دیکھا جو اُونچی آواز میں بول رہے

تھے۔خاکسار قریب ہوا تو معلوم ہوا کہ اس بات پر جھگڑا ہے کہ آج حضور کو میں نے اتنی قریب سے دیکھا ہے اور کوئی کہہ رہا تھا کہ نہیں میں نے زیادہ قریب سے دیکھا ہے۔تیسرا کہتا تھا کہ میں نے دیکھا ہے۔خاکسار یہ عقیدت دیکھ کر حیران رہ گیا۔پھر ایک اور عجیب نظارہ دیکھا جس دن حضور عورتوں کے جلسہ گاہ میں خطاب فرمارہے تھے، خاکسار باہر ڈیوٹی پر کھڑا تھا کہ دو بوڑھے سکھ میاں بیوی اُدھر آئے اور قنات کی طرف جانے لگے۔خاکسار نے روکا کہ ادھر نہیں جانا تو کہنے لگے: ''حضور ؒ کا دیدار کرنا ہے''۔میں نے کہا کہ ایک طرف کھڑے ہو جائیں،حضور ؒ تقریر کر کے آئیں گے تو آپ دیکھ لیں۔وہ کہنے لگے کب آئیں گے۔میں نے کہا ایک گھنٹہ بعد تو وہ کہنے لگا پانچ منٹ بعد بس چلی جائے گی۔ہم بہت دور کے گاؤں سے آئے ہیں اور آج آئے ہوئے تیسرا دن ہے لیکن حضور کو نہیں دیکھ سکے آج نہیں دیکھ سکے تو کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔بڑی منّت کرنے لگے اور اس طرح رونے لگے جس طرح بچہ روتا ہے اور پھر سکھ بیوی نے تو آگے بڑھ کر دیکھ لیا اور اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔وہ کبھی دور سے حضور حضور کی طرف دیکھتی ہاتھ کپڑوں پر ملتی،کبھی ہاتھ حضور کی طرف کر کے پھر اُن کو چومتی۔غرض خوشی کا عجیب اظہار تھا۔پھر اس پچھتر سالہ بوڑھے سِکھ کی نظر دُور سے حضور پر پڑگئی۔بہت فاصلہ تھا۔اس نے ہاتھ باندھے جسم پر ہاتھوں کو مَلا اور خوشی سے بے قرار ہوا جاتا تھا۔عجیب حالت تھی اس کی کہنے لگا حضور کا دیدار ہو گیا ایک تمنا پوری ہوگئی۔اب ہم مطمئن جارہے ہیں ورنہ ساری زندگی حسرت رہتی۔واہ! کیا شان ہے اللہ کے بندوں کی۔''

محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب (حال ناظر اعلیٰ قادیان) آپ کی ڈیوٹی شعبہ ملاقات میں تھی، لکھتے ہیں:۔

''حضور ؒ سے ملاقات کے بارہ میں لوگوں کے تأثرات نہایت دلچسپ تھے۔جب کسی کو مصافحہ کا موقع نصیب ہو جاتا تو اُسکی حالت قابلِ دید

ہوتی ۔ بڑے شوق سے وہ سنا تا کہ آج دلی تمنّا پوری ہوئی کئی دنوں سے موقع تلاش کرر ہا تھا آج حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوگیا اور بات کرنے کا موقع مل گیا ۔الفاظ میں اُن تأثرات کو بیان کرنا ممکن ہی نہیں ۔حتّٰی کہ غیر مسلموں اوران کے بچوں کا بھی راستوں میں یہی اشتیاق دیکھا گیا۔ایک روز بعد نماز فجر حضور بہشتی مقبرہ تشریف لے جارہے تھے۔مہمان خانے کے پاس دو غیر مسلم معمّر افراد گزر رہے تھے۔ایک نے بڑھ کر حضور سے مصافحہ کیا۔ حضور نے اس کے احوال دریافت فرمائے ۔اُسکی تو باچھیں کھل گئیں ۔وہ بار بار یہ کہتا جاتا تھا کہ بڑے دنوں سے موقع کی تلاش میں تھا'' آج میرے بھاگ کھل گئے ۔آج میرے بھاگ کھل گئے۔''

مکرم منوہر لال شرما صاحب پرنسپل خالصہ سینئر سیکنڈری سکول قادیان نے اپنے خط محررہ 19 ؍مارچ 1992ء میں حضور کی خدمت میں اپنی عقیدت کا اظہار اور دعا کی درخواست کی۔انہوں نے لکھا :۔

''نمسکار و تسلیم و آداب کے بعد عرض ہے کہ بندہ خالصہ ہائر سیکنڈری سکول قادیان کا پرنسپل ہے ۔آپ یہاں تشریف لائے تو آپ سے ملاقات حاصل کر کے بیحد خوشی ہوئی۔آپ ایک بابرکت روحانی وجود ہیں ہم آپ کی دعاؤں کے متمنّی ہیں۔

خاکسار کو قبل ازیں Teacher's State Award بھی حکومت پنجاب کی طرف سے مل چکا ہے۔اب خاکسار کا کیس National Award کے لئے گیا ہوا ہے جو کہ خاکسار کے نزدیک آپ کی دعاؤں اور آشیرواد کے بغیر ممکن نہیں۔لہٰذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ خاکسار کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔جلسہ سالانہ کے دنوں میں آپ کے ساتھ تشریف لائے مہمانوں کی خدمت کا جو موقع ملا وہ ہماری خوش نصیبی تھی کہ اچھے انسانوں کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع مِلا۔

آپ سے ہماری گزارش ہے کہ آپ پھر قادیان تشریف لائیں اورہمیں سیوا کا موقع دیں۔

آپ کا شُبھ چنتک

دستخط منوہرلال شرما

قادیان کے ایک باسی جناب سردار چمن سنگھ صاحب نے اپنے ایک خط میں حضور کی خدمت میں لکھا:

’’اک اونکار۔واھگورو!واھگورو!

مان تے ستکاریوگ خدادے پیارے بھائی صاحب جی

واہگورو جی کا خالصہ واہگورو جی کی فتح

ایتھے سب سُکھ ہے۔آپ جی دی سُکھ واہگورو پاسوں چنگی منگدا ہاں۔میرے من وچ آپ جی نوں مِلن واسطے بہت چاہ سی جواس واہگورو خدا نے پوری کیتی ہے۔داس نے آپ جی نوں جدوں آپ جی ریلوے روڈ تے بیس پچیس آدمیاں دے قافلے نال مِلے سی تاں داس ۵ منٹ پہلاں ہی آپ جی بارے بچن کرر ہاسی کہ میں اک وار آپ جی دے جلسے وچ درشن کرن گیا سی پر نہ ہوسکے۔میں ایہہ بچن اجے کرہی رہاسی کہ آپ جی اک دم سامنے آ گئے تے میرے من دی خواہش پوری ہوگئی۔داس نے آپ جی نو کہیا سی کہ آپ جی دا پچھلا بہت تپ (عبادت) ہے۔بڑی وڈی بندگی ہے کیونکہ آپ دے کہے بچن تے ہر آدمی پھُل چڑھوندا ہے۔ایہہ آپ جی دے پچھلے کرماں (اعمال) کی بھگتی ہے۔کچھ دن ہوئے ۹۲۔۲۔۸ دی رات نوں جد داس سُتا ہویا سی تاں داس دی آپ جی نال سفنے وچ (خواب میں) ملاقات ہوئی کافی دیر تک اس خدا دے گھر دے بچن ہوئے...داس سمجھدا ہے کہ میرا آپ جی نال کچھ پچھلے کرماں داسمندھ (تعلق) ہے۔واہگورو کرپا کرے آپ جی دی آیو (عمر) لمبی کرے۔تسیں قوم تے منکھتا (انسانیت) دی سیوا کرسکو کیونکہ ایہہ جاتاں

دے گھیرے ساڈے اپنے بنائے ہوئے نیں۔اس خدا دے گھر وچ تاں کوئی
جات پات نئیں ہے...میرے من وچ آپ جی نوں مِلن واسطے ہر ویلے اتشاہ
(شوق) بنا رہندا ہے...جے کروا ہگورو خدا نے کرم کیتی شاید تہاڈے پاس آ کے
آپ جی دے درشن کر سکاں۔آپ جی دا داس

چمن سنگھ ریلوے روڈ قادیان ۹۲۔۲۔۲۹

قادیان کے ایک غیر مسلم دوست ڈاکٹر دیوان چند بھگت صاحب سوشل ورکر قادیان نے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کے نام تحریر کرتے ہوئے لکھا:

''میں ہندوستان کے بٹوارے کے بعد سے اب تک قادیان میں ہی رہ رہا ہوں اور میرے جماعت احمدیہ کے بہت سے لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں...اس صد سالہ جلسہ میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے خطبات سن کر دل کو بہت سکون ملا۔آپ کا ہر لفظ محبت کا پیغام تھا،امن کا پیغام تھا، روحانیت کا پیغام تھا،انسانیت کا پیغام تھا،آپ سچ مُچ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔آپ کو مل کر دنیا کی ہر تھکن دور ہو گئی۔ ہر ایک کے لئے آپ کے جذبات ایک سے ہیں۔خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ یا عیسائی،آپ سب سے ایک جیسی محبت کرتے ہیں۔اسی محبت کا نشہ ہے جو ہر احمدی ایک دوسرے کے ساتھ کرتا ہے۔خواہ وہ کسی قوم وملت کا ہو۔

جہاں خلیفہ کی آمد پر ہر قادیان کے واسی کو خوشی اور دلی سکون وسرور حاصل ہوا اور روحانی غذا ملی،اس کے ساتھ ہی بہت سے لوگوں کو اقتصادی فائدہ بھی ہوا اور ہندوستان کے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ آج ہندوستان کے بہت سے صوبوں میں نفرتوں کی آگ سے بہت سے گھر جل رہے ہیں۔اس میں مرزا صاحب کا امن کا پیغام بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔احمدیہ جماعت کا ہر فرد بھی اس کوشش میں لگا ہے کہ تمام عالم میں انسانی دوستی قائم ہو اور ہمارا پیارا ہندوستان امن کا گہوارہ بن جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کا پیغام سن کر بہت سے لوگوں کے دلوں میں نیک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں۔کیونکہ پیار کا نام ہی پرماتما ہے اور یہ ہی سچی

تپسّیا اور یوگ اور گیان ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ ایسے جشن ہر سال ہوا کریں جس سے سب لوگ پریرت (متأثر) ہوکر انسانیت کی سچے دل کے ساتھ سیوا کریں۔(پر ماتما ایسا ہی کرے)‘‘ (بدر قادیان 27رفروری 1992ء)

یہ نمونے تو محض مُشتے از خروارے ہیں جو محض اس لئے پیش کئے گئے ہیں کہ قارئین حظ بھی اٹھائیں اور الٰہی نوشتوں کو پوری شان کے ساتھ پورا ہوتے ہوئے ملاحظہ کریں کہ قادیان واپسی کا ماحول ’’امن‘‘ برکت‘‘ ’’راضی خوشی‘‘ اور ’’خیر و عافیت‘‘ کے ساتھ ہی مقدّر تھا۔

باب چہارم

’’راضی خوشی آئے خیر و عافیت سے آئے ‘‘

’’مدعائے قادیان‘‘ تقدیر الٰہی کے رنگ

اب ایک لمحہ ذرا پیچھے مُڑ کر دیکھیں تو صاف نظر آتا ہے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی پیاری بستی اور احمدیت کے دائمی مرکز کے فراق میں تڑپتی ہوئی یادوں میں اداسیوں کا بوجھ اُٹھائے کاروانِ وقت صبحِ امید کی جانب بڑھتا رہا حتیٰ کہ ہجرت کے بعد جنم لینے والوں نے بھی بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ دیئے۔ بالآخر 1370 ہش 1991ء کا سال امید کی صبح کے ایک نئے سورج کو لے کر طلوع ہوا۔ یہ سال ایسا تھا کہ جس میں قادیان میں جلسہ سالانہ کے قیام کے سو سال پورے ہو رہے تھے۔ اس مبارک سال کے شروع ہونے سے پہلے ہی یعنی 1329 ہش 1990ء کے اختتام پر الٰہی منشاء کے تحت قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے قلبِ صافی پر قادیان میں صد سالہ جلسہ سالانہ منعقد کرنے اور اس میں بنفسِ نفیس شامل ہونے کی تحریک ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں آپ کے ورود کے بارے میں بعض احباب کو خوابوں کے ذریعے آگاہ بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے جلسہ سالانہ قادیان 1990ء کے موقع پر جو پیغام جماعت قادیان کو بھجوایا، اس میں فرمایا:

’’بیعت لدھیانہ کے ذریعہ 1889ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدّس ہاتھوں سے مشیتِ الٰہی نے جماعتِ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس عظیم تاریخ ساز واقعہ کی یاد میں جماعت احمدیہ عالمگیر نے 1989ء کو سوسالہ جشنِ تشکر کے سال کے طور پر منایا۔ پس اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کے لئے موزوں سال 1991ء بنے گا۔

احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنّا کو برلانے میں دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں تاریخی جلسہ تشکّر منعقد کررہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہوسکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ (الفضل ربوہ 13رجنوری 1991ء)

قادیان میں عالمی نوعیت کے صدسالہ جلسہ کا انعقاد ایک ایسی الٰہی تقدیر تھی جس کو منشائے الٰہی حرکت میں لاچکی تھی اور خلیفۃ المسیح کی 44 سال بعد دائمی مرکز احمدیت قادیان دارالامان واپسی اسی تقدیر کی سب سے نمایاں، اہم اور غیر معمولی کڑی تھی۔

اس عدیم المثال جلسہ کی تیاریوں کا میدان بہت ہی وسیع تھا اور انتظامات مختلف اطراف میں اس طرح پھیلے ہوئے تھے کہ ان کا سرانجام پانا، خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر ناممکن تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیفہ کے ذہنِ رسا میں جو منصوبہ اتارا اُس کے نقوش بڑی سرعت سے عملی اور واقعاتی رنگ میں نمایاں ہو کر سامنے آنے لگے۔ آپ نے اس سلسلہ میں قادیان اور ربوہ جو ہدایات جاری فرمائیں اُن کا تفصیلی ریکارڈ حصّہ دوم باب ''رختِ سفر'' میں ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان تہ در تہ لیکن وسیع ترین انتظامات کی تکمیل تائید و نصرتِ الٰہی کے بغیر ممکن نہ تھی اور یہ کہ واقعۃً تقدیرِ الٰہی ہی تھی کہ جو اس بابرکت منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچارہی تھی۔

اس منصوبہ کی شروعات کے ساتھ ہی قادیان اور اُس کے ماحول میں بھی ایسی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں کہ بغیر خدا تعالیٰ کی خاص مشیّت کے وہ ممکن ہی نہ تھیں۔ مثلاً اس علاقہ کے حالات ایسے تھے کہ ماحول پر سرِ شام ہی خوف و ہراس میں ملبوس ایک خوفناک سنّاٹا مسلّط ہو جاتا تھا جس میں کسی فردِ بشر کا گھر سے باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔ لیکن اب یہ کیفیت جلد جلد بدلنے لگی۔ اب تو شام کے دھندلکے بھی امن کے ضامن بننے لگے تھے اور رات کی تاریکیاں بھی۔ جلسہ کے بابرکت ایّام میں تو قادیان کی بستی رات گئے تک چہل پہل اور رونقوں سے معمور تھی بلکہ سارا علاقہ ہی امن و سلامتی کی ٹھنڈی چاندنی میں نہا کر حیات افروز منظر پیش کررہا تھا۔ یہ وہ ماحول تھا جو ''راضی خوشی'' اور ''خیرو عافیت'' سے آنے کے الٰہی وعدوں کا آئینہ دار تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی قادیان واپسی چونکہ خدا تعالیٰ کی ایک خاص تقدیر کے تحت عمل میں آرہی تھی۔ اسلئے مالکِ تقدیر نے ہر قدم پر اپنی تائید

اور رضا کے جلوے ظاہر فرمائے۔ اس نے جگہ جگہ اپنے خلیفہ کی نہ صرف دعاؤں کو تکوینی قوّت عطا فرمائی بلکہ آپ کی خواہشوں کو بھی ایسے قبول فرمایا کہ دنیا کے کام اپنا رخ بدل بدل کر ان کے آگے سجدے کرنے لگے۔

چنانچہ ایک ایسا ہی واقعہ اس وقت بھی رونما ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیحؒ آپ کے اہل خانہ اور افرادِ قافلہ کیلئے سیٹوں کی بکنگ کا مرحلہ پیش آیا۔ یہ مطلوبہ سیٹیں ۲۱ تھیں۔ برٹش ائیر ویز کی دہلی کی پرواز لندن کے گیٹ وِک (Gatwick) ایئر پورٹ سے ہی روانہ ہوتی تھی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواہش یہ تھی کہ لندن کے ہیتھرو ایئر پورٹ سے روانگی ہو۔ اس کے لئے KLM (یعنی رائل ڈچ ایئر لائن) والوں سے بھی رابطہ کیا گیا مگر اتنی تعداد میں فوری طور پر سیٹوں کی دستیابی ممکن نہ ہو رہی تھی۔ اس کے بالمقابل برٹش ایئر ویز کی جو پرواز گیٹ وک سے روانہ ہونی تھی اُس میں سیٹوں کا حصول ممکن تو تھا مگر اس کا دن وہ نہیں تھا جس میں حضورؒ روانگی کے خواہشمند تھے۔

مکرم آفتاب احمد خان صاحب مرحوم امیر جماعت یوکے کے سپرد اس سفر کا انتظام تھا۔ انہوں نے مکرم شاہد ملک صاحب جو برٹش ایئر ویز میں کام کرتے تھے، کے ذمہ سیٹوں کی بکنگ کا کام کیا ہوا تھا۔ مذکورہ بالا صورتحال سے سب پریشان تھے۔ وقت قریب سے قریب تر چلا آرہا تھا۔ ادھر یہ دن بھی ایسے تھے کہ کرسمس کی رخصتوں کی وجہ سے تمام پروازوں میں سیٹوں کی گنجائش یا تو تھی ہی نہیں اور اگر تھی بھی تو وہ فوراً پُر ہو جاتی تھیں اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ اِکیس تو کیا اکٹھی چار پانچ نشستوں کی گنجائش بھی نہ رہی تھی اور اب اگر تھی تو صرف خدا تعالیٰ کے ''کُن'' پر ہی نظر تھی جس کو دراصل اس مردِ خدا کی خواہش اور دعا متحرک کر چکی تھی۔ خلیفۂ وقت کی اس دعا نے باذنِ الٰہی عالمِ سفلی اور علوی میں تصرّف کیا اور برٹش ایئر ویز کے اربابِ اختیار کے دلوں کو اس طرف موڑ دیا کہ وہ اپنی ایک نئی پرواز لندن کے ہیتھرو ایئر پورٹ سے دہلی کے لئے چلائیں۔ چنانچہ ہیتھرو (Heathrow) ایئر پورٹ سے B.A کی پہلی پرواز اس دن سے شروع ہوگئی جس دن خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان کے سفر کے لئے روانہ ہونا چاہتے تھے یعنی 15 ردسمبر 1991ء۔ سبحان اللّٰہ العظیم۔

یہ پرواز چونکہ بالکل نئی اور پہلی تھی اس لئے اس میں نہ صرف تمام افراد قافلہ کو سیٹیں ملیں بلکہ یوکے اور تمام یورپ سے اور بہت سے احباب کو بھی اسی پرواز میں اپنے پیارے آقا کے ہمراہ

لندن سے سفر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

الغرض قادیان میں جلسہ سالانہ اورلندن میں سفر وغیرہ کے جملہ انتظامات جب خدا تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے ایک حدتک مکمل ہو گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس تاریخی اور تاریخ ساز جلسہ میں شمولیت کے لئے ہر تیاری مکمل اور ہر راہ ہموار ہوگئی تو آپ 15 ردسمبر کواس مبارک سفر کے لئے اپنے اہل وعیال اور ممبران قافلہ کے ہمراہ لندن سے قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ پھر خدا تعالیٰ کی رحمتوں اوراس کے فضلوں کے سائبان تلے اس کے مقدّس خلیفہ کا مسیح پاک علیہ السلام کی مقدس بستی میں ''راضی خوشی'' اور ''خیر وعافیت سے'' ورود ہوا۔اور صد سالہ جلسہ سالانہ کا بابرکت اور پُررحمت انعقاد عمل میں آیا۔الحمدللہ ثمّ الحمدللہ۔

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے لئے
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا تاریخ ساز سفر

لندن سے روانگی

مورخہ 15 ردسمبر 1991ء بروز اتوار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت فرمانے کی غرض سے ساڑھے پانچ بجے مسجد فضل لندن سے ہیتھرو ایئر پورٹ جانے کیلئے روانہ ہوئے مسجد فضل لندن میں آپ کو الوداع کہنے کی غرض سے کثیر تعداد میں افراد جماعت جمع تھے۔آپ نے احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا اور خواتین کو الوداعی سلام کہہ کر اجتماعی دعا کرائی۔ یہاں سے روانہ ہوکر حضور انور لندن کے ہیتھرو ایئر پورٹ کے ٹرمینل نمبر ۴ پر تشریف لائے جہاں معمول کی رسمی کارروائی کے بعد برٹش ایئر ویز کے بوئنگ طیارہ کی فلائیٹ B A 1147 کے ذریعہ دہلی کیلئے روانہ ہوئے۔طیارے کی پرواز کا وقت پونے آٹھ بجے شام تھا جبکہ بعض وجوہات کی بناء پر طیارہ سوا نو بجے روانہ ہوا۔

اس تاریخ ساز سفر میں حضور اقدسؒ کے افراد خاندان میں سے آپ کی حرم محترمہ حضرت

سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ ۔صاحبزادی یاسمین رحمان مونا صاحبہ، صاحبزادی عطیۃ المجیب طوبیٰ صاحبہ، صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب ،صاحبزادی شوکت جہاں صاحبہ۔صاحبزادہ مرزا احسن رضا صاحب ، صاحبزادہ مرزا بلال احمد صاحب ،عزیزہ ملیحہ صباحت احمد صاحبہ۔صاحبزادہ مرزا لقمٰن احمد صاحب ، صاحبزادی فائزہ صاحبہ،صاحبزادہ مرزا عثمان احمد صاحب ، صاحبزادہ مرزا عدنان احمد صاحب اور عزیزہ نداء النصر صاحبہ حضور انورؒ کے ہمراہ تھے۔

دفتری عملہ میں سے حسب ذیل افراد کو حضور نے قافلہ میں شامل فرمایا:۔

مکرم نصیر احمد صاحب قمر پرائیویٹ سیکرٹری ۔خاکسار ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر ۔مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف ۔ملک اشفاق احمد صاحب عملہ حفاظت۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل افراد کو اس تاریخی سفر میں آفیشل قافلہ کے ممبر کے طور پر شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ۔خالد نبیل ارشد صاحب لندن ۔ملک شاہد محمود صاحب لندن ۔ مرزا عبدالرشید صاحب لندن۔

آفیشل قافلہ کے بعض ممبران حضور کی ہدایت کے مطابق انتظامی امور کی انجام دہی کیلئے 15 ؍دسمبر سے قبل قادیان روانہ ہو چکے تھے ۔جن میں میجر محمود احمد صاحب چیف سیکیورٹی آفیسر اور آفتاب احمد خان صاحب امیر یوکے اور چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ شامل ہیں جبکہ قافلہ کے دو ممبران محمود احمد صاحب گلزار بعد میں دہلی اور چوہدری رشید احمد صاحب انچارج پریس اینڈ پبلیکیشن سیکشن قادیان پہنچے۔اسی طرح جسوال برادران پر مشتمل ویڈیو ٹیم کے ارکان سعید احمد جسوال صاحب ،وسیم احمد جسوال صاحب اور محمد احمد جسوال صاحب 15 ؍دسمبر سے قبل قادیان کیلئے روانہ ہوئے تھے۔

اس تاریخی سفر کے لئے ٹکٹوں کی خرید اور سیٹوں کی بکنگ سے متعلق امور مکرم آفتاب احمد خان صاحب یوکے کی زیرنگرانی مکرم شاہد محمود صاحب آف لندن نے سرانجام دیئے ۔قافلہ کے سامان کے انتظام کے سلسلہ میں مشہود الحق صاحب سابق امیر سویڈن کو انچارج مقرر کیا گیا تھا اُن کے ساتھ مکرم خالد نبیل ارشد صاحب لندن ،مکرم عبدالمجید کھوکھر صاحب ناروے اور مکرم نثار یوسف صاحب سویڈن نے معاونت کی۔ فجزاهم الله احسن الجزاء ۔

اس تاریخی سفر میں آفیشل قافلہ کے ممبران کے علاوہ بعض اور احباب کو بھی اسی فلائٹ میں سفر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جس میں شاہِ قادیاں سوئے قادیان محوِ پرواز تھے۔ ہر فرد جو اس مبارک سفر میں خدا تعالیٰ کے مقدّس خلیفہ کے ساتھ تھا اپنی اس خوش بختی پر اللہ تعالیٰ کے حضور جذباتِ تشکر سے لبریز تھا۔ ان خوش نصیب احباب کے نام حسبِ ذیل ہیں:۔

1۔محترمہ پروین رفیع مختار صاحبہ یوکے
2۔مکرم وجاہت احمد صاحب یوکے
3۔مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب ناروے
4۔مکرم عبدالرحمان محمود صاحب ناروے
5۔مکرم عبدالمجید کھوکھر صاحب ناروے
6۔مکرم اعجاز احمد قریشی صاحب ناروے
7۔مکرم احمد حسنی صاحب جرمنی
8۔مکرم اسداللہ خان صاحب جرمنی
9۔مکرم حبیب اللہ طارق صاحب جرمنی
10۔مکرم طارق محمود گلفام صاحب جرمنی
11۔مکرم محمد اسلم صاحب جرمنی
12۔مکرم شاہد محمود فراؤس صاحب ہالینڈ
13۔مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب ہالینڈ
14۔مکرم محمد حفیظ صاحب ہالینڈ
15۔مکرم نثار یوسف صاحب سویڈن
16۔مکرم مامون الرشید صاحب سویڈن
17۔مکرم مشہود الحق صاحب سویڈن
18۔مکرم اعجاز احمد طارق صاحب جرمنی
19۔مکرم ممتاز احمد بٹ صاحب مع فیملی یوکے
20۔مکرم بشارت احمد اعوان صاحب یوکے

اس تاریخی جلسہ میں بعض اور قابلِ ذکر افراد بھی یوکے سے شامل ہوئے جن کے اسماء یہ ہیں۔

1۔ مسٹر ٹام کاکس (Tom cox) ایم پی یوکے
2۔مسٹر بلال ایٹکِنسَن (Bilal Atkinson) صاحب یوکے
3۔مسٹر پال ہیجز صاحب (Paul Hedges) یوکے
4۔مسٹر راویل بخارا ئیو صاحب (Ravil Bukharaiev) (رشین) یوکے
5۔مسز ماہا دبوس صاحبہ (Maha Dabboos) (مصری) یوکے

دہلی میں آمد و استقبال

برٹش ایئرویز کا طیارہ اگلے روز ۱۶ ؍دسمبر بروز سوموار ہندوستان کے وقت کے مطابق گیارہ

بجے فضائی مستقر پر اترا۔ایئر پورٹ کے اندر مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان و امیر جماعت احمدیہ قادیان، مکرم سید فضل احمد صاحب سابق ڈی آئی جی پی بہار اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے حضور اور آپ کے اہل خانہ کا استقبال کیا۔امیگریشن اور سامان کی کلیئرنس کی کارروائی کے دوران حضور انور مع اہل خانہ ایئر پورٹ کے V.I.P لاؤنج میں تشریف لے گئے۔دریں اثنا مکرم سید فضل احمد صاحب اور ان کے بیٹے سید طارق احمد صاحب، مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ (Liaison آفیسر) قادیان اور میجر محمود احمد صاحب نے امیگریشن اور سامان کی کلیئرنس کے لئے خدمات سرانجام دیں۔جماعت احمدیہ دہلی نے تمام اراکین قافلہ کی مشروبات وغیرہ سے تواضع کی۔تمام مراحل کے سرانجام پانے کے بعد حضور ائیر پورٹ سے باہر تشریف لائے۔دہلی ائیر پورٹ پر قادیان اور ربوہ کے حسب ذیل افراد نے حضور انورؒ کا استقبال کیا:

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ۔مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ربوہ۔مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ربوہ۔مکرم آفتاب احمد خان صاحب یوکے مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ربوہ مکرم جمیل الرحمان رفیق صاحب ربوہ۔مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ربوہ۔مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کراچی۔مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کراچی۔مکرم مبارک احمد صاحب بیرسٹر کراچی۔مکرم منیر احمد خادم صاحب قادیان صدر خدام الاحمدیہ بھارت۔مکرم منظور احمد صاحب گجراتی افسر جلسہ سالانہ قادیان مکرم سید منصور احمد صاحب قادیان۔مکرم صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب قادیان۔مکرم محمود احمد عارف صاحب درویش ناظر بیت المال خرچ قادیان۔شیخ رحمت اللہ صاحب کراچی۔مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب لاہور۔مکرم چوہدری اعجاز نصر اللہ صاحب لاہور۔مکرم سید میر مسعود احمد صاحب ربوہ۔مکرم خورشید احمد انور صاحب ناظم وقفِ جدید قادیان۔مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب قادیان۔مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب حیدرآباد دکن امیر جماعت آندھرا۔مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظر نشر و اشاعت قادیان۔مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت کشمیر، مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت بنگال، مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت کرناٹک، مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ قادیان نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت، مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ۔مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب لاہور اور مکرم بشارتِ احمد اعوان

صاحب لندن اسی طرح اور بھی بہت سے افراد تھے جن کے اسماء معلوم نہ ہو سکے۔

حضور انور کے ایک دوست سردار ہمت سنگھ صاحب آف جرمنی (جو حضور انورؒ سے انتہائی محبت وعقیدت کا تعلق رکھتے ہیں) کے بھائی ہردیال سنگھ صاحب نے حضور پر گلاب اور دوسرے پھولوں کی پتیاں نچھاور کر کے آپ کو دہلی میں خوش آمدید کہا اور اپنی کار مع ڈرائیور آپ کی خدمت میں پیش کی۔ یہ کار دہلی میں قیام کے دوران مستقل طور پر حضور انورؒ کے لئے ریزرو رہی۔

ایئر پورٹ سے حضور انورؒ مذکورہ بالا کار میں دہلی کی احمدیہ مسجد ''بیت الہادی'' تشریف لائے جس کی پوری عمارت کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور قمقموں سے سجانے کے علاوہ "WEL COME"اور"Love For All Hatred For None" کے الفاظ خوبصورت گراسی پلاٹ میں پھولوں سے تحریر کئے گئے تھے۔ جو اپنے مختلف رنگوں اور مہکار کے ساتھ مسیح پاک کے خلیفہ کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

احمدیہ مسجد دہلی میں مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب مبلغ دہلی، مکرم مولانا غلام نبی نیاز صاحب مبلغ دہلی، مکرم عبدالشکور صاحب صدر جماعت دہلی اور مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی سابق مبلغ دہلی، دہلی کی مقامی جماعت اور بھارت کی بعض دیگر جماعتوں کے افراد بھی حضور انور کے لئے چشم براہ تھے (جنکی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل تھی ان میں بہت سے ایسے بھی تھے جو مختلف انتظامات میں ہاتھ بٹانے اور خدمت خلق کی ڈیوٹیاں انجام دینے کی غرض سے آئے تھے) ان سب نے پرتپاک اور والہانہ انداز میں نعرہ ہائے تکبیر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم، غلام احمد کی جے، خلافت احمدیہ زندہ باد اور بعض دیگر خیر مقدمی نعروں کے ساتھ پیارے آقا کا پُر جوش استقبال کیا۔

حکومتِ ہند کی طرف سے حضور کی رہائش گاہ پر سیکورٹی کے واسطے خصوصی گارڈ اور آمد و رفت میں آپ کے قافلے کے ساتھ سرخ بتّی والی گاڑی بھی مہیّا کی گئی تھی۔

دہلی مسجد پہنچنے کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد آپ مسجد میں تشریف لائے۔ جہاں آپ کی اقتداء میں نمازِ ظہر و عصر قصر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور نے مکرم وسیم جسوال صاحب کو بلا کر ان سے وہیں محراب میں ہی سیٹلائٹ ٹرانسمیشن، ریکارڈنگ اور مواصلات کے دیگر انتظامات کے بارہ میں میٹنگ کی۔ اس مختصر میٹنگ کے بعد آپ

نے ممبران قافلہ اور دیگر جملہ مہمانانِ کرام کے قیام وطعام کے انتظامات کے جائزہ کیلئے منتظمین سے استفسار فرمایا اور انتظامات کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں ہدایات ارشاد فرمائیں ۔ بعدازاں آپ اپنی قیامگاہ میں جو کہ دہلی مشن ہاؤس میں بالائی منزل پر تھی تشریف لے گئے ۔ دوپہر کے کھانے اور آرام کے بعد آپ ساڑھے پانچ بجے دفتر میں تشریف لائے اور ۱۲۰ افراد کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔

بعدازاں دیگر دفتری کاموں کے بعد شام ساڑھے سات بجے نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں ۔حضور انور نے نماز عشاء قصر کر کے پڑھائی ۔نمازوں کے بعد مجلس عرفان شروع ہوئی جس میں آپ نے سائلین کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔آخر میں آپ نے مہمانوں کے قیام وطعام کے بارہ میں تسلّی کے لئے منتظمین سے دریافت فرمایا۔آپ کو بتایا گیا کہ پہلے سے کئے گئے انتظام کے تحت مکرم نصیر احمد قمر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، خاکسار ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر ، مکرم میجر محمود احمد صاحب چیف سیکیورٹی آفیسر، مکرم ملک اشفاق احمد صاحب سیکیورٹی آفیسر، مکرم محمود احمد خان صاحب (عملہ حفاظت از ربوہ)، مکرم مرزا عبدالرشید صاحب اور مکرم مشہود الحق صاحب سویڈن کے قیام کا انتظام مشن ہاؤس میں ہے ۔جبکہ باقی اراکین قافلہ کیلئے ہوٹل ’’راج دوت‘‘ میں رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔

مہمانوں کے طعام کا انتظام مسجد کے دائیں جانب گراسی پلاٹ میں شامیانہ لگا کر کیا گیا تھا۔کھانا پکانے کے انتظامات کے انچارج مکرم مولوی برہان احمد ظفر صاحب مبلغ بمبئی تھے اور کھانا کھلانے کے انتظامات کے انچارج مولوی حمید الدین صاحب شمس (مرحوم) تھے جنھوں نے اپنی ٹیم کیساتھ حسن انتظام اور محنت سے ڈیوٹی ادا کی۔حضور نے ان انتظامات پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ الحمد للہ علی ذلک ۔اللہ تعالیٰ ان سب کام کرنے والوں کو بہترین جزا دے۔

۱۷ردسمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل ۔ دہلی

سکندرہ، فتح پور سیکری اور آگرہ کی سیر

دہلی میں ۱۷ردسمبر کو صبح چھ بجکر بیس منٹ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے نماز فجر پڑھائی۔صبح جناب ہردیال سنگھ صاحب نے اراکین قافلہ کیلئے پُرتکلف ناشتہ بھجوایا۔فجزاہ اللہ

صبح ساڑھے سات بجے حضوراقدس اجتماعی دعا کے بعد تاریخی مقامات سکندرہ ، فتح پور سیکری اورآگرہ کیلئے روانہ ہوئے۔قافلہ میں تین کاروں ،ایک وین اورایک منی بس کے علاوہ انڈین سیکیورٹی گارڈز کی ایک کاربھی شامل تھی۔حضورانور کی اجازت سے اسی روز حضرت صاحبزادہ مرزا منصوراحمد صاحب ناظراعلیٰ اورمکرم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ ربوہ اپنے چندساتھیوں سمیت دہلی سے قادیان تشریف لے گئے تاکہ وہاں کے جملہ انتظامات کوآخری شکل دینے کی نگرانی کرسکیں۔

ادھرراستے میں قریباسوکلومیٹر کے فاصلہ پرحضورانورواراکین قافلہ کچھ دیر کیلئے ایک تفریحی مقام پررُکے جہاں پرایک سپیرا سانپ کے کرتب کے علاوہ بندرکا تماشا بھی دکھارہا تھا۔حضورانور نے اسے نصیحۃً فرمایا کہ وہ اپنے بچے کو(جواسکے ساتھ ہی گلے میں سانپ لپیٹے کھڑا تھا)تعلیم سے محروم رکھ کرایسے کاموں میں نہ لگادے۔حضورؒ کے نواسے مرزا آدم عثمان احمد نے یہاں پر ہاتھی کی سواری بھی کی۔ان کے ساتھ مرزاعبدالرشید صاحب بھی ہاتھی پرسوار ہوئے۔اِسی جگہ پرایک جرمن شخص بھی ملا جوکسی کانفرنس میں شرکت کے لئے انڈیا آیا ہوا تھا۔وہ حضورکی شخصیت سے بیحد متاثر ہوااوردوستوں سے حضوراقدس اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں دیرتک سوال وجواب کرتارہا۔بالآخراُس نے اس بات کااظہارکیا کہ اگرحضوراقدسؒ انہیں مصافحہ کاشرف بخشیں تواسے وہ اپنی خوش قسمتی تصوّرکرے گا۔ اس کی یہ درخواست جب خدمت اقدس میں پہنچائی گئی تو حضوراقدس جوکارمیں تشریف فرما ہو چکے تھے، کارسے باہرتشریف لائے اوراسے مصافحہ کاشرف بخشا۔جرمن دوست نے اپنا تعارف کرایا اوراپنی طرف سے آپ کیلئے نیک تمناؤں کااظہارکیا۔آپ نے جرمنی میں جماعت احمدیہ کی مختلف شاخوں کے بارہ میں انہیں بتایا۔مکرم مقصودالحق صاحب آف جرمنی جواس سفرمیں قافلہ میں شامل تھے۔ترجمانی کے فرائض اداکرتے رہے۔

یہاں سے روانہ ہوکر قریباً پونے گیارہ بجے قافلہ سکندرہ پہنچا۔یہ وہ جگہ ہے جہاں شہنشاہ اکبرکی قبرکے علاوہ مغلیہ خاندان کے بعض دیگرافرادکی قبریں بھی ہیں۔حضورنے قبروں پردعا کی اورپھراس جگہ کی کچھ تصاویربنائیں۔قافلہ سکندرہ سے ساڑھے بارہ بجے روانہ ہوکرسواایک بجے فتح پورسیکری پہنچا۔یہاں بھی حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے تاریخی مقامات دیکھے۔یہاں پراکبر بادشاہ کی وسیع وعریض مسجد کیساتھ اُس کاعالی شان محل تھااوراُس کی مسلمان ، ہندواورعیسائی بیویوں کے لئے

مسجد مندر اور گرجا بھی موجود تھے۔ایک بوڑھا شخص بڑی مسجد کے پہلو میں باہر کی طرف اس کی چھت سے ایک گہرے کنویں میں چھلانگ لگا کر لوگوں کیلئے دلچسپی کا موقع فراہم کرتا تھا۔حضور انور کو دیکھ کر اس نے خواہش کی کہ حضور انور اس کی چھلانگ کو ملاحظہ فرمائیں۔اس کی اس خواہش کو حضور انور نے قبول فرمایا۔اُس نے جست لگائی اور پھر حضور انور سے انعام بھی حاصل کیا۔بڑی مسجد کے صحن میں اُس زمانہ کے بزرگ حضرت سلیم الدینؒ کا مزار ہے جس پر حضور انور نے دعا کی۔دوپہر کے کھانے کا انتظام مکرم مولوی برہان احمد ظفر صاحب اور اُن کے معاونین نے کیا تھا جو اس یادگار سفر میں حضرت خلیفۃ المسیح کے قافلہ کے ہمراہ تھے۔شہنشاہ اکبر کے محل سے ملحق ایک لان میں دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔کھانے کے بعد وہیں نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔بعدازاں قافلہ آگرہ کے لئے روانہ ہوا قریباً چار بجے سہ پہر قافلہ آگرہ پہنچا جہاں حضور انور نے تاج محل دیکھا اور اس میں شاہ جہاں کی قبر پر دعا کی یہاں سے شام ساڑھے چھ بجے روانہ ہو کر دس بجے ’’بیت الہادی‘‘ میں پہنچ کر حضور انور نے نمازِ مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔بعدازاں آپ اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

۱۸؍دسمبر ۱۹۹۱ء بروز بدھ۔دہلی

تغلق آباد، قطب مینار کی سیر

اور حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کے مزار پر دُعا

۱۸؍دسمبر کا دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا یوم ولادت ہے۔اس روز آپ کی عمر تریسٹھ برس ہو گئی۔نمازِ فجر کی ادائیگی اور ناشتہ سے فراغت کے بعد حضور انور مع اراکین قافلہ تغلق آباد میں غیاث الدین تغلق اور محمد بن تغلق کے قدیمی قلعہ کو دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے۔(کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا قلعہ ہے جو ساڑھے چھ کلومیٹر سے زائد رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔)

اس وسیع و عریض قلعہ کو غیاث الدّین تغلق نے ۱۳۲۴ء میں چار سال کے مختصر سے عرصہ میں تیار کرایا تھا۔حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس قلعہ کی بھی سیر کی تھی۔اُس کا ذکر آپؓ کی معرکۃ الآراء

تقاریر بنام ''سیر روحانی'' میں موجود ہے۔اس قلعہ میں غیاث الدّین تغلق اور محمد بن تغلق کی قبریں بھی ہیں۔حضور نے ان قبروں پر دعا کی۔

قطب مینار کی سیر

ان قلعوں کو دیکھنے کے بعد حضور اقدسؒ مع قافلہ قطب مینار دہلی دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔وہاں پہنچ کر آپ نے مختلف مقامات پر اپنے کیمرہ سے تصاویر بنائیں۔عمارتوں پر کندہ قرآن کریم کی آیات کو بغور ملاحظہ فرمایا۔یہاں پر ایک قدیمی مسجد کے صرف آثار باقی تھے۔گائیڈ نے جب پیمائش کے اعتبار سے اُس مسجد کی حدبندی کی تو حضور اقدس نے فرمایا کہ یہ درست معلوم نہیں ہوتی۔چنانچہ آپ نے صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور مکرم مقصود الحق صاحب آف جرمنی کو پیمائش کرنے کیلئے ارشاد فرمایا۔چنانچہ پیمائش کرنے پر حضور اقدس کا خیال درست ثابت ہوا۔

قطب مینار کے ساتھ احاطہ میں ایک آہنی ستون ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ ستون عظیم ہندو بادشاہ چندر گپت موریہ (۴۰۰ سال بعد مسیحؑ) نے بنوایا تھا۔اس کے بارے میں مشہور ہے کہ جو شخص اس کے اردگرد ہاتھ باندھ کر دونوں ہاتھ آپس میں مِلا لے وہ بڑا خوش قسمت ہوتا ہے۔گو اس کا حقیقت سے تو کوئی تعلق نہیں تھا لیکن محض شغل کے طور پر حضور انور کے ارشاد پر بعض نے کوشش کی مگر سوائے ہمارے ڈچ بھائی مکرم شاہد فراؤس صاحب کے ایسا کرنے میں کوئی کامیاب نہ ہوسکا۔اس کے بعد حضور انور علائی گیٹ کے مشرقی جانب امام ضامنؒ کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔ حضور نے اس جگہ پر قدیم زمانہ میں بنائی گئی دھوپ گھڑی بھی ملاحظہ فرمائی جو اَب بھی کام کرتی ہے اور سائے کے ذریعہ ایک حد تک درست وقت بتاتی ہے۔

حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے مزار پر دعا

قطب مینار کی سیر کے بعد حضور اقدسؒ مع اراکین قافلہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر تشریف لے گئے☆ جہاں تنگ گلیوں کی وجہ سے بہت سا فاصلہ آپ نے پیدل طے کیا۔اس مزار پر آپ نے لمبی دعا کی۔حضورؒ نے واپسی پر راستے میں موجود تمام فقیروں کو (جنکی تعداد ایک

سو کے قریب تھی) کچھ رقم دینے کے لئے مکرم نصیر احمد صاحب قمر پرائیویٹ سیکرٹری کو ارشاد فرمایا۔ دوپہر دو بجے یہاں سے احمدیہ مسجد دہلی کیلئے واپسی ہوئی۔ ان مقامات کی سیر کے دوران انڈین پولیس کے جوان حفاظت کی غرض سے ہمراہ رہے۔ مسجد بیت الہادی دہلی میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے ادا کی گئیں اور شام کو بعد ادائیگی نماز مغرب وعشاء مجلس عرفان منعقد ہوئی۔

☆ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم نومبر ۱۹۰۵ء کو حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے مزار پر لمبی دعا کی۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ: ۵۲۸) اسی طرح حضور علیہ السلام ۲۴ ؍اکتوبر ۱۹۰۵ء کو دہلی میں بزرگان امت کی زیارت قبور کے لئے تشریف لے گئے۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ: ۴۸۸)

۱۹ ؍ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات ۔ دہلی

دہلی سے قادیان روانگی

۱۹ ؍ دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ و دیگر اراکینِ قافلہ کو حسب پروگرام دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز امرتسر روانہ ہونا تھا مگر شدید دھند کی بناء پر گزشتہ تین روز سے امرتسر کے لئے دہلی کے لئے تمام پروازیں ملتوی ہو چکی تھیں چنانچہ بذریعہ ریل گاڑی روانگی کا پروگرام طے پایا۔ اس غرض سے شانِ پنجاب ایکسپریس میں ۹۰ سیٹوں پر مشتمل ایک خصوصی اضافی بوگی لگوائی گئی۔ ٹرین کو دہلی ریلوے اسٹیشن سے امرتسر کیلئے صبح ۶:۴۰ پر روانہ ہونا تھا۔ حضور اقدس ساڑھے چھ بجے اسٹیشن پر تشریف لائے۔ لندن سے دہلی تک آپ کی معیت میں سفر کرنے والے قافلہ کے علاوہ مختلف ممالک سے صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرنے والے افراد اور وفود کے شامل ہو جانے سے کُل تعداد ۸۰ ہوگئی۔ علاوہ ازیں پانچ سرکاری پولیس کانسٹیبلز بھی اس قافلہ کے ہمراہ تھے۔ جماعت احمدیہ دہلی اور دور و نزدیک کی جماعتوں سے آئے ہوئے ۵۰ سے زائد احباب پیارے آقا کو الوداع کہنے کی غرض سے اسٹیشن پر موجود تھے۔ حضورؒ تقریباً پندرہ منٹ تک ٹرین کے دروازہ میں کھڑے رہے۔ آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر ہر کوئی رکتا اور پھر جی بھر کر اپنی نظروں کی تشنگی مٹا کر جاتا۔ اسی طرح ایک سکھ دوست آگے بڑھ کر آپ کی خدمت میں اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کر کے پوچھنے لگے کہ امن کب آئے گا؟ آپ نے فرمایا: ’’ میری بھی یہی خواہش ہے کہ امن قائم ہو اور میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔‘‘

گاڑی کی روانگی سے قبل اجتماعی دعا کے بعد پونے سات بجے گاڑی روانہ ہونے پر دہلی میں مقیم احباب جماعت نے فلک شگاف نعروں اور محبت بھری نمناک نگاہوں سے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا اور حرکت کرتی ہوئی ریل گاڑی کے ہمراہ والہانہ انداز میں ہاتھ ہلاتے ہوئے اسوقت تک ٹرین کے ساتھ دوڑتے رہے جب تک پلیٹ فارم ختم نہ ہوگیا۔ حضور اقدس بھی تمام وقت گاڑی کے دروازہ میں کھڑے خدام کی اس والہانہ محبت کے اظہار کا جواب ہاتھ ہلا ہلا کر دیتے رہے۔

حضور انور کی غیر معمولی تاریخی نوعیت کی نظم ''اپنے دیس میں اپنی بستی میں'' کی آمد بھی اسی تاریخی سفر میں ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا تھا کہ قادیان جانے کے سلسلہ میں کسی نظم کیلئے پہلے مزاج ہی نہ بن رہا تھا۔ پھر دہلی سے امرتسر دوران سفر اس نظم کی آمد ہوئی ''تو ایک خوبصورت تاریخی نظم بن گئی'' یہ نظم جلسہ کے تیسرے روز پڑھی گئی۔

حضور انور اور اراکین قافلہ کے علاوہ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے جن افراد جماعت کو دہلی سے امرتسر تک سفر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ان کی ملک وار تفصیل یوں ہے:۔

انگلستان ۲۵   سنگاپور ۲۳   جرمنی ۱۱   ہالینڈ ۵   سویڈن ۳

ناروے ۳   پاکستان ۳   ماریشس ۲   انڈیا ۲   اردن ۱

بیلجئیم ۱   امریکہ ۱

ان افراد کے اسماء حسبِ ذیل ہیں جن کو سپیشل بوگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی معیّت میں دہلی سے قادیان تک سفر کی سعادت نصیب ہوئی:۔

صاحبزادی یاسمین رحمان مونا صاحبہ، صاحبزادی عطیۃ المجیب طوبیٰ صاحبہ، صاحبزادی فائزہ صاحبہ، صاحبزادہ مرزا القمان احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا عثمان احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا عدنان احمد صاحب، صاحبزادی نداء النصر صاحبہ، مکرم نصیر احمد قمر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، خاکسار ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر، مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف، مکرم میجر محمود احمد صاحب چیف سیکیورٹی آفیسر، مکرم ملک اشفاق صاحب، مکرم محمود خان صاحب، مکرم خالد نبیل ارشد صاحب، مکرم مرزا عبدالرشید صاحب، مکرم سعید جسوال صاحب مکرم وسیم جسوال صاحب، مکرم محمد احمد جسوال صاحب، مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ U.K، مکرم مرزا کلیم احمد صاحب

ابن صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان، مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب۔امیر و مشنری بیلجیئم، مکرم چوہدری حمید نصراللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور، مکرم مشہود الحق صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن، مکرم مقصود الحق صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم عبدالشکور اسلم صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی، مکرم طٰہٰ قزق صاحب امیر جماعت احمدیہ اردن، مکرم شاہد محمود فراؤس صاحب ڈچ احمدی، مکرم کارل ہربرٹ رچھولڈ امریکن، مکرم باباشاہ دین پہلوان (دیہاتی مبلغ) گوجرانوالہ، مکرم ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب سپین، مکرم مامون الرشید صاحب ڈوگر سویڈن، مکرم نثار یوسف صاحب سویڈن، مکرم محمد اعجاز قریشی صاحب ناروے، مکرم عبدالمجید کھوکھر صاحب ناروے، مکرم عبدالرحمان محمود قریشی صاحب ناروے، مکرم احمد عبدالمنیب صاحب جرمنی، مکرم سردار علی صاحب جرمنی، مکرم اسداللہ خان صاحب جرمنی، مکرم احمد حسنی صاحب جرمنی، مکرم حبیب اللہ طارق صاحب جرمنی، مکرم طارق گلفام ملک صاحب جرمنی، مکرمہ امینہ مرزا صاحبہ جرمنی، مکرمہ امۃ السلام صاحبہ جرمنی، مکرم افتخار احمد جاوید صاحب جرمنی، مکرم وجاہت احمد صاحب یوکے، مکرم بشیر احمد شیدا صاحب یوکے، مکرم محمود احمد گلزار صاحب یوکے، مکرم شاہد محمود ملک صاحب یوکے، مکرمہ امۃ الباسط شیدا صاحبہ یوکے، مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب ڈوگر ہالینڈ، مکرم محمد حفیظ ڈوگر صاحب ہالینڈ، مکرم محمد اسحٰق ناصر صاحب ہالینڈ، مکرمہ نجمہ صدیقہ صاحبہ ہالینڈ، مکرمہ رضیہ موہن صاحبہ ماریشس، مکرم اسماعیل موہن صاحب ماریشس، مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب لاہور، مکرم کلیم احمد صاحب دہلی۔

جماعت سنگاپور کے مندرجہ ذیل احباب: مکرمہ اباجہ صاحبہ، مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ، مکرمہ فوزیہ صاحبہ، مکرمہ امۃ المصور صاحبہ، مکرمہ صالحہ صاحبہ، مکرمہ نور سداح صاحبہ، مکرمہ نور سانہ صاحبہ، مکرمہ میمونہ صاحبہ، مکرمہ شیانکا صاحبہ، مکرمہ زینب صاحبہ۔مکرم سجاری صاحب، مکرم عمات صاحب، مکرم زین العابدین صاحب، مکرم ہدایت اللہ صاحب، مکرم سید علی صاحب، مکرم عثمان صاحب، مکرم شاہد صاحب، مکرم سید حفیظ صاحب، مکرم سید قمر العارفین صاحب، مکرم سید الہادی صاحب، مکرم حسنی صاحب، مکرم فضیل صاحب۔

اس سفر میں حکومت ہندوستان کی طرف سے سیکیورٹی کے لئے حسب ذیل افراد مقرر تھے۔

۱۔ رامبیر سنگھ صاحب ہیڈ کانسٹیبل ۲۔دھرم چند صاحب ہیڈ کانسٹیبل ۳۔رمیش چند صاحب

کانسٹیبل ۴۔مصری لال صاحب کانسٹیبل ۵۔ چرن سنگھ صاحب کانسٹیبل۔

امرتسر سے قادیان

شان پنجاب ایکسپریس براستہ پانی پت، انبالہ، جالندھر اور لدھیانہ اڑھائی بجے بعد دوپہر امرتسر پہنچی۔ ریلوے سٹیشن پر حضور کو امرتسر میں خوش آمدید کہنے کے لئے وہاں کے ڈی سی اور ایس پی بھی موجود تھے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، مکرم منظور احمد صاحب گجراتی وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان، مکرم خورشید احمد انور صاحب ناظم وقفِ جدید، مکرم مولوی جلال الدین نیّر صاحب نمائندہ انصاراللہ بھارت، محترمہ امۃ القدّوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ بھارت اور بعض دیگر افراد جماعت بھی اپنے آقا کے استقبال کیلئے پہلے سے موجود تھے۔ آپ ڈی سی اور ایس پی امرتسر سے چندمنٹ گفتگو فرماتے رہے۔ پھر وہ حضورؒ کو امرتسر سے قادیان جانے والی ٹرین تک پہنچانے کے بعد آپ سے اجازت لیکر رخصت ہوگئے۔ جس ٹرین میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے امرتسر سے قادیان کے لئے روانہ ہونا تھا، اس کا نام ''میلہ ٹرین'' تھا اور اسکی روانگی کا وقت چار بجے سہ پہر تھا۔ ایک عرصہ سے یہ ٹرین بند تھی حکّام نے اس تاریخی جلسہ کی وجہ سے اسے دوبارہ جاری کرنے کی اجازت دی تھی۔

اس کا ایک تاریخی اور خوشکن اتفاقی پہلو یہ بھی ہے جو یقیناً قارئین کیلئے دلچسپی کا باعث ہوگا کہ حضور کی پیدائش کے اگلے روز یعنی ۱۹ر دسمبر ۱۹۲۸ء کو پہلی بار ٹرین قادیان آئی تھی اور آج یہ ٹرین جس پر حضور کو قادیان تک سفر کرنا تھا ایک لمبے عرصہ کے تعطل کے بعد پہلی بار ۱۹ر دسمبر کو ہی قادیان جارہی تھی۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ نے حضورؒ کی ہدایت پر دہلی سے ریلوے اتھارٹی سے ملاقات کر کے جلسہ سالانہ کے دنوں میں اس ٹرین کو جاری کروانے کی کارروائی کی۔ اس موقع پر موصوف نے خاص طور پر ریلوے حکام سے ذکر کیا کہ ۱۸ر دسمبر حضور کا جنم دن ہے۔ اس لئے ۱۸ر دسمبر سے اس ٹرین کو چلانے کے آرڈر جاری کئے جائیں۔ اس درخواست کو ریلوے حکام نے خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

دہلی سے قادیان تک سفر میں حضورؒ کی حرم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حضور کے ہمراہ نہیں آسکیں۔ آپ بوجہ علالت کے دہلی میں ہی ٹھہر گئی تھیں۔ صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب اور صاحبزادی شوکت جہاں صاحبہ مع بچگان حضرت بیگم صاحبہ کے پاس دہلی میں ہی ٹھہرے رہے اور ۲۳ ردسمبر کو حضرت بیگم صاحبہ کے ہمراہ دہلی سے قادیان آئے۔

کوئلہ کے انجن سے چلنے والی ''میلہ ٹرین'' امرتسر سے قادیان کے لئے سوا چار بجے روانہ ہوئی۔ ٹرین کی روانگی سے قبل حضور قریباً نصف گھنٹہ سے زائد ٹرین کے دروازہ میں کھڑے رہے اور حضور کی جاذبِ نظر اور پُر کشش شخصیت کو ایک نظر دیکھنے کیلئے سٹیشن پر ہجوم کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ ٹرین سہل رفتاری سے مسافت طے کرتی ہوئی بٹالہ پہنچی۔ جہاں پر ایڈیشنل ڈی سی اور S.D.M بٹالہ نے حضور پرنورؒ کا استقبال کیا اور ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے ان دونوں معززین سے چند منٹ گفتگو فرمائی۔

یہاں حضور نے خاکسار (ہادی علی) کو ارشاد فرمایا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شدید ترین مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب یہاں کے رہنے والے تھے۔ اُن کے بارہ میں پتا کیا جائے کہ آج اس شہر میں اُن کو جاننے والا کوئی ہے بھی کہ نہیں؟'' حضور؟ کے اس ارشاد کی تعمیل میں تحقیق کی گئی جس کی تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس تحقیق کا ذکر حضور انورؒ نے جلسہ سالانہ قادیان کے افتتاحی خطاب میں بھی فرمایا۔

بٹالہ سے یہ ٹرین روانہ ہوئی اور بالآخر قادیان کی مقدّس بستی کے قریب پہنچی تو حضور کی خواہش کے مطابق اس جگہ پر روک دی گئی جہاں سے منارۃ المسیح دکھائی دینے لگتا ہے۔ چنانچہ حضور پُرنور گاڑی کے دروازہ میں تشریف لے آئے۔ گاڑی رکی تو کچھ افراد اتر کر حضور کے قریب پہنچ گئے اور پھر فضاء نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر سے گونج اٹھی۔ چند لمحوں کیلئے حضور اقدس کی دیدارِ قادیان کیلئے بے قرار اور تشنہ نگاہیں منارۃ المسیح پر مرکوز ہوگئیں۔ کچھ لمحے منارۃ المسیح کو جو کہ شام کے دھندلکے میں روشنیوں سے بقعۂ نور بنا ہوا انتہائی خوبصورت اور نورانی نظر آرہا تھا، دیکھنے کے بعد حضور پُرنور نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اس پر تمام شرکاء سفر بھی حضور کے ساتھ دعا میں شامل ہوگئے۔ دعا کے بعد اراکین قافلہ اور شرکاء سفر نے پر جوش نعرے لگانے شروع کئے تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے

’’قادیان دارالامان‘‘اور’’درویشان قادیان‘‘ کے نعرے لگانے کی ہدایت فرمائی۔جس پر فضاان نعروں سے گونج اُٹھی۔

قادیان میں ورودِ مسعود

سات بجے شام ٹرین قادیان کے ریلوے اسٹیشن پر آکر رکی اور بالآخر ۴۴ سال کے طویل انتظار کے بعد وہ تاریخی لمحات آن پہنچے جب قادیان دارالامان کی مقدّس سرزمین پر خلیفۃ المسیح نے اپنے مبارک قدم رکھے۔قادیان کے ریلوے سٹیشن پر استقبال کے لئے ایک ہجوم جمع تھا جس کی محبت ووارفتگی قابل دید تھی۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ٹرین سے باہر تشریف لائے تو حسب ذیل افراد نے آپ کا استقبال کیا:

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ، چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ربوہ، صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، سید میر مسعود احمد صاحب، سید میر محمود احمد صاحب ناصر ربوہ، ملک صلاح الدین صاحب صدر وقف جدید قادیان، سید عبدالحی صاحب ناظر اشاعت ربوہ، مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد ربوہ، جمیل الرحمٰن رفیق صاحب وکیل التصنیف ربوہ، مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر بنگال، مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب امیر جماعت کشمیر، حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر آندھرا پردیش، مولانا سلطان احمد ظفر مبلغ کلکتہ، مولانا محمد انعام غوری صاحب قادیان، ملک عبدالباری صاحب یوکے، بشیر احمد شیدا صاحب یوکے نیز قادیان کی انجمن احمدیہ کے دیگر ناظران ان کے نائبین وکارکنان وغیرہ اور اہالیان قادیان اور مہمانان وغیرہ کثرت سے موجود تھے۔شام کے اندھیرے میں چونکہ اس جگہ ہجوم کی وارفتگی کا سماں ایسا بے اختیار تھا کہ معلوم نہیں ہوسکا کہ اپنے آقا کے قدم لینے کے لئے کون کون تھا جو وہاں آنکھیں بچھائے ہوئے تھا۔پس جو افراد اُس وقت وہاں شناخت کئے جاسکے اُن کے نام تو تحریر کردیئے گئے ہیں۔امرتسر سے بھی بڑی کثیر تعداد میں احباب اسی ٹرین میں سوار ہوئے تھے جو شاہِ قادیان کو قادیان پہنچا رہی تھی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے جونہی ٹرین سے باہر قدم رکھا قادیان کی فضا فلک بوس نعروں سے بھر گئی۔ ہرسمت سے ،حضرت امیر المومنین ۔زندہ باد، قادیان دارالامان ۔زندہ باد، درویشان قادیان۔ زندہ باد، اسیرانِ راہ مولیٰ ۔زندہ باد، شہدائے احمدیت ۔زندہ باد، غلام احمد کی جے ۔کے

نعرے بلند ہوتے رہے۔

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان کے ریلوے اسٹیشن کے لاؤنج میں تشریف لائے تو عشاقِ خلافت کی دیدارِ خلیفہ کے لئے جو حالت تھی، اُسکے سامنے مرغِ بسمل کی مثال بہت ہی ادنیٰ اور کمزور نظر آتی ہے لیکن اُن کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اپنے جذبات کا اظہار اپنے بے اختیار نعروں سے کرتے۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسے والہانہ اور فلک شگاف نعرے بلند کئے کہ ان نعروں سے شش جہات گونجتی تھیں۔ جس کے سبب مسلسل کئی روز تک قادیان کی فضا میں کان اُن نعروں کی بازگشت اور دل ایک ارتعاش محسوس کرتے رہے۔

یہ ایک ایسی خوشی تھی جو تاریخ کے افق پر صدیوں بعد ابھرتی ہے اور پھر صدیوں تک اپنے نقوش چھوڑ جاتی ہے۔ قادیان کے درویش جو اپنے آقا کے صرف ایک اشارہ پر اس مقدّس بستی کی حفاظت اور مقاماتِ مقدّسہ کے تقدّس کے پاسبان بن کر اور نصف صدی سے اوپر ایک لمبی جدائی کی سوزش کے ساتھ اُس کے منتظر رہے اور بہت سے اسی امیدِ وصل میں اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ بہر حال آج جو لقائے یار سے ہمکنار ہوئے، اُن کی آنکھیں خلیفۃ المسیح کے وجودِ با جود کو سرزمینِ قادیان میں دیکھ کر جذباتِ حمد و تشکر کے موتی گرانے لگیں اور دلوں کے اندرونی تلاطم کا کچھ اندازہ امڈے ہوئے جذبات اور بے قرار و بے قابو نعروں سے ہو رہا تھا۔

دراصل بات یہ تھی کہ ایک وہ ہجر تھا جو ۱۹۴۷ء میں خلیفۃ المسیح کے قادیان سے ہجرت کر جانے کی وجہ سے بھارت کی جماعتوں نے اور خصوصاً قادیان کے درویشوں نے سینہ سے لگایا تھا اور ایک یہ فراق تھا جو ۱۹۸۴ء میں خلیفۃ المسیح کے ربوہ سے ہجرت کر جانے کی وجہ سے ربوہ کے درویشوں اور پاکستان کی جماعتوں نے حرز جان بنایا تھا۔ لیکن آج وہ دن تھا کہ دونوں ہجرتوں کی تشنہ لبی وصل کے ایک ہی جام سے مٹائی جا رہی تھی۔ پاکستان کی مختلف جماعتوں اور ربوہ سے بھی کثرت کے ساتھ احباب آئے ہوئے تھے۔ اسی طرح بھارت کی ہر سمت سے آنے والے اور قادیان کے سارے باسی بھی وہاں موجود تھے۔ ملک کے دور و نزدیک سے بعض غریب عشاقِ خلافت قرض اٹھا کر یا اپنے قیمتی اثاثے بیچ کر بھی قادیان امڈ آئے تھے لیکن بات صرف یہی نہ تھی بلکہ نظارہ بھی کچھ اور تھا اور جذبات کی کیفیت بھی مختلف تھی۔ جو عاشق تھے وہ معشوق بھی تھے، جو محبّ تھے وہ محبوب

بھی، پیا پریمی بھی تھا اور پریمی پیا کیونکہ جس اُلوہی شمع کے لئے یہ پروانے جمع ہوئے تھے اُس کا اپنا حال یہ تھا کہ

لو نغمہ ہائے دردِ نہاں تم بھی کچھ سنو
دیکھو نا، میرے دل کی بھی راگن اداس ہے

اور یہ کہ

ہر لمحۂ فراق ہے عمر درازِ غم
گزرا نہ چین سے کوئی پل آپ کے لئے

چنانچہ ان جدائیوں کی ایک ہی وصل سے آبیاری کا یہ نظارہ بھی یقیناً تاریخ عالم کا نہایت منفرد اور انوکھا واقعہ تھا جو محض دیکھنے اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتا تھا۔ دلوں کے ہزار ہزار بند ٹوٹ رہے تھے اور یہ کیفیت آنے والے کی بھی تھی اور استقبال کرنے والوں کی بھی۔

حضور کی کار اسٹیشن کے لاؤنج میں ہی موجود تھی۔ آپ کار میں تشریف فرما ہوئے اور کاروں کے ایک لمبے قافلہ کے جلو میں دارالمسیح کی جانب روانہ ہوئے۔ قادیان دارالامان کو اہل قادیان نے حضور اقدس کی آمد کی خوشی میں کئی دنوں کی دن رات کی تگ و دو سے دلہن کی طرح سجایا ہوا تھا۔ منارۃ المسیح، مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور دیگر جماعتی عمارات پر چراغاں کیا گیا تھا۔ استقبالیہ گیٹ اور راستے رنگ برنگ چمکدار خوبصورت جھنڈیوں اور قمقموں سے مزیّن تھے۔ انفرادی طور پر بھی احباب قادیان نے اپنے گھروں پر چراغاں کر رکھا تھا جس سے محلّہ احمدیہ قادیان بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ سڑکوں پر جا بجا استقبالیہ بینرز لگے ہوئے اور دیواریں بھی ایسی ہی تحریروں سے آراستہ تھیں۔ یہ بینرز اور تحریریں صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے ہی نہ تھیں بلکہ قادیان کے دیگر مذاہب کے لوگوں اور تنظیموں کی طرف سے بھی تھیں۔ ان سب نے بھی حضرت امام جماعت احمدیہ کو جی بھر کر قادیان میں خوش آمدید کہا تھا۔

حضور پُر نورؒ ایوانِ خدمت کے قریب کار سے اترے تو استقبالیہ کمیٹی کے صدر مکرم محمد کریم الدّین شاہد صاحب صدر عمومی اور ممبران کمیٹی مکرم محمد انعام غوری صاحب صدر مجلس انصاراللہ بھارت اور مکرم منیر احمد خادم صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے استقبال کیا۔ استقبال کے جملہ

انتظامات مذکورہ بالا کمیٹی کے زیرِنگرانی مکمل کئے گئے تھے۔احباب جماعت جو ایک رَو میں ایستادہ تھے، حضرت خلیفۃ المسیح کا استقبال کررہے تھے اور آپ پر بھی ایک خاص خوشی کی کیفیت طاری تھی جو آپ کے چہرے کے نور اور تقدّس پر پھیلی ہوئی تھی۔

چھ گھنٹے سے زائد انتظار کے ساتھ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو مسلسل آنکھیں بچھائے کھڑا تھا اور بسا اوقات فرطِ جذبات سے بے قابو ہو جاتا تھا۔حضور انور ایوانِ خدمت کے قریب جہاں کار سے اترے تھے، وہاں سے دار المسیح تک لوگوں سے مصافحہ کرتے ہوئے گئے۔محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب دورانِ مصافحہ ہر ایک کا تعارف کراتے۔حضور ہر ایک سے نہایت محبت اور اپنائیت سے مصافحہ یا معانقہ بھی فرماتے جاتے۔باوجود دہلی سے قادیان تک طویل مسافت کی بھاری مشقت کے حضورؒ کا رُخِ مبارک تر و تازہ اور ہشاش بشاش دمک رہا تھا۔مرد حضرات گیٹ دار المسیح کے اندر تک کھڑے تھے۔مردوں کو شرفِ دیدار و ملاقات بخشنے کے بعد حضور انور آگے صحن میں تشریف لے آئے جہاں مستورات پیارے آقا کے دیدار کے لئے چشم براہ تھیں۔آپ نے انہیں سلام کہا اور شرفِ دیدار عطا کیا۔

حضور جنہیں ملاقات و مصافحے کا شرف بخشتے وہ اپنی سعادت و خوش بختی پر نازاں تھا اور قلب و روح میں اترے ہوئے عقیدت و محبت کے جلووں اور نظروں میں سمائے ہوئے حضور کے پُر نور رُخِ ماہتاب کے حسین تذکرے کر رہا تھا۔گویا دنیا جہاں کا کیا تھا جو اسے مل نہیں گیا تھا۔

درویشانِ قادیان میں سے بہت سے جو اپنے عہدِ وفا نبھاتے ہوئے اس دنیا کے پار اپنے ربّ کریم کے پاس جا گزیں ہو چکے تھے۔لیکن وہ جو اس وقت قادیان میں موجود تھے، اپنی جوانی کو پاٹ کر بڑھاپے کے ساحلوں پر اتر چکے تھے۔ان کی خوشی تو نا قابلِ بیان تھی کیونکہ ان کے ۴۴ سالہ ہجر و انتظار کے طویل فاصلے ان چند لمحات میں سمٹ چکے تھے۔پیارے آقا کا دیدار اور آپ سے ملاقات ان کی زندگیوں کا انمول اور حسین ترین واقعہ تھا۔اس سے وہ اپنے پرانے دکھ درد بھول کر اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہو رہے تھے۔

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی خلیفۂ وقت سے عقیدت و اطاعت قابلِ تقلید تھی۔آپ نے اپنے آپ کو حضور کے سامنے (جو اگرچہ آپ کے بھائی اور عمر میں چھوٹے تھے) نہایت عاجزی،

انکساری اور خادمانہ حیثیت میں بچھا دیا تھا۔آپ حضور کے کاموں میں ہمہ تن مصروف و مستغرق اور حضور، آپ کے اہل وعیال اور آپ کے اراکینِ قافلہ کے آرام کی خاطر اپنے آرام کو بھول چکے تھے۔اسی طرح آپ کی بیگم صاحبہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے بھی ان سب کی بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

بہرحال حضور رحمہُ اللہ دارالمسیح میں تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد مبارک کے پرانے حصّہ میں چار نفل ادا کئے پھر حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے دالان میں تشریف لائے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد جو پاکستان سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے موجود تھے۔آپ اُن سے ملے اور پھر دارالمسیح کے اُس حصّہ میں گئے جہاں آپ کا بچپن کا وقت گزرا تھا۔

قادیان میں قیام

حضورانورؒ کا فیصلہ تھا کہ آپ اپنے مکان یعنی اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام طاہر سیدہ مریم بیگم صاحبہ والے مکان میں قیام فرمائیں گے۔چنانچہ اُس کی ضروری مرمّت اور دیگر ضروریات وغیرہ کا انتظام پہلے سے ہی کر دیا گیا تھا۔لہٰذا آپ اسی مکان میں مع اہل خانہ قیام پذیر ہوئے۔

قادیان میں پہلی نماز

اپنے محبوب آقا کے دیدار اور مصافحہ سے فارغ ہوتے ہی احباب مسجد اقصیٰ میں جمع ہوگئے، چند لمحوں کے بعد حضورانور بھی نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لے آئے۔آپ نے نماز مغرب کی پہلی رکعت میں اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اور اسطرح اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ تین تین بار پڑھی۔ابھی سورۃ فاتحہ کی تلاوت شروع ہی کی تھی کہ آپ کی آواز رقّت خیز ہوگئی اور پھر ساری نماز ہی درد اور سوز میں ڈوب گئی۔مغرب کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ الزلزال کی تلاوت فرمائی۔دلوں کی زمین جو پہلے ہی مرتعش وحسّاس ہوچکی تھی،سورۃ الزلزال کی تلاوت اس میں ایک زلزلے کی سی کیفیت پیدا کر رہی تھی۔آپ نے دوسری رکعت میں سورۃ النصر کی تلاوت فرمائی۔نماز عشاء کی پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنَا هُمْ لِيَوْمٍ لَّارَيْبَ فِيْهِ (آلِ عمران: آیات ۲۶۔۲۸) کی تلاوت فرمائی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور اپنی قیامگاہ میں

تشریف لے گئے۔ قادیان میں قیام کے دوران آپ کا عموماً یہ معمول تھا کہ نماز مغرب وعشاء کے بعد دارالمسیح میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد سے ملاقات فرماتے۔

اپنا گھر اور گھریلو لنگر

یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ چونکہ قادیان میں آپ کا اپنا گھر ہے۔ اس لئے آپ وہاں مہمان نہیں ہوں گے۔ چنانچہ ایک دن کی رسمی مہمان نوازی قبول کر لینے کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر کے ساتھ ساتھ اس کی ایک شاخ کے طور پر الگ گھریلو لنگر بھی جاری فرمایا۔ اس گھر کے مختلف کمروں میں آپ کے ذاتی مہمان کے طور پر مکرم مبارک احمد کھوکھر صاحب مع فیملی، مکرم کیپٹن سجاد حسین صاحب آف لندن مع فیملی، مکرم ڈاکٹر میر مبارک احمد صاحب آف امریکہ مع فیملی اور مکرم چوہدری شاہنواز صاحب مرحوم کے خاندان میں سے جو افراد بھی تشریف لائے ہوئے تھے، سب قیام پذیر تھے۔ چنانچہ آپ کے ذاتی لنگر سے تقریباً چار صد افراد کو روزانہ ناشتہ اور کھانا کھلایا جاتا تھا۔ اس لنگر کا انتظام مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ مع عملہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کے سپرد تھا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب کے ساتھ کام کرنے والے عملہ کے اسماء یہ ہیں: مکرم بابو محمد لطیف صاحب اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکریٹری۔ مکرم اقبال الدین صاحب، مکرم رانا مبارک احمد صاحب، مکرم رانا عبدالرشید صاحب، مکرم محمود احمد عباسی صاحب، مکرم وسیم احمد انور صاحب، مکرم مسعود احمد مقصود صاحب، مکرم اللہ رکھا صاحب، مکرم سراج الدین صاحب، مکرم ارشاد احمد صاحب، مکرم افتخار الدین قمر صاحب (قادیان)، مکرم سید عبدالہادی صاحب (قادیان)

۲۰؍دسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعہ۔قادیان

قادیان دارالامان میں ورود سے اگلے روز حضور اقدسؒ نے مسجد اقصیٰ میں نمازِ فجر صبح چھ بجکر بیس منٹ پر پڑھائی۔ یہ پہلی نمازِ فجر تھی جو خلیفۃ المسیح نے ۴۴ سال کے بعد قادیان میں پڑھائی۔ نمازِ فجر کے بعد حضور سب سے پہلے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزارِ مبارک پر دعا کی۔ اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ، اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ، حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ، حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ، حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحبؓ، حضرت نانی جانؓ، حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی قبروں پر دعا کی۔

اسکے بعد حضور احاطۂ خاص سے باہر تشریف لے آئے اور موصیان کے یادگاری کتبوں کو دیکھتے ہوئے اوران کے لئے زیرِلب دعا کرتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے رہے۔ یہ کتبے مختلف پیمائشوں کے تھے۔آپ نے انہیں دیکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک ہی سائز میں ہونے چاہئیں۔اسکے بعد آپ نے اپنے نانا جان حضرت سید عبدالستار شاہؓ کی قبر کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

اس کے بعد آپ بہشتی مقبرہ سے نکل کر محلّہ ناصر آباد سے ہوتے ہوئے جلسہ گاہ کے قریب سے عام قبرستان میں تشریف لے گئے۔ یہاں، بچپن میں فوت ہونے والے اپنے دو بھائیوں صاحبزادہ طاہر احمد (اوّل) (پیدائش: ۱۹۲۳ء) اور اطہر احمد (پیدائش: ۱۹۳۱ء) کی قبروں پر دعا کی۔ اس کے بعد مرزا گل محمد مرحوم ابن مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا سعید احمد مرحوم ابن حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمدؓ کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضورؒ بیوت الحمد کالونی کے پاس سے ہوتے ہوئے مولوی عبدالمغنی صاحب، ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب درویش کے گھروں کی درمیانی سڑک سے گزرتے ہوئے دارالانوار میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کوٹھی ''دارالحمد'' تشریف لے گئے اوراس کوٹھی کے سامنے اور پچھواڑے سے گزرے۔ یہ کوٹھی آجکل رانا پرتاپ دیو صاحب کی والدہ اور ماموں حسرت صاحب کی ملکیت میں ہے۔ باغ والا حصہ دیکھتے ہوئے حضورؒ، حضرت سید ولی اللہ شاہؓ، سید عزیز اللہ شاہؓ اور سید حبیب اللہ شاہؓ کے مکانوں اور حضرت

مولانا عبدالرحیم دردؓ کی کوٹھی کی طرف سے واپس ہوتے ہوئے اور حضرت سیّد سرور شاہؓ اور حضرت بھائی عبدالرحمان قادیانیؓ کے گھروں کے سامنے سے گزر کر احمدیہ چوک آئے اور پھر یہاں سے سیدھے مکرم سیّد ناصر شاہ صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔اس میں ان دنوں مکرم مولوی بشیر احمد بانگروی صاحب درویش مقیم تھے۔ان کی ایک بیٹی امۃ العزیز نسیم صاحبہ (جولندن میں مقیم ہیں) نے حضور کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ حضور جب قادیان تشریف لے جائیں تو ان کے گھر بھی اپنے قدموں سے برکت بخشیں۔چنانچہ حضور نے ان کے گھر تشریف لے جا کر اہل خانہ سے ملاقات کی۔اس موقع پر آپ کی صاحبزادیاں بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔واپسی پر آپ احمدیہ چوک سے ہوتے ہوئے دارالمسیح تشریف لے آئے۔

گیارہ بجے حضور نے دفتر میں تشریف لا کر دفتری امور سرانجام دیئے اور جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کا جائزہ لیا۔ایک بجے دوپہر جمعہ کی پہلی اذان ہوئی۔ایک بجکر پچاس منٹ پر آپ مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے۔منبر مسجد اقصیٰ کے بیرونی برآمدے میں درمیانی محراب کے عین وسط میں رکھا گیا تھا۔آپ نے فرمایا کہ اسے عین اسی جگہ رکھا جائے جہاں یہ پہلے خطبات وخطابات کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔چنانچہ خدّام نے حضورؒ کی منشاء کے مطابق اسے اُٹھا کر تھوڑا سا دائیں جانب اس ستون کے ساتھ کر دیا۔

تاریخی اعتبار سے یہ ایک انتہائی اہم جمعہ تھا۔اس غیر معمولی جمعہ کیلئے پہلی اذان مکرّم وحیدالدین صاحب شمسؔ نے دی اور خطبہ سے قبل یعنی دوسری اذان مکرّم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے درویش نے دی۔بعدازاں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سرزمینِ قادیان میں پہلا تاریخی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔جس کا مکمل متن شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

خطبہ جمعہ

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انورؒ نے فرمایا:

’’آج کا دن ایک بہت ہی اہمیت کا تاریخی دن ہے۔آج ۴۴ سال کے لمبے اور بڑے تلخ التواء کے بعد آخر اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ آج کا جمعہ قادیان میں احباب جماعت کے ساتھ ادا کرسکے۔قادیان کے درویشوں کے لئے بھی اس میں بہت بڑی خوشخبری مضمر ہے۔معلوم ہوتا ہے خدا کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہجر کے دن چھوٹے ہو جائیں گے اور وصل کے دن قریب آجائیں گے اوران سب آنے والوں کے لئے بھی اس میں بہت خوشخبری ہے جو دوردور سے تکلیفیں اٹھا کر اور بہت سے اخراجات کا بوجھ اٹھا کر یہاں پہنچے تا کہ ان کے دلوں کے بوجھ ہلکے ہوسکیں۔ان کو اللہ تعالیٰ نے سعادت بخشی اور توفیق عطا فرمائی کہ نہ صرف اس تاریخی جلسے میں جو سوسال کے بعد (لازماً سوسالہ جلسہ سوسال کے بعد ہی منعقد ہوتا ہے) مراد یہ تھی کہ جوسوسال کے بعد سوسالہ جلسہ منعقد ہوتا ہے اس میں شامل ہوسکے ہیں۔یہ ایک ایسی سعادت ہے جوسوسال میں ایک ہی دفعہ نصیب ہوسکتی ہے اوراس پہلو سے آج کی نسل کے لئے یہ بہت ہی غیر معمولی سعادت کا لمحہ ہے۔لیکن دوسری سعادت جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے، یہ بھی بہت ہی بڑی اور بابرکت اور لائق صدشکر سعادت ہے۔خدا تعالیٰ نے چوالیس سال کے انقطاع کے بعد خلیفۃ المسیح کو آج قادیان میں جمعہ پڑھانے کی سعادت عطا فرمائی۔جولوگ پیچھے رہ گئے اور جو آج ہمارے ساتھ شامل نہیں خصوصاً وہ لوگ جو اسیران راہ مولیٰ ہیں، جوایسے مجبور ہیں، ایسے بےبس ہیں کہ خواہش کے علاوہ اگران میں ویسے دنیاوی لحاظ سے استطاعت ہوتی بھی تو یہاں نہ آسکتے۔ان سب کوخصوصیت سے نہ صرف آج اپنی دعاؤں میں یادرکھیں بلکہ اس دوران یعنی جلسے کے ایام اور جلسے کے شب وروز میں مسلسل جب بھی آپ کوتوفیق ملے آپ ان سب غیر حاضرین کو اپنی دعاؤں میں یادرکھتے رہیں۔

یہ وہ دن ہیں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں خواب سا محسوس ہورہا ہے یوں لگتا ہے جیسے خواب دیکھ رہے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ خواب نہیں بلکہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ایسے خوابوں کی تعبیر جومدّتوں، سالہا سال ہم دیکھتے رہے اور یہ تمنا دل میں کلبلاتی رہی، بلبلاتی رہی کہ کاش ہمیں قادیان

کی زیارت نصیب ہو۔کاش ہم اس مقدّس بستی کی فضا میں سانس لے سکیں جہاں میرے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کامل غلام مسیح موعود علیہ السلام سانس لیا کرتے تھے۔ جب میں یہاں آیا اور میں نے اس بات کو سوچا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ایسی فضا میں دوبارہ سانس لیں گے۔تو مجھے بچپن میں پڑھا ہوا سائنس کا ایک سبق یاد آ گیا۔جس میں یہ بتانے کے لئے کہ جتنے ایک انسان کے سانس میں ایٹم (Atoms) ہوتے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے۔وہ مثال دیا کرتے تھے کہ سیزر نے جو آخری دفعہ مرتے وقت ایک سانس لیا تھا اس سانس میں اتنے ایٹم تھے کہ اگر وہ برابر ساری کائنات میں،ساری فضا میں تحلیل ہو جائیں اور برابر فاصلے پر چلے جائیں تو ہر انسان جو سانس لیتا ہے اس کے ایک سانس میں سیزر کے سانس کا ایک ایٹم بھی ہوگا۔تو جب میں نے سوچا تو مجھے خیال آیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں لکھوکھہا مرتبہ سانس لئے ، یہ فضا تو آپؑ کے سانسوں کے ان اجزاء سے بھری پڑی ہے اور ہر سانس میں خدا جانے کتنے ہزاروں ، لاکھوں،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سانس کے ایٹم ہوں گے جو آج ہم بھی Inhale کرتے ہیں۔ یہ سوچتے ہوئے میرا خیال حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منتقل ہوا تو مجھے خیال آیا کہ زمین کا سارا جوّ اُس ہوا سے بھرا پڑا ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی سانسوں میں کھینچا کرتے تھے اور نکالا کرتے تھے۔ جب میں یہاں تک پہنچا تو اس ظاہری خوشی میں کچھ کدورت پیدا ہوگئی کیونکہ میں نے سوچا کہ انہی میں وہ سانس بھی ہیں جو دنیا کے بہت سے بدنصیب بھی تو لیا کرتے تھے اور آج بھی لیتے ہیں۔ایسے بدنصیب جنہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا زمانہ پایا اور سارا زمانہ ان سانسوں کو نورِ رسالت کے بجھانے کیلئے استعمال کیا۔اس کو ہوا دے کر فروغ کر دینے کیلئے استعمال نہیں کیا۔تو یہ ظاہری اور جذباتی چیزیں مجھے بے حقیقت دکھائی دینے لگیں۔وہ جذباتی لطف جو یہاں آ کر آیا تھا۔اس میں ایک اور پیغام بھی مجھے ملا کہ حقیقت میں ان سانسوں کی جب تک ہم قدر کرنا نہ جانیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے سانس تھے یا آپ کے غلام کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس تھے۔اس وقت تک ہم ان سانسوں سے برکت پانے کے اہل نہیں ہو سکتے کیونکہ مدینہ کی فضا بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سانسوں سے بھری پڑی تھی۔وہ کتنے بدنصیب تھے جو ان سانسوں کو لیتے تھے لیکن ان

سے برکت نہ پاتے تھے۔ پس نظام برکت ایک روحانی نظام ہے اس کے لئے ہر انسان کو اہلیت پیدا کرنی چاہئے۔

جس طرح دنیا میں ایک نظام انہضام ہے، جب تک نظام انہضام درست نہ ہو، قطع نظر اس بات کے کہ غذا اچھی ہے یا بری، انسان کو اس غذا سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شخص جس میں بعض اچھی غذاؤں کو ہضم کرنے کی طاقت ہی نہ ہو، بعض دفعہ جب وہ ایسی غذا استعمال کرتا ہے تو ردّ عمل پیدا ہوتا ہے اور فائدے کی بجائے نقصان پہنچتا ہے۔ دودھ کو دیکھئے، کیسی کامل غذا ہے کہ دو اڑھائی سال تک بچہ مکمل طور پر محض دودھ پر پلتا ہے اور اسی سے اپنی آنکھیں بناتا ہے، اپنے دانت بنانے کی تیاری کرتا ہے، جسم کا ہر عضلہ اسی دودھ سے پرورش پا کر بنتا ہے ہڈیاں بن رہی ہیں، ناخن بن رہے ہیں، بال بن رہے ہیں، تمام جسم کے اعضاء خواہ کسی نوعیت کے ہوں اسی ایک دودھ سے قوّت پا کر نشو ونما پاتے چلے جاتے ہیں لیکن جن کو دودھ کی الرجی ہو، جو دودھ ہضم نہ کر سکیں، وہ جب دودھ پیتے ہیں تو مرنے کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ مجھے چونکہ ہومیو پیتھک علاج کا تجربہ ہے اس لئے بعض مریض میرے سامنے ایسے بھی لائے گئے۔ مثلاً انگلستان میں ایک بچے کے متعلق بتایا گیا کہ دودھ کا ایک قطرہ بھی وہ برداشت نہیں کرسکتا اور دن بدن اس کی صحت گرتی چلی جارہی ہے۔ دودھ دیں تو پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ یا الٹیاں آجاتی ہیں یا قے شروع ہو جاتی ہے یا اسہال لگ جاتے ہیں الغرض کئی قسم کے وبال چمٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا علاج کیا وہ بچہ صحت مند ہوا، صحت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس طبعی حالت کی طرف لوٹ گیا جو خدا تعالیٰ نے سب کو عطا کر رکھی ہے۔ جس کو ہم اپنی غفلتوں سے بگاڑ دیا کرتے ہیں۔ تو اگر تم نے اپنی روحانی حالتوں کو بگاڑ رکھا ہے، اگر ان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ روحانی غذاؤں کے انہضام کی صلاحیت باقی نہیں رہی تو محض یہ جذباتی باتیں ہیں کہ آج ہم ان فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں جہاں کسی وقت ہمارے آقا و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سانس لیا کرتے تھے۔ یہ سب ایک جذباتی کھیل ہوں گے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔

پس وہ لوگ جو آج اس جلسے میں شمولیت کی غرض سے جو سوسالہ جلسہ ہے یہاں تشریف

لا سکے ہیں اور اس جمعہ میں بھی شمولیت کی سعادت پا رہے ہیں ان کو بھی میں یہ نصیحت کرتا ہوں اور بعد میں آ کر ان سے ملنے والوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں اور ہم سب کے چلے جانے کے بعد یہاں ہمیشہ رہنے والے درویشوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس مقام کے کچھ تقاضے ہیں۔ان تقاضوں پر ہمیشہ نگاہ رہنی چاہئے۔عام حالتوں سے یہاں رہنے والوں کی حالت کچھ مختلف ہونی چاہئے۔ہم سب انسان ہیں،ہم سب میں کمزوریاں ہیں۔اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں سے صرفِ نظر فرمائے، ہماری غفلتوں کو معاف فرمائے لیکن اس کے ساتھ ہی اس ذمہ داری سے ہم بہر حال آنکھیں بند نہیں کر سکتے جو مقدّس مقامات پر رہنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں۔خواہ وہ عارضی قیام کے لئے آئیں یا مستقل قیام کی سعادت پائیں پس ان ایام میں ان ذمہ داریوں کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے دن گزاریں،خدا تعالیٰ سے توفیق حاصل کرنے کی دعا مانگیں اور توفیق پائیں کہ ہم اپنے روحانی نظام ہضم کو درست کر سکیں اور جہاں بھی قدرت کی طرف سے کوئی روحانی فیض عطا ہونے کا موقع ملے ہم اس سے پوری طرح استفادہ کر سکیں۔تبھی ہم ایک تنومند،مضبوط اور صحت مند روحانی وجود کی صورت میں ارتقاء کر سکتے ہیں۔یہ وہ ایام ہیں جن میں کثرت کے ساتھ درود پڑھنے کی ضرورت ہے۔کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور احسان کے ساتھ جو عظیم الشان تعلیم،اسلام کی صورت میں ہمیں عطا ہوئی ہے،وہ پاک کلام جس کا کوئی ثانی نہیں،یعنی قرآن کریم یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلبِ مطہّر پر نازل ہوا تھا قرآن کی وحی کی صورت میں بھی اور اس کے علاوہ دیگر وحی کی صورت میں بھی۔اسلام کی مکمل تعلیم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیض سے ہمیں عطا ہوئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم آپ کو وسیلہ قرار دیتا ہے یعنی وہ واسطہ ہیں جن کے ذریعہ سے تمام روحانی فیوض،تمام بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ کے لئے جاری کئے گئے۔یہی قرآن کریم ہمیں نصیحت فرماتا ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۱﴾ (الرحمٰن:۶۱) کیا احسان کی جزاء احسان کے سوا بھی ہوسکتی ہے۔احسان کی جزاء تو احسان ہی ہونی چاہئے لیکن مشکل درپیش ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا احسان اتنا عظیم اور اتنا وسیع اور اتنا دوررس ہے کہ لامتناہی ہے۔اس کی حدود قائم کرنے کا انسان کے ادراک کو اختیار نہیں ہے۔

میں نے جب بھی غور کیا ہے اور گہرا غور کیا ہے اور نظر کو ہر طرف دوڑایا اور پھیلایا اور سوچا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے احسانات کا احاطہ کرسکوں اور ان کے متعلق ایک ایسا شعور پیدا کرسکوں کہ ہر دفعہ اس احسان کو پہچان لوں تو میں اس کوشش میں ہار گیا اور کوشش کے باوجود آج بھی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے احسانات ہیں جو ہم پر وارد ہوتے چلے جاتے ہیں اور ہم غفلت کی حالت میں ان سے آگے نکلتے چلے جاتے ہیں۔

صبح جب آپ اٹھتے ہیں اور اپنے بدن کو پاک اور صاف کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کی یاد کی طرف دل کو لگاتے ہیں تو کتنے ہیں جو باقاعدہ بلا استثنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تصوّر دل میں لاتے ہیں یا لا سکتے ہیں کہ یہ ہمارے آقا و مولیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اچھی صبح کا آغاز سکھایا۔ یا پھر سارا دن آپ کا مختلف حالتوں میں گزرتا ہے، کہیں بدیوں سے بچنے کی کوشش میں، کہیں نیکیوں کی طرف میلان کی صورت میں، کہیں کسی غریب پر رحم کے نتیجے میں آپ کے دل میں ایک خاص روحانی لہر دوڑتی ہے لیکن کتنے ہیں جو سوچتے ہیں کہ یہ سب فیوض حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کے فیوض ہیں۔ آپؐ نے سب کچھ سکھایا ہے، ایسے کامل معلّم، ایسے کامل مربی کہ آپؐ نے انسانی ضرورتوں کی ہر چیز کا احاطہ کرلیا۔ یہ درست ہے کہ یہ احاطہ خدا تعالیٰ کے اس پاک کلام نے کیا جو آپؐ پر نازل ہوا لیکن اس لامتناہی پاک کلام کے فیوض کو اپنی ذات میں جاری کرکے ایک نمونہ بن کر ہمارے سامنے ابھرے۔ یہ احسان ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا احسان ہے ورنہ وہ پاک کلام ہماری حدِّ ادراک سے باہر رہتا۔ ہم قرآن آج بھی تو پڑھتے ہیں۔ کتنے ہیں جو قرآن کے معارف کو براہِ راست پا سکتے ہیں اور ان کے مطالب کو پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن وہ مطالب جو ہم نے پالئے اور ان میں سے بھی بہت سے ہیں جو ہماری نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ اگر آپ مزید غور کریں تو آپ کا دل اس یقین سے بھر جائے گا کہ یہ تمام فیوض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتداءً جاری ہوئے اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ان فیوض سے اپنا کوثر بھر کر ہمارے لئے ہمیشہ کیلئے جاری نہ فرماتے تو ہم ان فیوض کو پا نہیں سکتے تھے۔ ان کو سمجھ بھی نہیں سکتے تھے۔ ان کی تفاصیل سے لاعلم اور جاہل رہتے اس لئے یہ درست ہے کہ ہر برکت کا آغاز خدائے واحد و یگانہ سے ہے۔ لیکن بعض انسانوں کو وہ توفیق عطا فرماتا ہے کہ ادنیٰ درجہ

کے گنہگار انسانوں کیلئے ایک وسیلہ بن جائیں اورسب سے بڑاوسیلہ دنیا میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنے کیونکہ سب سے کامل تعلیم آپ پر نازل ہوئی اورزندگی کے سب سے زیادہ تقاضے کرنے والی تعلیم آپ پر نازل ہوئی ۔اتنے تقاضے ہیں کہ دنیا کے کسی مذہب میں اس کا عشرعشیر بھی آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔

اگرتقاضوں پرنظر رکھیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی زندگی دوبھر ہوجائے گی۔اس کی ساری عمر ایک قیدخانے میں بسر ہوگی جیسا کہ خودآنحضرت ﷺ نے اس مضمون کوذکر کرتے ہوئے ان الفاظ میں ظاہر فرمایا کہ الدنیا سجن للمومن وجنۃ للکافر(مسلم کتاب الزھد والرقاق حدیث نمبر:۵۲۵٦) کہ دنیا مومن کے لئے تو قید خانہ ہی ہے ۔کافر کی جنت ہوتی ہوگی لیکن مومن کے لئے قید خانہ ہی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جب ہم اِن لفظوں پرغور کرتے ہیں تو یہ قید خانہ بھی مختلف شکلوں میں ہمارے سامنے ظاہر ہوتا ہے بعض قیدی ہمیں بہت خوش نظر آتے ہیں اتنے خوش کہ وہ تصوّر بھی نہیں کرسکتے کہ وہ اس قید خانہ سے باہر ایک سانس بھی لیں اور کئی قیدی ہیں جو رسے تڑاتے پھرتے ہیں اگر وہ تڑا سکیں تو تڑا لیتے ہیں ، بے قاعدگیاں کرسکیں تو کرتے ہیں۔ ورنہ ان کی زندگی ایک قسم کا عذاب بنی رہتی ہے۔تو کس قسم کا قید خانہ ہم نے قبول کرنا ہے یہ راز بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہم پر اپنا نمونہ پیش کر کے کھول دیا کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ قیود کو آپؐ نے قبول فرمایا اور سب سے زیادہ پُرلطف زندگی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی تھی جن کی عشرت اپنے آقا و مولیٰ اللہ جلّ شانہٗ کی کامل اطاعت میں تھی۔اس کی عبادت میں آپؐ کوسرور ملتا تھا۔آپؐ کی تمام تر روحانی لذتیں اپنے خدا کی ذات سے وابستہ تھیں۔پس قید بھی تو مختلف قسم کی ہوتی ہے۔بعض قیدیں ایسی ہیں جو زندگی کی تمام سہولتیں فراہم کرنے والی ہوتی ہیں اوربعض قیدیں ایسی ہیں جو زندگی کی تمام صعوبتیں وارد کرنے والی ہوتی ہیں۔پس اپنے زاویۂ نگاہ کو درست یا نادرست کرنے والی بات ہے۔

یہ وہ مضمون ہے جسے دنیا کا ہر انسان سمجھتا ہے یا سمجھ سکتا ہے چاہے اسے مذہب کی دنیا میں اطلاق کرے یا نہ کرے کسی نہ کسی محبت کا تجربہ ہر انسان کو ہوتا ہے اور محبت بھی تو کچھ پابندیاں عائد کرتی ہے۔محبت بھی تو بہت سے تقاضے کیا کرتی ہے ان تقاضوں کو پورا کرنے میں ہی محبت کرنے

والے کی لذّت ہوا کرتی ہے، ان تقاضوں سے انحراف کے نتیجہ میں زندگی کا لطف پیدا نہیں ہوتا۔ محبت کی بھی بے شمار قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک ماں کی بچے کیلئے محبت۔ میں آپ کے سامنے مثال کے طور پر رکھتا ہوں کہ ماں کی بچے سے محبت کے تقاضے بعض دفعہ اتنے شدید ہو جاتے ہیں اور اتنے تکلیف دہ ہوتے ہیں کہ انسان ان کے تصوّر سے بھی کانپتا ہے اور ماؤں کو بڑے رحم کی نظر سے دیکھتا ہے جن کے بیمار بچے ساری رات ان کو بلاتے اور ان سے کسی نہ کسی مدد کے تقاضے کرتے چلے جاتے ہیں۔ خواہ وہ مدد کر سکیں یا نہ کر سکیں اور بسا اوقات ماں مدد کرنے سے عاری ہوتی ہے، نہیں کر سکتی، بچے کا دکھ دور نہیں کر سکتی۔ اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے تڑپتے دیکھتی ہے۔ جانتی ہے کہ وہ غلط کہہ رہا ہے کہ ماں! نہ سو۔ میرے ساتھ جاگ اور میرے ساتھ تکلیف اٹھا۔ وہ جانتی ہے کہ میرا جاگنا میرے ساتھ تکلیف اٹھانا اس بچے کے کسی کام نہیں آئے گا لیکن محبت کا تقاضا ہے۔ اسے نیند میں عذاب ملتا ہے اسے جاگنے میں راحت نصیب ہوتی ہے۔ وہ جتنا بیمار بچے کے قریب ہو، جتنا اس کے دکھ کو اپنے قلب پر وارد کرے، اس کے دکھ کا احساس کرتے ہوئے اس تکلیف کو اپنانے کی کوشش کرے، اتنا ہی اس کو کچھ سکون ملتا ہے۔ لیکن یہ واہمہ بھی اس کے لئے جہنم کے واہمہ کی طرح ہے کہ وہ اپنے بیمار تڑپتے ہوئے بچے کو چھوڑ کر اسلئے سو جائے کہ فائدہ تو میں کچھ پہنچا نہیں سکتی، کیوں نہ کچھ آرام کروں۔ تو اسلام کو جس قید خانے کی صورت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمارے سامنے رکھا وہ ان معنوں میں نہیں تھا کہ تم ہمیشہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہو کر زندگی گزارو اور تمہاری زندگی عذاب بن جائے بلکہ سب سے بڑے قیدی اس قید خانے کے تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خود تھے۔ کہنے والا جانتا تھا کہ اس قید کے کیا تقاضے ہیں اور اس قید کے کیا فوائد ہیں اور کہنے والا جانتا تھا کہ یہ وہی قید ہے کہ ایک لمحہ بھی میں اس قید سے باہر کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اس قلبی رجحان کو اللہ جلّ شانہٗ نے ہم پر ایک ایسے راز کے طور پر کھولا جو بہت ہی مقدّس راز، محبت اور پیار کا راز تھا لیکن جسے بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے ان کے سامنے کھولنا ضروری تھا۔ فرمایا:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ (الانعام:۱۶۳) میں ایک ایسا قیدی ہوں کہ میری تمام تر عبادتیں، میری تمام تر قربانیاں، میری زندگی، میرا مرنا، کلیۃً

لمحہ لمحہ خدا تعالیٰ کا ہو چکا ہے۔ میری زندگی کا ہر لمحہ اس قید میں جکڑا گیا ہے اور یہی میری لذّت کا معراج ہے۔ فرمایا یہی کہہ کر لوگوں کو اس طرف بلاؤ۔ اگر یہ ایک تکلیف دہ صورتحال ہوتی تو خدا تعالیٰ اس راز کو چھپاتا، نہ کہ ظاہر کرتا۔ اگر ایسی بات تھی کہ جس سے طبیعتیں متنفّر ہوتیں اور بھاگتیں اور اسے بوجھ سمجھتیں تو خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت تھی کہ اس راز کو مومنوں پر ظاہر کر کے فرماتا کہ یہ حال ہوگا تمہارا۔ جو میرے عاشقِ صادق محمد ﷺ کا حال ہے اس لئے ادھر نہ آنا۔ دنیا کے عاشق تو ڈرایا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا جو حال ہو گیا ہے، خدا نہ کرے تمہارا بھی ہو لیکن اس حال کا جو محمد مصطفیٰ ﷺ کا حال تھا، اس کا عجیب عالم ہے کہ بظاہر دور کی نظر سے، جتنی دور کی نظر سے اس کو دیکھو اتنا تکلیف دہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن خدا کی قریب کی نظر نے اس کو ایک جنّت کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نمونہ دیکھا اور ایسی عظیم زندگی کے طور پر دیکھا کہ جس کا حال جس کا راز اگر بنی نوع انسان کو پتا چلے تو وہ والہانہ اس زندگی کی طرف دوڑتے چلے آئیں اور اسے اپنانے کی کوشش کریں۔ پس یہ وہ اندرونی مضمون ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطا کیا گیا۔ لیکن اس میں اترنے کی صلاحیّت بھی ہونی چاہئے۔ اسے سمجھے بغیر انسان ان مضامین سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔ پس دنیا کے عاشق کو لطف تو آتا ہے لیکن ساتھ ساتھ ڈراتا بھی تو چلا جاتا ہے کہ

اَلَایَا اَیُّہَا السَّاقِی اَدِرْ کَأْساً وَّنَاوِلْـہَا
کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

اے ساقی! شراب سے لبریز پیمانہ پکڑا تا کہ میں اپنے آپ کو ڈبو دوں، اپنی یادوں کو غرق کر دوں کہ عشق کے سوا اب مجھ سے رہا نہیں جاتا کیونکہ ’’آساں نمود اوّل‘‘ عشق آغاز میں تو بہت پر لطف دکھائی دیتا تھا اور بڑا آسان لگتا تھا ’’ولے افتاد مشکلہا‘‘ اب اس میں مبتلا ہو گئے ہیں تو بہت مصیبتوں کا پہاڑ سر پر آپڑا ہے۔ لیکن حضرت محمد ﷺ کا عشق دیکھا کہ کس شان سے محبوب کی نظر میں ظاہر ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کیا کہ اب کہہ دے! تمام بنی نوع انسان کو مطلع کر دے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۶۳ کہ اے محبت کا دعویٰ کرنے والو! خدا کی محبت عذاب نہیں، خدا کی محبت ثواب ہے، یہ لذّت ہے، یہ جنت ہے اور

جنت کی بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی قسم ہے اسلئے تم بھی اگر محبت کا دعویٰ کرتے ہوتو میری پیروی کرو، میرے پیچھے آؤ پھر تمہیں پتا لگے گا کہ محبت ہوتی کیا ہے پھر تم محبت کی حقیقت سے آشنا ہوگے اور سچی محبت کے نتیجہ میں خدا کے پیار اور محبت کی نظریں تم پر پڑنے لگیں گی۔ پس ان معنوں میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وسیلہ ٹھہرے۔

پس جب ہم درود پر زور دیتے ہیں تو ہرگز نعوذ باللہ من ذالک اس میں کوئی شرک کا پہلو نہیں۔ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی کچھ نہیں۔ اس کے سوا نہ محمدیت ہے، نہ احمدیت ہے، نہ زندگی کی کسی اور حقیقت کے کوئی معنی ہیں۔ تو خدا ہی ہے جو سب کچھ ہے لیکن وہ لوگ بھی بہت کچھ ہوئے جو خدا تعالیٰ سے وابستہ ہو گئے اور وہ لوگ بھی بہت کچھ ہوئے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے وابستہ ہونا شروع کر دیا۔ پس اس پہلو سے وسیلے کی حقیقت کو سمجھیں تو ہم سب آج اپنے ربّ سے وابستہ ہو رہے ہیں اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لازماً ہم سب آنحضرت ﷺ کے عظیم احسانات کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم احسانات کا بدلہ اتار سکیں۔ پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ﴿۶۱﴾ کہ کیا احسان کی جزاء احسان کے سوا بھی کچھ ہو سکتی ہے؟ پس یہ بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے احسانوں میں سے ایک احسان ہے اور عظیم احسان ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے دل میں بھی تمنا ہوتی ہوگی کہ مجھے تحفے دو۔ میرے لئے کچھ کرو تو درود پڑھا کرو۔ خدا کی حمد کے بعد درود پڑھا کرو اور اس کے نتیجے میں بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم کچھ احسان اتار رہے ہیں مگر طاقتور سے لڑائی نہیں ہو سکتی ناممکن ہے۔ محسن اعظم کے احسان سے فیضیاب ہونے والے اس سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایک طرف بظاہر ہمارے دل کو تسکین دینے کے سامان پیدا کئے کہ تم بھی مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ کچھ تمہیں بھی تو لطف آئے کہ تم نے میرے لئے کچھ کیا اور ساتھ فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری دعائیں مقبول ہوں گی۔ یہ سارے درود خدا تعالیٰ تم پر لوٹا دے گا اور آسمان سے یہ درود برکتیں اور رحمتیں بن کر تم پر نازل ہوا کرے گا۔ تو کیسا احسان اتارا؟ ایک ذرّہ بھی نہیں۔ احسان اتارنے کی کوشش میں اَور احسانوں تلے ہم دبتے چلے جاتے ہیں اور دبتے چلے جائیں گے۔

پس آنحضرت ﷺ چشمہ فیض ہیں ۔آپؐ کا فیض لازماً لوگوں کو پہنچے گا۔کسی کا فیض آپ کو نہیں پہنچ سکتا،سوائے خدا کے۔میرے نزدیک خاتمیت کا آخری معنی یہی ہے کہ وہ فیض رساں جو ہر دوسرے کو فیض پہنچائے اور کبھی کسی سے فیض حاصل نہ کرے سوائے اس کے کہ جس کی وہ مہر ہے،جس کے ہاتھوں سے لگتی ہے۔پس کامل رسول،سب سے کامل رسول،اکمل رسول،سب کاملوں سے بڑھ کر کامل اور سب خدا رسیدہ لوگوں سے بڑھ کر خدا رسیدہ ایک ایسا رسول تھا جس کا فیض تمام نبیوں پر پھیلا ہے۔تمام بنی نوع انسان پر پھیلا ہے۔حیوانات پر پھیلا ہے۔جمادات پر پھیلا ہے۔ان کو پہنچا جو آپؐ کے آنے سے بہت پہلے پیدا ہوئے۔اس کائنات کو پہنچا جو ابھی ابتدائے وجود کی حالت میں کروٹیں بدل رہی تھی ۔ کیونکہ آپؐ آخری رسول تھے اس لئے آپؐ فیض رساں ہیں لیکن تمام تر فیوض آپؐ نے اپنے ربّ سے پائے ۔ یہ توحیدِ کامل ہے جس کا سمجھنا ضروری ہے اوراس کے نتیجہ میں جہاں حمد کی طرف غیر معمولی توجہ اور عارفانہ توجہ پیدا ہوتی ہے وہاں درود کی طرف بھی غیر معمولی اور عارفانہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔

پس ہم یہ مبارک ایام ان فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے یہاں بسر کریں گے جن فضاؤں کے ساتھ ہمارا ایک گہرا جذباتی رابطہ ہے۔خواہ ہم اس فیض کو پاسکیں یا نہ پاسکیں لیکن جب ہم یہ سوچتے ہیں اور سوچیں گے کہ حضرت مسیح موعود ان فضاؤں میں سانس لیتے رہے اور آپؑ کے بزرگ صحابہؓ اور خلفاء ان فضاؤں میں سانس لیتے رہے تو باوجود اس احساسِ بے بسی کے ہم زبردستی اس کا فیض نہیں پاسکتے جب تک فیض پانے کی اہلیت پیدا نہ کریں۔ایک جذبات میں انگیخت تو ضرور ہوگی،ایک لرزش پیدا ہوگی ۔ایک تموّج پیدا ہوگا اور تموّج بھی ایک عجیب روحانی لطف پیدا کرتا ہے ۔ ایسی کیفیات میں درود پڑھا کریں۔ایسی کیفیات میں جو خاص تموّج کی حالتیں آپ پر آنے والی ہیں اور آچکی ہونگی اور آئندہ بھی آتی چلی جائیں گی ان حالتوں میں سب سے بڑھ کر حمد باری تعالیٰ کے بعد درود پڑھنے کی ضرورت ہے۔اور یہ وہ چیز ہے جو برکتوں کی صورت میں آپ ہی پر نازل ہوگی آپ کا کسی پر کوئی احسان نہیں ۔نہ حمد کا خدا تعالیٰ پر احسان ہے نہ درود کا محمد مصطفیٰ ﷺ پر احسان ہے۔یہ احسان ایسا ہے جو کئی گنا ہو کر آپ کی طرف واپس لوٹے گا اور پھر آپ اس کیفیت میں اگر اپنوں کے

لئے ،غیروں کے لئے ،دوستوں کے لئے اور دشمنوں کے لئے،آزادوں کے لئے اوراسیروں کے لئے ،صحتمندوں کے لئے اور بیماروں کے لئے ،وہ جو خوش نصیب ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے دولت کی فراوانی عطا کی ہے،وہ جو غربت میں سسکتے ہوئے زندگیاں بسر کررہے ہیں جو قرضوں کے بار تلے دبے ہوئے ہیں،جو کئی قسم کے مصائب کا شکار ہیں ان سب کے لئے بھی اگر آپ دعائیں کریں گے تو وہ دعائیں زیادہ مقبول ہوں گی اوران معنوں میں آپ بھی تو کچھ فیض رساں بن جائیں گے۔

پس یہ عجیب گُر ہمیں حمد وثنا اوردرود نے سکھادیا کہ تم اپنے اوپر والوں کا احسان تو نہیں اتار سکتے مگر اس احسان اتارنے کی کوشش میں اپنے نیچے والوں پر اوراحسان کرتے چلے جاؤ،تمہیں بھی کچھ فیض رساں ہونے کا سلیقہ عطا ہوگا،تمہیں بھی لطف ملے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کا احسان نہیں اتار سکتے تو عاجز بندوں پر کچھ احسان تو کرسکتے ہو اور خدا کے بندوں پر احسان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو احسان مند محسوس فرماتا ہے۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت پر احسان کرنے کے نتیجہ میں آنحضور ﷺ کی روح آپ پر رحمت اور درود بھیجے گی۔یہ ایک ہی راستہ ہے جس سے ہم کچھ احسانات کا بوجھ ہلکا کرنے کی کامیاب کوشش کرسکتے ہیں لیکن اس راستے میں داخل اسی طریق سے ہوتے ہیں جو طریق قرآن کریم نے ہمیں سکھایا جو حمد وثنا اور درود نے ہمیں سکھایا۔

پس آج کی اس محفل میں جو باتیں میں آپ کے سامنے کررہاہوں انہیں حرزِ جان بنائیں ان پر غور کریں،سوتے جاگتے ،اٹھتے بیٹھتے ، چلتے پھرتے کوشش کیا کریں کہ آپ کے اخلاق کے رونما ہوتے وقت یعنی جب اخلاق کسی عمل میں ڈھل رہے ہوتے ہیں یہ دیکھا کریں کہ اس پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کتنی چھاپ ہے۔اور جب آپ ایسا سوچیں گے تو اکثر صورتوں میں جہاں بھی آپ بھلائی کریں گے آپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زیر احسان آرہے ہونگے۔اوراس وقت کا درود ایک خاص کیفیت کا درود ہوگا۔وہ عام حالت کا درود نہیں ہوگا۔پس درود، درود کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ ایسا درود پڑھیں جو دل کی گہرائیوں سے تموّج کی حالت میں اٹھے۔ایک موج کی صورت میں،لہر درلہر دل سے نکلے۔وہ درود ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے،وہ درود ہے جو برکتیں بن کر آپ پر نازل ہوتا ہے۔پھر آپ کی دعائیں آپ کے پیاروں کے حق میں بھی سنی جائیں گی۔مجبوروں کے حق میں

بھی سنی جائیں گی، غیروں کے حق میں، اپنوں کے حق میں، ہر اس شخص کے حق میں آپ کی دعائیں سنی جائیں گے جن کیلئے آپ آنحضورﷺ کے فیض کے اثر کے تابع دعا کریں گے۔ یہ آخری بات سمجھا کر میں اس خطبہ کو ختم کروں گا۔ آنحضورﷺ کے فیض کے تابع اگر آپ دعا کریں تو آپ کی دعا اپنوں کے لئے نہیں رہ سکتی، صرف اپنوں کیلئے نہیں رہ سکے گی۔ آنحضورﷺ کا فیض محسوس کرتے ہوئے اس خاص حالت میں اگر آپ دعا کریں تو ناممکن ہے کہ آپ اپنے دشمن کے لئے بھی دعا نہ کریں۔ ناممکن ہے کہ تمام حاضر بنی نوع انسان کے لئے دعا نہ کریں۔ ناممکن ہے کہ آئندہ تمام آنے والی نسلوں کیلئے دعا نہ کریں۔ ناممکن ہے کہ تمام گزرے ہوئے بنی نوع انسان کیلئے دعا نہ کریں۔ کیونکہ آنحضورﷺ کے فیض کا یہ وسیع دائرہ تھا جس میں آپ کا فیض پہنچا کرتا تھا۔ پس آپ کے فیض سے لذّت پا کر آپ کے دل میں بھی اسی طرح کی ایک بے کنار موج اٹھے گی جس کا کوئی کنارہ نہیں ہوگا، آپ کے دل کی گہرائی سے ایسی دعائیں اٹھیں گی جن سے بنی نوع انسان کو بہت سا فائدہ پہنچے گا۔ ان معنوں میں آپ فیض رساں بن سکتے ہیں اور انہی معنوں میں آپ کو فیض رساں ہونا چاہئے کیونکہ اگر آپ آج فیض رساں نہ بنے تو یہ دنیا ہلاکت کے آخری کنارے تک پہنچی ہوئی ہے۔ کسی اور کا فیض اس دنیا کو اب ہلاکت سے بچا نہیں سکتا۔ ایک محمد مصطفیٰﷺ کا فیض ہے وہ آپ کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان وسیلہ بنے ہیں اور آپ کو محمد مصطفیٰﷺ اور بنی نوع انسان کے درمیان لازماً وسیلہ بننا ہوگا۔ یہی وہ وسیلہ ہے جو آج تمام بنی نوع انسان کی نجات کا وسیلہ بنے گا اگر یہ وسیلہ نہ بنا تو بنی نوع انسان کا کچھ نہیں بن سکتا۔ یہ آج کی دنیا لازماً ہلاک ہونے والی ہے۔ اس کے اطوار تو دیکھیں۔ اس کی عادتیں حضرت محمد مصطفیٰﷺ کی عادتوں سے کوسوں کیا، کروڑوں، اربوں میل دور جا چکی ہیں۔ پس وسیلے کے مضمون کو اپنے تک پہنچا کر ختم نہ کر دیا کریں۔ محمد مصطفیٰﷺ وسیلہ صرف خدا تعالیٰ اور آپ کے درمیان نہیں تھے، خدا تعالیٰ اور سارے بنی نوع انسان کے لئے وسیلہ بننے کے لئے آئے تھے اور آپؐ کو مزید وسیلوں کی ضرورت ہے۔ پس وہ جو محمد مصطفیٰﷺ سے عشق کا دم بھرتے ہیں، جو غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں، جو عہد کرتے ہیں کہ ہم آپؐ کی خاطر، آپؐ کے ناموس کی خاطر، آپؐ کے پیغام کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ ان کو لازماً وہ وسیلہ بننا ہوگا اور وسیلے کے تقدّس

کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے جس حد تک بھی توفیق ملے۔ جو انسانی کمزوریوں اور بشری بے بسی کے نتیجے میں کمزوریاں لاحق ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ ایسی صورت میں مجھے اللہ تعالیٰ سے بھاری امید ہے کہ ایسے لوگوں سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ ان کی کمزوریوں سے صرفِ نظر فرمائے گا، ان کے گناہوں کو بخشے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے سب سے محبوب اور سب سے محبوب مطلوب سے یہ پیار کرنے والے ہیں۔ اور اگر اپنے کسی محبوب سے کسی کو پیار ہو تو لازماً اس کی کمزوریوں سے بھی انسان صرفِ نظر کرنے لگ جاتا ہے اور بہت سی باتیں اس کی برداشت کر جاتا ہے جو دوسروں کی نہیں کرسکتا۔ پس خدا سے مغفرت پانے کا بھی یہی ایک ذریعہ ہے۔ اس وسیلے سے تعلق قائم کریں اور اس وسیلے کی خاطر آپ اس کے اور بنی نوع انسان کے درمیان وسیلہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کے خطبے کی آواز دنیا کے مختلف ممالک میں پہنچ رہی ہے اور اس ضمن میں جسوال برادران کا دعا کی خاطر ذکر کرنا چاہتا ہوں، خصوصاً وسیم جسوال صاحب کی غیر معمولی محنت اور کوشش کے نتیجے میں آج یہ سامان مہیا ہوئے ہیں کہ آج یہاں کے خطبے کی آواز انگلستان پہنچے۔ پھر انگلستان سے سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں مشرق و مغرب میں۔ اور جاپان تک بھی پہنچے فجی میں بھی پہنچے، ماریشس میں بھی پہنچے، یورپ کے ممالک میں بھی پہنچ جائے۔ غرضیکہ جہاں جہاں بھی جس جماعت کو توفیق ہے کہ خطبہ سننے کے انتظامات کر سکے ان تک یہ آواز آج براہ راست پہنچ رہی ہے۔ اس پہلو سے یہ ایک عظیم تاریخی دن ہے کہ آج قادیان سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے کامل غلام کے ایک ادنیٰ غلام کی آواز، آپ ہی کی آوازیں بن کر تمام عالم میں پھیل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سعادت کے نتیجہ میں ہمیں مزید شکر گزار بندے بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس شکر گزاری کا آغاز اس بات سے ہونا چاہئے کہ جو لوگ اس بات کیلئے سعادت کا ذریعہ بنے ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے ہیں جنہوں نے ان انتظامات میں بہت ہی کوشش اور بہت ہی محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

قادیان کے جلسے کے انتظامات رسمی طور پر تو شاید کل یا پرسوں شروع ہوں گے۔ لیکن ان

انتظامات کا آغاز بہت پہلے سے ہو چکا ہے۔انگلستان میں آفتاب احمد خان صاحب جو یونائیٹڈ کنگڈم (United Kingdom) کے امیر ہیں۔ وہ خصوصیت سے اس معاملہ میں میری مدد کرتے رہے ہیں اور بہت ہی حکمت، ذہانت اور مسلسل بڑی محنت کے ساتھ اس جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے جو کچھ صلاحیتیں ان کو عطا ہوئی تھیں وہ خرچ کی ہیں۔اوران کے علاوہ بہت سے ہمارے انگلستان میں ساتھی اور پھر قادیان میں بہت سے درویش، پھر ربوہ سے آنے والے سلسلہ کے خدام کثرت سے ایسے نام ہیں جوذہن میں دعا کی غرض سے عمومی طور پر گھوم جاتے ہیں لیکن اس موقع پر تفصیل سے ان ناموں کا بیان ممکن نہیں۔اس لئے میں آپ سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ ان ایام میں تمام کارکنوں کو جنہوں نے کسی بھی رنگ میں جلسے کی خدمات میں حصہ لیا ہے یا آئندہ لیں گے ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یادرکھا کریں۔

یہ بھی یادرکھیں کہ جلسہ کے ان ایّام میں بہت سے مختلف قسم کے لوگ یہاں آئیں گے۔اکثر خداتعالیٰ کے فضل سے اخلاص کے ساتھ، وفااور محبت سے مجبور ہوکر یہاں پہنچیں گے، کچھ شریر بھی آئیں گے، کچھ تنگ نظر بھی آئیں گے، کچھ بدارادے لیکر بھی آئیں گے اسلئے جہاں ان پاک نیک لوگوں کے لئے ہم پر کچھ فرائض ہیں جوخدا کے نام کی خاطراور خدا کے دین اور خدا کے پیاروں کی محبت کی خاطر یہاں پہنچے ہیں یا پہنچتے رہے ہیں، جہاں ان کے حقوق ادا کرنے کی بڑی ذمّہ داریاں ادا ہوتی ہیں وہاں انکو غیروں کے اثر سے بچانے کی بھی ہم پر ذمّہ داری عائد ہوتی ہے اوراس کے لئے آپ سب کونگران رہنا چاہئے۔ظاہری سیکیورٹی وغیرہ کے جوانتظامات ہیں وہ تو محض بہانہ ہوتے ہیں۔ اصل تو خداتعالیٰ کا فضل ہے لیکن خداتعالیٰ کا فضل جن جن مشکلوں میں ڈھلتا ہے، جن جن وسیلوں میں سے گزر کے آگے بڑھتا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر مومن صاحب فراست ہوتا ہے۔ ہر مومن کو بیدار مغز ہونا چاہئے۔ جہاں اس کو کوئی رخنہ دکھائی دے وہاں کوشش ہونی چاہئے کہ وہ رخنہ بند ہوجائے پیشتر اس کے کہ اس کے نتیجہ میں کوئی فساد ابل پڑے۔اسی طرح اپنی چیزوں کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ مجھے تجربہ ہے کہ جلسہ کے موقع پر جماعت مومنین کو بھولا بھالا سمجھ کرکئی چوراُچکّے بھی آجاتے ہیں اور پھر لوگوں کو اس سے بڑی تکلیف پہنچتی ہے۔اس لئے میں آپ کونصیحت کررہا

ہوں۔آپ خود بھی یہ نصیحت ذہن نشین کرلیں لیکن آنے والوں کو بھی بتائیں کہ اپنے سامانوں کی حفاظت کریں۔باہر سے کثرت سے لوگ آنے والے ہیں۔

پس جہاں جہاں جس قیام گاہ میں آپ ٹھہرتے ہیں کوئی قیامگاہ ایسی نہیں ہونی چاہئے جہاں آپ اپنا امیر نہ بنائیں۔اگر یہ نظام جلسہ سالانہ قادیان کے منتظمین نے جاری فرمادیا ہے تو اس نظام کے مطابق کام کریں۔اگر نہیں ہے تو یادرکھیں کہ ہر کمرہ کا ایک امیر ہونا ضروری ہے۔اس کا نظام کے تابع انتخاب کرکے یا مقرر کرواکے پھر اندرونی انتظامات کو مکمل کریں۔کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ کیا کرے؟اس کا ان سب کو علم ہونا چاہئے۔کوئی اور ایمرجنسی ہوجاتی ہے،حادثہ ہوجاتا ہے تو کیا ہونا چاہئے؟ یہ پھر آپ کی قیامگاہ کے امیر کا کام ہے کہ اپنے ساتھ نائبین بنائے۔سب ضروریات پر نظر رکھتے ہوئے وقت پر آپ کو مطلع کرے بلکہ پہلے سے بتارکھے کہ یہ بات ہوتو یہ ہونا چاہئے۔فلاں بات ہوتو یہ ہونا چاہئے۔کوئی کسی قسم کی شرارت کرتا ہے تو اس کا یہ توڑ ہے۔اگر پولیس کے پاس جانا ہے تو کس طرح جانا ہے۔کس نظام کی معرفت اور کس وسیلے سے پہنچنا ہے۔یہ ساری باتیں ایسی تفصیلی ہیں جو بعض دفعہ منتظمین سمجھتے ہیں کہ سب کے علم میں ہی ہیں۔سب کے سب جانتے ہیں کیونکہ خود ان کے علم میں ہیں حالانکہ بہت سے بھولے بھالے باہر سے آنیوالے ایسے ہیں کہ ان کو کوئی پتا نہیں ہوتا کہ کیا کرنا چاہئے۔ان کی تربیت کرنی ضروری ہے۔پس جماعت کے ہر نظام میں تربیت کا ایک ازخود رفتہ نظام جاری ہوجایا کرتا ہے اور جلسے کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی برکت ہے کہ اس جاری وساری نظام سے بہت سے لوگ فیض پاتے ہیں اور واپس جاکر بہتر زندگی گزارنے کی اہلیت حاصل کرچکے ہوتے ہیں۔

پس اس بات کو یادرکھئے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات میں سے ایک یہ بھی احسان ہے کہ امارت کے بغیر کی زندگی کا کوئی تصوّر بھی مسلمان کے لئے باقی نہیں رہتا اسے لازماً نظام کی کڑی کے طور پر نظام کے سلسلے سے مربوط ہوکر رہنا پڑے گا اور اس کا یہ طریق ہمیں سمجھایا کہ اگر تم سفر پر جاتے ہو،کہیں بھی ہو،بغیر امارت کے نہیں رہنا چاہئے۔یہی امارت ہے جس کا سلیقہ اگر مومنوں کو عطا ہوجائے تو اس سے صالح امامت رونما ہوتی ہے اور خلافت کی حفاظت کے لئے بھی اس نظام کا

تفصیل سے جاری رہنا، جاری رکھنا اوراس کی حفاظت کرنا بڑا ضروری ہے۔ پس ان تمام فسادات سے بچنے کے لئے اوراس دیر پا دُوررَس اوراعلیٰ نیت کے ساتھ کہ نظام جماعت کی حفاظت اورصالحیت کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔ جہاں بھی آپ رہیں گے وہاں ایک امیر بناکےان تمام باتوں پرنظر رکھئے جو ایسے بڑے اجتماعات میں حادثوں یاشرارتوں کی صورت میں رونما ہوسکتے ہیں۔ان کی پیش بندی کے لئے ترکیب سوچئے، سامان پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں،کوئی آئے گا کیسے داخل ہوگا،اس کواگرروکا جائے تو شرارت کا احتمال نہ ہو، یہ ساری باتیں ہیں جن میں توازن پیدا کرنا پڑتا ہےاوراس کے لئے اگر بیدارمغزی سے پہلے ہی متنبہ ہوں تو پھرآپ ایسا کرسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ہمیں جلسے کےتمام تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے۔

مقامی درویشوں پر بہت بڑا بوجھ ہے ۔بعض کے گھراس طرح بھرے ہیں اوربھرنے والے ہیں کہ باہر سےآدمی دیکھےتو سوچ نہیں سکتا کہ اس گھر میں سے اتنے افرادنکلیں گے۔آج کل تو مرغی خانے کا نظام اورطرح ہوگیا ہے۔ پرانے زمانے میں خصوصاً پنجاب میں چھوٹے چھوٹے ڈربے رکھے جاتے تھے اوران میں قطع نظر اس کے کہ اتنی سانسوں کی گنجائش بھی ہے کہ نہیں ،زمیندار مرغیاں گھسیڑتا چلا جا تا تھا۔حتی کہ آخر پرمشکل سے دروازہ بند کردیتا تھا۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ ایسی حالت میں مرغیاں بچ جاتی ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں میں نے دیکھا کہ ایک ڈربا کھلا تواس میں اتنی مرغیاں نکلیں گھبرائی ہوئی اور پریشان کہ یقین نہیں آتا تھا کہ اس چھوٹے سے ڈربے میں سے نکل رہی ہیں لیکن یہ صرف مرغیوں کی دنیا کی بات نہیں ہے۔احمدی جلسے میں ہرگھر مرغا خانہ بن جاتا ہےاوربعض دفعہ مہمان نکلتے ہیں اوراتنے نکلتے ہیں کہ انسان پریشان ہوجاتا ہے کہ کیسےاس میں سماگئے تھے؟ مگردل کو خداتعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے،ایثار کے جذبے عطا کئے ہیں،محبت عطا کی ہے۔اس کے نتیجے میں یہ سب انہونی باتیں ہوکررہتی ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ محبت اور پیار کے انداز میں ان مشکل تقاضوں کو پورا کریں اورشوق سے اور پیار سے پورا کریں ،لطف اٹھاتے ہوئے پورا کریں نہ کہ تکلیف محسوس کرتے ہوئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

جلسہ کے ایام میں اور آج سے لے کر جلسہ تک اور جلسہ کے بعد بھی کچھ عرصہ تک کیونکہ لوگوں کو بار بار مساجد میں اکٹھا ہونے میں تکلیف ہوتی ہے اور ایسی تکلیف کے لئے اللہ تعالیٰ نے سہولت مہیا فرما رکھی ہے اس کے لئے نمازیں جمع ہوتی رہیں گی ۔آج بھی ہوں گی اور جب تک سہولت پیدا نہ ہو جائے تب تک اس رخصت سے استفادہ کیا جائے گا۔تو یاد رکھئے کہ اب بھی ،شام کو بھی اور آئندہ بھی ان ایام میں ظہر و عصر کی نمازیں اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع ہوا کریں گی۔''

حضور انور بعد دوپہر دفتر میں تشریف لائے اور دفتری امور نیز دفتری وانفرادی ملاقاتوں میں مصروف رہے۔نماز مغرب وعشاء کے بعد مسجد اقصیٰ میں عرفان کی مجلس جمی ۔جس میں احباب نے سوالات کئے اور حضور کے بصیرت افروز جوابات سے مستفیض ہوئے۔

۲۱؍دسمبر ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ۔قادیان

نماز فجر چھ بجکر بیس منٹ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔اس کے بعد سات بجے حضور بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر اور قطعۂ خاص میں بعض دیگر قبروں پر دعا کی۔حضور اقدس کے ہمراہ آپ کی صاحبزادیاں بھی تھیں۔قطعۂ خاص سے باہر نکل کر حضور نے حضرت سید محمد سرور شاہؓ کی قبر پر دعا کی اور اس کے بعد بہشتی مقبرہ سے باہر تشریف لائے اور محلّہ ناصر آباد سے ہوتے ہوئے زیرِ تعمیر بیوت الحمد کے مکانوں کا معائنہ کیا اور محلّہ دارالانوار کی جانب تشریف لے گئے۔قادیان میں جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی کثرت سے آمد متوقع تھی۔اس کے پیشِ نظر اس عظیم جلسہ کی تیّاریوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہاں مغربی ممالک کی جماعتیں گیسٹ ہاؤسز تعمیر کریں۔چنانچہ حضور نے زیرِ تعمیر بیوت الحمد کے معائنہ کے بعد مختلف ممالک کی طرف سے تعمیر کئے جانے والے ان گیسٹ ہاؤسز کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔یہاں سے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی کوٹھی النصرت'' میں اندر تشریف لے گئے۔جس میں آج کل رہائش پذیر بوڑھے سکھ میاں بیوی سے ملاقات کی۔بعدازاں آپ واپس احمدیہ چوک سے ہوتے ہوئے آٹھ بجے دارالمسیح تشریف لے آئے۔دفتری امور کی انجام دہی کے بعد ڈیڑھ بجے نماز ظہر وعصر آپ نے مسجد اقصیٰ میں پڑھائیں۔دوپہر کے بعد آپ دفتر میں تشریف لائے۔دفتری امور کے علاوہ دفتری و دیگر ضروری ملاقاتوں نیز ڈاک کے کام کے بعد چار بجے آپ استقبالیہ اجلاس میں شمولیت کے لئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔

استقبالیہ اجلاس

تین بجے سہ پہر مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اعزاز میں ایک مختصر سا استقبالیہ اجلاس منعقد ہوا۔اس اجلاس میں جماعت ہائے احمدیہ بھارت وقادیان کی طرف سے آپ کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا گیا۔اس تقریب میں مکرم مولوی سلطان احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ کلکتہ نے تلاوت کی اور مکرم ناصر علی عثمان صاحب نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی نظم جو

حضرت مصلح موعودؓ کی انگلستان سے واپسی پر لکھی تھی، وجد آفریں انداز میں پڑھی۔ جس کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت ہائے احمدیہ قادیان نے حضورؒ کی خدمت میں حسب ذیل سپاسنامہ پیش کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

سپاسنامہ

بحضور سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

منجانب درویشانِ قادیان و ہرسہ مرکزی انجمنیں و ذیلی تنظیمیں واحباب

جماعت ہائے احمدیہ بھارت برموقع قدوم میمنت لزوم درقادیان دارالامان

مؤرخہ ۲۱ / فتح / دسمبر ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء

الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ کہ 44 سال کی طویل فرقت کے بعد معظم امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے قدوم میمنت لزوم سے قادیان اور سرزمین ہند مشرف ہوئے۔ اے ہمارے رحیم وکریم خدا! جن کے دیدار کے لئے آنکھیں ترستی رہیں، انکی دید سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کے جو سامان تو نے اپنے فضل وکرم سے فرمائے تیرے اس احسان اور اپنی خوش نصیبی پر ہم تیرے حضور سربسجود ہیں۔

اے ہمارے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے مشرق ومغرب میں کئی ملکوں کے للّٰہی سفر اختیار فرمائے لیکن اس تاریخی سفر کے موقع پر جو تقسیم ملک کے بعد آزاد ہندوستان میں خدا

کے خلیفہ کا پہلا مبارک سفر ہے۔ہم دل کی گہرائیوں سے حضور کی خدمت میں اھلاً و سھلاً و مرحبا کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ حضور کے اس سفر کو جماعتِ احمدیہ نیز ہندوستان کے لئے بے شمار خیر و برکت کا موجب بنائے اور تا اختتام سفر ہر گام پر فرشتوں کا نزول رہے اور ہر آن اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حضور کے شامل حال رہے۔

اے آمدنت کہ باعث آبادیٔ ما

اے ہمارے محبوب آقا اور اے قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ رابع !۱۰رجون ۱۹۸۲ء کو اللہ تعالیٰ نے حضور کو مسند خلافت پر متمکن فرمایا اور آج حضور کی مؤیّد من اللہ قیادت پر صرف ۹ سال کا عرصہ گزرا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور اسکی نصرتوں کی لہر در لہر موجوں پر سے گزرتے ہوئے جماعت احمدیہ نے دہاکوں کا سفر طے کرلیا ہے۔

اے خلیفۂ برحق !اللہ تعالیٰ نے حضور کے دور خلافت کو بعض ممتاز خصوصیات سے نوازا ہے۔

پہلی خصوصیت یہ عطا ہوئی کہ حضور کے عہد خلافت کے اس نوسالہ عرصہ میں ۱۹۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت پر سوسال پورے ہوئے ۔۱۹۸۶ء میں پیشگوئی مصلح موعود پر سوسال پورے ہوئے ۔۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ کے قیام پر سوسال پورے ہوئے اور ساری دنیا میں عظیم الشان صد سالہ جشن تشکر منایا گیا۔۱۹۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیح موعود پر سوسال پورے ہوئے۔ نیز اسی سال ہجری سن کے لحاظ سے سورج چاند گرہن کے عظیم الشان نشان پر سوسال پورے ہوئے اور اب جلسہ سالانہ کے قیام پر سوسال پورے ہونے پر جماعت احمدیہ اپنے محبوب امام کی قیادت میں دائمی مرکزِ سلسلہ قادیان میں سوسالہ جلسہ سالانہ کا انعقاد کرنے کی توفیق پارہی ہے ۔جس میں حضور کی خاص شفقت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابی اور ایک صحابیہ بھی رونق افروز ہیں فالحمدللّٰہ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

☆ دوسری خصوصیت یہ عطا ہوئی کہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظلِّ کامل اور روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق دنیا بھر کے معاندین اور مکفرین کو دعوت مباہلہ دی اسکے نتیجہ میں دنیا نے ایک بار پھر حضرت مسیح

موعودعلیہ السلام کے الہام اِنّی مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَا نَتَکَ کو کمال شان سے پورا ہوتے دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے سرکش دشمنوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا اور ہمارے پیارے امام ہمام کے اس قول کو بپایۂ قبولیت جگہ دی کہ

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغِ دعا آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

اسکے ساتھ جماعتِ احمدیہ کو ایسی نصرتوں سے نوازا جسکے شیریں ثمرات سے انشاءاللہ پوری صدی کے احمدی فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

☆حضور کے دورِ خلافت کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ جب دشمن نے یہ یقین کرلیا کہ وہ منہ کی پھونکوں سے چراغِ احمدیت کو بجھانے میں مسلسل ناکامیوں اور حسرتوں سے دوچار چلے آئے ہیں تو انتہائی سفلہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کا آرڈی نینس جاری کر دیا۔ہاں اسی ظالمانہ کارروائی کا نتیجہ اس رنگ میں ظاہر ہوا کہ حضور کو ملک سے ہجرت کرنی پڑی۔لیکن یہ ہجرت مشیتِ ایزدی سے کئی شیریں ثمرات پر منتج ہوئی۔اندرون ملک اگرچہ احمدیوں پر شدید ظلم وستم روا رکھے گئے۔شمعِ احمدیت کے پروانوں نے ان مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دو درجن سے زائد فدایوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا،سینکڑوں فرزندان احمدیت جیلوں میں کوہِ عزیمت بنے رہے،سینکڑوں احمدی مقدّمات کی سختیاں خوشی خوشی جھیلتے آرہے ہیں اور بیرونی دنیا میں تبلیغ واشاعت اور جماعتوں کی تربیت کی سمت حیرت انگیز کارنامے ظہور پذیر ہوئے۔خاص طور پر خدمتِ قرآن کی توفیق عطا ہوئی۔چنانچہ اب تک چھیالیس زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ منتخب آیات منتخب احادیث اور منتخب ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اشاعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب،ملفوظات،مکتوبات اور تفسیر کی جلدوں پر مشتمل روحانی خزائن کی اشاعت وغیرہ اسکے علاوہ ہے۔لندن،جرمنی اور کینیڈا میں جماعت کے بڑے بڑے کمپلکس قائم ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔آسٹریلیا کے پانچویں برّ اعظم میں جدید پریس کا قیام،وقفِ نو کی آسمانی تحریک،حضور کے خطبات کو سٹیلائٹ کے انتظام کے ذریعہ براہِ راست ہزاروں میل دور دیگر ممالک میں سنائے جانے کا پروگرام یہ سب ہجرت کی برکتوں کے طور پر ظاہر ہوئے۔پھر اسی ہجرت کے بعد

حضور کے دوروں اور ذاتی توجہ کے نتیجہ میں یورپ امریکہ، افریقہ، مشرق وسطیٰ اور خود ہندوستان میں جماعت کی تبلیغ واشاعت، تربیت اور مالی قربانیوں کا رجحان اس قدر بڑھ گیا کہ بعض ممالک میں ترقی کا گراف ہجرت سے قبل کے سالوں کی نسبت سو گنا سے بھی اوپر نکل چکا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

☆ چوتھی خصوصیت حضور انور کے مبارک دورِ خلافت کو یہ عطا ہوئی کہ نائیجیریا کے تین بادشاہوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اور متعدد ممالک کے وزراء ممبران پارلیمنٹ اور سرکردہ اہم شخصیتیں جماعت کے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے لگیں اور جماعت کو خراج تحسین پیش کیا۔

☆ پانچویں خصوصیت حضور کے دورِ درخشندہ کو یہ عطا ہوئی کہ دیوارِ برلن کے گرنے اور روسی کمیونزم کے زوال کے بارے میں آسمانی پیشگوئیاں ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہوئیں۔ یہ عجیب نصرت الٰہی ہے کہ اب نئے میدانوں میں داخل ہونے بلکہ ان راستوں کے کھلنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے برحق خلیفہ کی راہنمائی فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں روسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور دیگر اسلامی لٹریچر کے ترجمہ کی اشاعت کی توفیق ملی اور خلیفۂ رابع کی اس خدمت کی قبولیت کا اللہ تعالیٰ نے یہ نشان دکھایا کہ جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس سال جلسہ سالانہ لندن پر ۲۰ افراد پر مشتمل روسی وفد نے شرکت کی اور ۲ معزز ممبران نے حضور کی خدمت میں اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے روسی لباس کوٹ اور ٹوپی پہنائی اور اپنے ممالک میں آنے کی دعوت دی۔

پس اے ہمارے دل وجان سے پیارے آقا! حضور کی بابرکت موجودگی میں ہم اللہ تعالیٰ کے ان افضال کی یادداشت تازہ کرتے ہیں اور اسکے نتیجہ میں جو شکر کا حق ہے اسکے ادا کرنے کی توفیق پانے اور جذبۂ اطاعت، قوّتِ عمل اور وفا کے ساتھ تادمِ واپسیں خلافت کے دامن سے وابستہ و پیوستہ رہنے کے لئے حضور اقدس کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام ہمام کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر سے نوازے، ہمیشہ روح القدس کی تائید حضور کے شامل حال رہے اور ہماری طرف سے ہمیشہ حضور کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور حضور کے اس نزول در قادیان کو فتح مبین کا پیش خیمہ بنادے اور جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو اپنے فضل سے اس قابل بنادے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں خلافت کی دائمی واپسی کے جلد سامان فرمادے

آمین ثم آمین۔

آخر میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی الفاظ میں یہی عرض کرتے ہیں کہ ''خوش آمدی۔نیک آمدی'' (تم خوش آئے ہو اور اچھے آئے ہو) (تذکرہ صفحہ:۵۹۱)

والسلام

ہم ہیں حضور کے ادنیٰ غلام

اس کے بعد حضورؒ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''جب میں نے آغاز سال ہی میں یہ نیت باندھی کہ اگر خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اس سال جلسہ میں ضرور شرکت کرونگا۔قادیان کی طرف سے بار بار درخواستیں آجاتی تھیں کہ اُن کی طرف سے دیئے جانے والے ایک سپاسنامہ کے پڑھنے کی اجازت دی جائے لیکن میں ہمیشہ گہری معذرت کے ساتھ رد کرتا رہا۔لیکن اب اس خیال سے کہ دل شکنی نہ ہو تو یہ اجازت دی کہ اگر سپاسنامہ پیش کرنا ہی ہو تو سارے ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے ہوتا کہ میں عمومی رنگ میں مخاطب کرسکوں تردّد دراصل اپنی طبیعت کی گھبراہٹ کی وجہ سے کرتا رہا تھا۔ یہاں جتنا وقت سپاسنامہ پیش ہوتا رہا میں بہت گھٹن اور تنگی محسوس کرتا رہا ہوں ۔اگرچہ جماعت احمدیہ میں سچائی بڑے گہرے طور پر پائی جاتی ہے لیکن سپاسناموں کا رواج ایسا ہے کہ کسی نہ کسی رنگ میں تکلف بڑھتا جاتا ہے ۔یہی وجہ تھی کہ مجھے تردّد رہا۔

سورۃ فاتحہ کی الحمد کے مضمون پر آپ جتنا غور کریں گے آپ کی ذات مٹتی چلی جائے گی ۔اس میں اتنی وسعت ہے کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ سمندر ختم ہو سکتے ہیں،انمول موتی اور دیگر خزینے ختم ہو سکتے ہیں،لیکن کلام الٰہی کی وسعت کبھی ختم نہیں ہوتی۔اس مضمون پر غور کرتے ہوئے اپنے نفس کا محاسبہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس نفس میں بہت سارے بت چھپے ہوئے ہیں۔ان تمام بتوں کے مٹنے کے ساتھ اللہ کی حمد کے نئے مضامین اور نئے جلوے نظر آتے ہیں۔جب حمد و ثنا بندے کے لئے کی جائے تو اس سفر میں روڑے اٹکے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آج یہاں جو سپاسنامہ پڑھ کر سنایا گیا تھا اُس کا جواب دینے سے بھی میں نے معذرت کی

تھی اس میں بھی کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔اب میں جو کھڑا ہوا ہوں جوابی تقریر کے لئے نہیں صرف وضاحت کے لئے کہ کیوں یہ طرز عمل میں نے اختیار کیا۔ہم میں سے ہر شخص زندگی کے ہر پہلو میں مسافر ہے۔آخری سفراللہ کی راہ میں سفر ہے۔اس راستے میں بہت سارے رہزن ہیں۔اسی لئے خداتعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا کہ نفس کی تمام شرارتوں سے اوراپنے اعمال کی تمام برائیوں سے ہم خداتعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔اس سے بڑی پناہ کوئی اور نہیں ہوسکتی۔نفس کی انانیت بہت بڑا دشمن ہے۔اس دشمن سے پناہ مانگے بغیر یہ سفر کامیاب نہیں ہوسکتا۔اس سفر میں سب سے زیادہ روکیں اُس کے اپنے نفس کی طرف سے عائد ہوتی ہیں۔سپاسنامہ وہی ہے جسے خدا کے حضور پیش کیا جائے۔سب تعریفیں صرف اورصرف خداتعالیٰ کے لئے ہونی چاہئیں صرف وہی تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔میں امید رکھتا ہوں کہ یہ پیغام آپ کے دل میں جاگزیں ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے خدا کی جانب کے سفر کو آسان کردے۔آمین‘‘

اس کے بعد حضور انورؒ نے لمبی دعا کرائی بعدازاں نماز مغرب وعشاء کے لئے اذان کہی گئی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد مجلس عرفان کا انعقاد ہوا۔یہ مجلس علم وعرفان ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

۲۲؍دسمبر۱۹۹۱ء بروز اتوار۔قادیان

حضور نے نماز فجر چھ بج کر بیس منٹ پر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔بعد ادائیگی نماز فجر سات بجے کے قریب حضور پُرنور حسب معمول بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر اور دیگر قبروں پر دعا کرنے کے بعد واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔

نو بجے آپ دفتر تشریف لائے اور دفتری امور انجام دینے کے بعد دس بجے کارکنان جلسہ سالانہ کے معائنہ اور مصافحہ کیلئے دارالمسیح میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لائے۔سب سے پہلے آپ

نے دارالمسیح کے صحن میں دو رویہ قطاروں میں کھڑے ناظمین و منتظمین وغیرہ کو مصافحہ کا شرف بخشا حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ، صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، چوہدری حمید اللہ صاحب، صاحبزادہ مرزا غلام احمد، صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب اور منظور احمد صاحب گجراتی افسر جلسہ سالانہ قادیان آپ کے ہمراہ تھے۔

اس کے بعد حضورؒ دارالمسیح کے گیٹ سے باہر تشریف لائے تو سڑک کے دونوں اطراف میں کارکنان قطاروں میں کھڑے تھے۔ آپ انہیں شرف مصافحہ بخشنے کے بعد مدرسہ احمدیہ کی عمارت میں مقیم مستورات میں تشریف لے گئے۔ اسکے بعد پیدل چلتے ہوئے دارالضیافت میں گئے اور روٹی پکانے والے پلانٹ کا معائنہ فرمایا۔ دارالضیافت کے باہر شعبہ رجسٹریشن جلسہ سالانہ اور حلقہ بہشتی مقبرہ میں ڈیوٹی دینے والے کارکنان قطاروں میں کھڑے تھے۔ آپ نے اُن کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ یہاں سے واپسی پر راستے میں آپ نے ایک عمر رسیدہ سکھ کو پہچان کران سے حال احوال دریافت فرمایا اوران کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس پر خدام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اوراسلام زندہ باد اوراحمدیت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ان نعروں کے جواب میں اس عمر رسیدہ سکھ نے بلند آواز میں دیگر احباب کے ساتھ ملکر جواب دیا۔ یہاں سے حضورؒ پریس اور لنگر خانہ کے معائنہ کیلئے تشریف لے گئے۔ راستہ میں شعبہ بجلی میں ڈیوٹی دینے والے کارکنان سے بھی آپ نے مصافحہ فرمایا۔ جلسہ سالانہ کے دفاتر کے معاونین سے ملاقات کے بعد آپ حضرت مصلح موعودؓ کی کوٹھی ''دارالحمد'' میں گئے۔ یہ کوٹھی اب ایک سکھ دوست کی ملکیت میں ہے۔ جوانہوں نے اس تاریخی جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے قیام کیلئے جماعت کو پیش کی ہوئی تھی۔ اس کوٹھی کے ساتھ ہی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی کوٹھی ہے جو اب سرکاری بجلی گھر میں تبدیل کر دی گئی ہے۔ یہاں سے حضور انور محلّہ دارالانوار میں جرمنی، یوکے، کینیڈا اور امریکہ کی طرف سے نئے تعمیر شدہ گیسٹ ہاؤسز میں تشریف لے گئے۔ پھر حضرت ڈپٹی محمد شریف صاحبؓ کی کوٹھی سے ہوتے ہوئے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی کوٹھی ''دارالسلام'' میں گئے اور وہاں سے خالصہ ہائیر سیکنڈری سکول میں تشریف لے گئے۔ جو پہلے تحریک جدید کا بورڈنگ ہاؤس ہوا کرتا تھا اور آجکل سکول کی انتظامیہ نے جلسہ کے مہمانوں کے

ٹھہرانے کے لئے جماعت کوپیش کیا تھا۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء

بعد ازاں حضور اقدسؒ مسجد نور میں تشریف لے گئے جوتعلیم الاسلام کالج (حال سکھ نیشنل کالج) میں واقع ہے ۔ جہاں پہلے تعلیم الاسلام سکول ہوتا تھا یہ بھی مہمانوں کے قیام کے لئے رضا کارانہ طور پر لیا گیا تھا اور یہاں بورڈنگ کے گیٹ پر شرما صاحب ہیڈ ماسٹر سکول نے حضور کا استقبال کیا۔ یہاں پاکستان کی مختلف جماعتوں کے افراد ٹھہرے ہوئے تھے اور بورڈنگ کے برآمدہ میں حضور کے انتظار میں کھڑے تھے۔حضور نے جب پاکستان کے افراد سے مصافحہ کیا۔بعض احباب جذبات سے بے قابو ہو رہے تھے ۔حضور نے ان کو سنبھلنے کا اشارہ کیا۔سوا ایک بجے آپ معائنہ ختم کرنے کے بعد واپس دارالمسیح تشریف لائے اورآپ نے ڈیڑھ بجے نماز ظہر وعصر مسجد اقصیٰ میں پڑھائیں۔

کارکنانِ جلسہ سے خطاب

پچھلے پہر چار بجے حضور انورؒ نے مسجد اقصیٰ میں منتظمین جلسہ سالانہ سے خطاب فرمایا۔مکرم قاری نواب احمد صاحب کی تلاوتِ قرآن مجید کے بعد آپ نے فرمایا کہ

’’ایسی تقریبات میں سالہا سال سے مجھے شرکت کی توفیق ملتی رہی ہے۔قادیان میں بھی ، ربوہ میں بھی اور خلافت کے بعد بھی توفیق ملتی رہی ہے۔ لیکن اس وقت میرے دل میں مختلف خیالات اور جذبات کا طوفان موجزن ہے۔ان جذبات پر میں بے قابو ہو رہا ہوں۔‘‘

حضور انورؒ پر رقّت طاری تھی۔آپ نے فرمایا

’’یہ صدسالہ جلسہ، عام جلسوں کی طرح نہیں لیکن یہ اپنی نوعیت کا ایک ہی جلسہ ہے۔سوسالہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہے گی لیکن یہ پہلا جلسہ بہرحال پہلا جلسہ ہے۔ ہم آپ سب بہت خوش قسمت ہیں کہ اس تاریخی جلسہ میں جوصرف سوسال میں ہی ایک دفعہ دوہرایا جاتا ہے،شرکت کی توفیق ملی ہے۔‘‘

حضور انورؒ نے نظم وضبط کو قائم کرنے اوراعلیٰ اخلاق کے مظہر بن کر خدمت بجالانے کی

تلقین فرمائی اور فرمایا:۔

''یہ اخلاق آئندہ تاریخ کی بنا ڈالنے والے ہیں۔آپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہیں۔اس کے ساتھ صاحبِ کوثر کے غلام بھی ہیں۔پس خدا تعالیٰ کے عاجز مزدور ہونے کی حیثیت سے اس خدمت میں شرکت کریں۔ مقبول دعاؤں کا عجز کے ساتھ گہرا ربط ہے۔عجز ایک لاشئی کا نام ہے۔جس انسان پر خدا کی عظمت کا جلوہ ظاہر ہو اُس کے اندر حقیقی معنوں میں عجز پیدا ہوتا ہے۔اس عجز کے نتیجہ میں دعاؤں کا اعجاز ظاہر ہوتا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا سکھائی تھی کہ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (القصص:۵۲) اس دعا میں صرف اپنے نفس کے لئے خیرو برکت مانگی گئی تھی لیکن حضرت رسول کریم ﷺ نے ہمیں جو دعا سکھائی تھی وہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحہ:۵) کی تھی۔اس میں تمام بنی نوع انسان جو مؤحدّ ہیں ان کو شامل کر لیا تھا۔''

آخر میں حضور انور نے فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے اس جلسہ میں بہت برکتیں مخفی رکھی ہیں اس لئے بہت عجز کے ساتھ دعاؤں کی ضرورت ہے۔''

اس کے ساتھ ہی حضور انورؒ نے دعا کرائی،تمام کارکنانِ جلسہ سے مصافحہ فرمایا اور دفتر میں تشریف لے آئے جہاں دفتری اور متفرق انفرادی ملاقاتیں کیں۔بعد ازاں آپ مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت ہائے ضلع شیخوپورہ کی عیادت کیلئے دارالضیافت میں تشریف لے گئے۔اُن کی طبیعت ایک دو روز سے علیل تھی۔اسی طرح مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ صدر قضا بورڈ ربوہ کی والدہ محترمہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں،آپ نے اُن کی بھی عیادت فرمائی۔

نماز مغرب وعشاء حضور انورؒ کی اقتداء میں مسجد اقصیٰ میں ادا کی گئیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد آپ مسجد میں ہی تشریف فرما ہوئے اور مجلسِ عرفان کا انعقاد ہوا۔اس سے قبل آپ نے مکرم محمد

موسیٰ صاحب درویش کے بیٹے محمد شکیل صاحب کی تقریبِ شادی میں ازرہِ شفقت دعا کرائی۔
حضور کی صحت فلو کی وجہ سے آج متأثر رہی۔

۲۳؍دسمبر۱۹۹۱ء بروز سوموار۔قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نماز فجر چھ بج کر بیس منٹ پر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ بہشتی مقبرہ میں تشریف لے گئے۔قطعہ خاص میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر اور دیگر قبروں پر دعا کرنے کے بعد قادیان کے مختلف حصوں کی سیر کیلئے پیدل تشریف لے گئے۔

آپ نے مین سڑک پر سے ہوتے ہوئے ریتی چھلہ کا معائنہ کیا۔یہاں سے بازار کی طرف جاتے ہوئے حضرت میر محمد اسمٰعیلؓ کی کوٹھی کے بارہ میں دریافت کیا۔ان کی کوٹھی کے عقب میں نور ہسپتال والی گلی میں گئے۔وہاں پر کھڑے ہوکر اپنی صاحبزادیوں کو بتایا کہ اس کوٹھی میں جامن کے بہت درخت ہوتے تھے اور یہاں پر ہم جامن کھایا کرتے تھے۔نور ہسپتال کے پاس بارش کے پانی اور کیچڑ کی وجہ سے راستہ خراب تھا۔حضورؒ وہاں سے جونہی واپس مڑے تو لابھ سنگھ فخر صاحب (قادیان کے مشہور سیاستدان) کے پوتے سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے حضورؒ سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔یہاں سے ٹی آئی ہائی سکول کو جانے والی سڑک پر سے ہوتے ہوئے خالصہ کالج گئے اور پھر کوٹھی دارالسلام کے اندر تشریف لے گئے اور اس کمرے میں گئے جس میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات ہوئی تھی۔واپسی پر نور ہسپتال کے دروازے پر رک کر اپنی صاحبزادیوں کو نور ہسپتال کے متعلق بتاتے رہے۔اسکے بعد ریتی چھلّہ سے ہوتے ہوئے سبزی منڈی میں ڈاک خانے کے قریب چند لمحے ٹھہرنے کے بعد چھوٹی گلی سے احمدیہ چوک کی طرف سے واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔
حضورؒ دس بجے دفتر میں تشریف لائے اور دفتری امور کے سلسلہ میں نصیر احمد قمر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری،خاکسار ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر اور چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کو بلا کر

ہدایات دیں۔

آج حضورانور سے اخبار ہندسماچار کا نمائندہ ملنے کیلئے آیا اور اپنے پاس رکھنے کے لئے آپ کی فوٹو بھی لیکر گیا۔ڈیڑھ بجے نماز ظہر وعصر حضور کی اقتداء میں مسجد اقصیٰ میں ادا کی گئیں۔فلو کی شکایت سے آپ کی طبیعت ناساز تھی جسکا اندازہ صرف آپ کے چہرے اور آواز پر اثر سے ہوتا تھا مگر کاموں کی رفتار اور تسلسل بفضلہٖ تعالیٰ حسب معمول تھا۔نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد آپ مسجد اقصیٰ میں رونق افروز ہوئے اور مجلسِ عرفان کا آغاز ہوا۔رات ساڑھے آٹھ بجے سے دس بجے تک حضور نے سرگودہا اور راولپنڈی ڈویژن کے علاقوں سے آئے ہوئے مہمانوں سے ملاقات فرمائی۔

آج مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے بھی اپنی فیملی کے ساتھ شرف ملاقات حاصل کیا۔حضورانور نے اُن کی بیٹی عزیزہ رضوانہ حمید کی شادی کی دعا بھی وہیں دفتر میں ہی کرائی۔عزیزہ رضوانہ حمید کی شادی مکرم نثار یوسف صاحب ابن مکرم کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سکینڈے نیویا سے طے ہوئی تھی۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی دہلی سے قادیان آمد

حضرت بیگم صاحبہ کی بیماری کے پیش نظر دہلی کے مشہور ہسپتال (سرگنگارام ہسپتال) کے ماہر امراض شکم وجگر (Gastro Entrologist) کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔انہوں نے حضرت بیگم صاحبہ کی صحت کو قادیان کے سفر کے لئے تسلی بخش قرار نہیں دیا تھا۔لہٰذا آپ کو دہلی میں ہی ٹھہرنا پڑا۔حضورؒ نے مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب ابن مکرم مولوی محمد ایوب بٹ صاحب درویش قادیان کو حضرت بیگم صاحبہ کی دیکھ بھال کے لئے مقرر فرمایا۔سپیشلسٹ نے تین روز کے بعد حضرت بیگم صاحبہ کی صحت کو سفر کرنے کے قابل قرار دیا تو مورخہ ۲۳ر دسمبر کو صبح ساڑھے سات بجے دعا کے بعد آپ ایک مختصر قافلہ کے ہمراہ سوئے قادیان روانہ ہوئیں۔چونکہ ٹرین اور ہوائی جہازوں میں ۲۵ر دسمبر تک سیٹیں مہیّا نہ ہوسکیں اسلئے مجبوراً دہلی سے قادیان کا طویل سفر بذریعہ کار طے کیا گیا۔حضرت بیگم صاحبہ کے ساتھ اس قافلہ میں حسب ذیل افراد تھے:۔

ا۔محترم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب ۲۔محترمہ صاحبزادی شوکت جہاں صاحبہ

۳۔صاحبزادہ مرزا احسن رضا احمد صاحب ۴۔صاحبزادہ مرزا بلال احمد صاحب ۵۔ملیحہ صباحت صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا سفیر احمد ۶۔محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ مع بچگان بنت مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ۷۔محترم سیّد فضل احمد صاحب سابق ڈائریکٹر جنرل پولیس بہار ۸۔محترمہ صوفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ سیّد فضل احمد صاحب ۹۔محترم سیّد منصور احمد صاحب ۱۰۔محترم ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب۔

ایک مرسڈیز کار اور ایک فورڈ وین پر مشتمل یہ قافلہ دہلی سے نکل کر سرہند اور لدھیانہ سے ہوتا ہوا جب جالندھر کے قریب پہنچا تو شام کے سائے گہرے ہونے لگے۔اس سفر کی روائیداد بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب تحریر کرتے ہیں:

''پنجاب کے حالات کے پیش نظر رات کو سفر جاری رکھنا مناسب نہ تھا۔لہٰذا دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اسباب کے حصول کے لئے دلوں میں تڑپ پیدا ہوئی۔جالندھر چھاؤنی کے قریب جیسے ہی بارڈر سیکیورٹی فورس BSF کا گیسٹ ہاؤس آیا، محترم سیّد فضل احمد صاحب نے قافلہ کو رکنے کا اشارہ کیا۔اس وقت شام کے ساڑھے سات بج رہے تھے۔محترم سید فضل احمد صاحب نے BSF کے جوان کو جو ڈیوٹی پر تعینات تھے، اپنا تعارف کرایا اور وہاں کے DSP سے ٹیلیفون پر بات کرکے قافلہ کو گیسٹ ہاؤس میں قیام کرنے کی اجازت طلب کی۔اسی اثناء میں دہلی مشن ہاؤس ٹیلیفون کرنے کے لئے کہا گیا۔کیونکہ جالندھر سے قادیان بہت کوشش کے باوجود ٹیلیفون پر رابطہ قائم نہیں ہو رہا تھا۔قادیان میں حضور انور کو صورتحال سے آگاہ کرکے جالندھر رات گزارنے کی اجازت طلب کرنی تھی۔تھوڑی دیر کے بعد دہلی اور قادیان میں رابطہ قائم ہو گیا اور قادیان میں اطلاع کر دی گئی جس کے بعد قادیان سے جالندھر میں BSF کے گیسٹ ہاؤس میں رابطہ ہوا اور حضور انور کو تفصیلاً سفر کے حالات اور حضرت بیگم صاحبہ کی صحت کے بارہ میں رپورٹ دیدی گئی۔چونکہ حضرت بیگم صاحبہ کار کے لمبے سفر کی وجہ سے کافی تھکاوٹ محسوس کر رہی تھیں اسلئے حضورؒ نے رات جالندھر ہی میں قیام کرنے کا ارشاد فرمایا۔

جالندھر گیسٹ ہاؤس میں محترم فضل احمد صاحب کا خاص اثر و رسوخ تھا لیکن اس سے بڑھ

کر ہم نے اپنی دعاؤں کو غیر معمولی طور پر مقبول ہوتے دیکھا کہ گیسٹ ہاؤس میں تمام کے تمام کمرے جن کی تعداد پانچ تھی اس روز خالی تھے جو کہ محض ایک اتفاق تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص انتظام کے طور پر تھا ۔ان پانچ کمروں میں اس قافلہ کے سارے افراد نے بڑے آرام سے رات گزاری۔گیسٹ ہاؤس کے عملہ نے نہایت ادب اوراحترام اورخلوص ومحبت سے مہمان نوازی کی ۔رات کا کھانا اور صبح کا ناشتہ تیار کر کے دیا اور دیگر ضروریات فراہم کیں ۔فجزاھم اللہ

اگلے روز ۲۴ر دسمبر کو صبح ناشتہ کے بعد سفر کو بعد دعا جاری رکھا گیا۔سردی کی زیادتی اور دھند کی وجہ سے آج کا سفر تقریباً صبح ساڑھے ۹ بجے شروع ہوسکا...بالآخر تقریباً ساڑھے بارہ بجے دوپہر یہ قافلہ پرنم آنکھوں سے عشقِ مسیح محمدی سے لبریز دل لئے ہوئے اور شکرِ الٰہی میں سجدہ ریز روح کے ساتھ نعرہ ہائے تکبیر کی گونجوں کے استقبال میں قادیان دارالامان میں دارالمسیح میں داخل ہوا۔فالحمدللہ ثم الحمد للہ علیٰ ذلک ۔

۲۴ر دسمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل۔قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے نماز فجر چھ بج کر بیس منٹ پر پڑھائی جس کے بعد آپ بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے جہاں پر آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار اور قطعہ خاص میں دیگر قبروں پر دعا کی ۔اسکے بعد قطعہ خاص سے باہر دائیں جانب قبروں کی تختیوں کو دیکھتے ہوئے زیرلب دعائیں کرتے ہوئے گزرے ۔اس کے بعد بہشتی مقبرہ سے واپسی پر ناصر آباد میں سے گزرتے ہوئے مختلف درویشوں کے گھروں کے باہر کھڑے مردوزن جو دیدارِ محبوب کے لئے اس کی راہ گزر پر نظریں بچھائے ہوئے تھے،انہیں ملتے ہوئے اوران سے استفسار کرتے ہوئے کہ یہ کن کن کے گھر ہیں؟ آپ جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے ۔وہاں سے احمدیہ چوک سے ہوتے ہوئے واپس دارالمسیح تشریف لائے اور منارۃ المسیح کے اوپر تشریف لے گئے ۔آپ کے ہمراہ آپ کی صاحبزادیاں،صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب نیز صاحبزادہ مرزا شمیم احمد صاحب

کی ایک صاحبزادی سمیرا احمد صاحبہ بھی تھیں۔

ساڑھے نو بجے سے سوا گیارہ بجے تک حضور نے صوبہ سندھ سے آئے ہوئے افراد جماعت سے ملاقات کی۔مستورات نے مسجد مبارک میں اور مردوں نے مسجد اقصیٰ میں ملاقات کا شرف حاصل کیا ظہر وعصر کی نمازیں حضور کی اقتداء میں ایک بج کر تیس منٹ پر مسجد اقصیٰ میں ادا کی گئیں۔

آج شام پونے پانچ بجے سے چھ بجے تک صوبہ سندھ و پنجاب پاکستان سے آئے ہوئے افراد جماعت کو آپ نے شرف ملاقات بخشا۔اسی طرح ساڑھے آٹھ بجے تا سوا دس بجے شب صوبہ پنجاب انڈیا، ہریانہ اور ہماچل پردیش کے احباب نے حضور اقدسؒ سے ملاقات کا شرف پایا۔ مستورات کے لئے مسجد مبارک میں اور مردوں کیلئے مسجد اقصیٰ میں ملاقات کا انتظام تھا۔بعد ادائیگی نماز مغرب وعشاء حضور مسجد اقصیٰ میں رونق افروز ہوئے اور مجلس عرفان منعقد ہوئی جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔آج بھی آپ کو بدستور فلو کی شکایت رہی۔

۲۵ردسمبر ۱۹۹۱ء بروز بدھ۔قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نماز فجر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی ۔ سات بجے آپ دارالمسیح سے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے اور حسب معمول سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کی ۔اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی قبر اور دیگر قبروں پر دعا کی۔حضورؒ کی ایک صاحبزادی ،مکرم مرزا شمیم احمد صاحب مرحوم کی دو صاحبزادیاں اور صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔

بہشتی مقبرہ سے حضور واپس تشریف لائے تو راستے میں شوقِ دیدار سے سرشار کثیر تعداد میں احباب آپ کا انتظار کر رہے تھے۔آپ نے انہیں السلام علیکم کہا اور ناصر آباد سے جلسہ گاہ کو جانے والی گلی میں داخل ہوئے۔گلی میں بائیں جانب گھروں کے مکین ،دروازوں میں کھڑے آپ کی آمد کے منتظر تھے۔آپ رک کر ان سے ملتے اور دریافت فرماتے تھے کہ یہ کس کا گھر ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔اسکے

بعد آپ جلسہ گاہ میں سے گزر کر، جلسہ گاہ کو آنے والی گلی میں سے ہوتے ہوئے نئے تعمیر ہونے والے گیسٹ ہاؤس کی طرف تشریف لے گئے۔

گیسٹ ہاؤس کے باہر بعض افراد نے آپ سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ یہاں سے حضرت ڈپٹی شریف احمد صاحب کی کوٹھی کی جانب گئے جہاں پر اِن دنوں جلسہ سالانہ کے مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ نے مہمانوں کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ کس جماعت کے کتنے مہمان وہاں ٹھہرے ہیں؟ یہاں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ کی کوٹھی ''النصرت'' میں بھی گئے۔ پھر دارالمسیح کی طرف واپس تشریف لاتے ہوئے آپ نے راستہ میں کھڑے ہوئے امریکہ سے آئے ہوئے دو افراد کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

مختلف سکھ گھرانے روزانہ صبح سویرے اپنے بچوں سمیت گھروں کے سامنے انتظار کرتے تھے کہ کب حضورؒ یہاں سے گزریں اور کب وہ آپ کا دیدار کرسکیں اور سلام کریں۔ چنانچہ ایک سکھ گھرانہ جس کا ایک چھوٹا بچہ پرم ویرسنگھ جو پہلے بھی حضور اقدس کی شفقت و پیار حاصل کر چکا تھا۔ اُس کی خواہش پر وہ آج بھی اسے لیکر آگے بڑھے اور آپ کی خدمت میں مصافحہ کیلئے حاضر ہوئے اور اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ آپ نے کمال شفقت کے ساتھ اس بچہ کو پیار کیا۔ جس پر بچہ کے والدین کی خوشی کا اظہار قابل دید تھا۔ وہ اس خوش بختی پر پھولے نہ سماتے تھے۔ حضور اقدسؒ احمدیہ چوک سے ہوتے ہوئے ساڑھے سات بجے واپس دارالمسیح تشریف لائے اور اپنے مسکن یعنی اپنی والدہ حضرت اُمّ طاہر رضی اللہ عنہا کے مکان کی ڈیوڑھی میں سے ہوتے ہوئے اندر تشریف لے گئے۔ ساڑھے نو بجے سے لیکر پونے دو بجے تک آپ نے جموں وکشمیر، صوبہ سرحد، صوبہ سندھ، پنجاب پاکستان اور آزاد کشمیر کے احباب وخواتین سے حسبِ پروگرام مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں ملاقات فرمائی۔ ڈیڑھ بجے حضورؒ کی اقتداء میں نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ چار بجے شام سے لیکر پونے چھ بجے شام تک اڑیسہ، بہار، دہلی، یوپی، راجستھان، مہاراشٹر کے مَردوں اور راجستھان، مہاراشٹر، گجرات اور مدھیہ پردیش کی خواتین نے پیارے آقا سے ملاقات کا فیض پایا۔ چھ بجے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد حضورؒ مسجد اقصیٰ میں رونق افروز ہوئے اور مجلسِ عرفان منعقد ہوئی۔ رات ساڑھے آٹھ بجے تا

سوا دس بجے تک آندھراپردیش کرناٹک اور کیرالہ کی مستورات نے مسجد مبارک میں اور مالدیپ، انڈیمان، سری لنکا اور تامل ناڈو کے مردوں نے حضورؒ سے مسجد اقصیٰ میں اجتماعی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات ۔ قادیان

آج عظیم الشان اور تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کا پہلا دن ہے۔ نمازِ فجر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اقتداء میں صبح چھ بجکر بیس منٹ پر ادا کی گئی۔ سات بجے حضورؒ بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ اس موقع پر صاحبزادی فائزہ صاحبہ، صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب، صاحبزادی یاسمین رحمان مونا صاحبہ اور صاحبزادی عطیۃ المجیب صاحبہ اور سمیرا احمد بنت مرزا شمیم احمد صاحب مرحوم بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ آپ نے حسبِ معمول سب سے پہلے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر دعا کی۔ اسکے بعد احاطۂ خاص میں قبروں پر دعا کرنے کے بعد آپ باہر تشریف لے آئے اور بہشتی مقبرہ میں دیگر قبروں کے کتبات دیکھتے ہوئے زیرِ لب دعائیں کرتے رہے۔ حضور نے اپنے نانا حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کی قبر پر دعا کی اور اسکے بعد آپ دیگر مختلف قبروں کی تختیاں دیکھتے ہوئے احاطہ بہشتی مقبرہ سے باہر تشریف لائے۔ گیٹ کے باہر کثیر تعداد میں مرد و زن اپنے آقا کو ایک نظر دیکھنے کے منتظر تھے اور ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی محبت کے جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔ آپ نے ان سب کو السلام علیکم کہا اور ہاتھ ہلاتے ہوئے ناصر آباد کی گلی میں سے ہو کر جلسہ گاہ سے ہوتے ہوئے احمدیہ چوک کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک ہندو فیملی اپنے گھر کے دروازے کے باہر ہاتھ باندھے آپ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے کھڑی تھی۔ جونہی آپ قریب سے گزرے تو ان سب نے اپنے مروّجہ طریق پر ہاتھ باندھ کر آپ کو سلام کیا۔ آپ نے بچوں اور بچوں کے والد سے ہاتھ ملایا تو منظر قابلِ دید تھا۔ بچوں کی والدہ جو ساتھ ہی کھڑی تھی، حضور کی شفقت سے اس قدر مغلوب ہوئی کہ وفورِ جذبات سے اُس کی سسکیاں نکلنے لگیں۔ قادیان کے غیر مسلموں سے حضور کی محبت و شفقت کے

سلوک نے ان لوگوں کے دلوں میں بیحد عقیدت ومحبت کے جذبات پیدا کر دیئے تھے۔

ساڑھے سات بجے حضور انور واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔

تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء مختصر رپورٹ

تاریخی جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کا افتتاح فرمانے کی غرض سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مورخہ ۲۶؍دسمبر کو صبح دس بجکر پانچ منٹ پر اپنے خدام کے ہمراہ دارالمسیح میں اپنے دفتر سے نکل کر مسجد مبارک کے نیچے سے ہوتے ہوئے پیدل مہان خانہ والی سڑک پر آئے۔ مہمان خانہ کی چھت پر انڈونیشیا اور سنگاپور کی مستورات آپ کے دیدار کی منتظر تھیں۔ جونہی آپ اُس طرف آئے وہ چھت سے سلام ودعا دینے لگیں۔ اُن کے جواب میں حضور پرنور نے بھی دعا دی اور ہاتھ ہلا ہلا کر سلام کا جواب دیا وہاں سے گزرتے ہوئے آپ بہشتی مقبرہ والی سڑک کے پُل پر سے گزر کر جلسہ گاہ کی طرف جانے والی سڑک پر آئے اور جیسے ہی آپ جلسہ گاہ میں پہنچے فضا فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر، اللہ اکبر سے گونج اٹھی۔

یوں تو حضور انور کی چلنے کی عمومی رفتار خاصی تیز ہوتی تھی لیکن اس روز باوجود نزلہ وزکام اور بخار کے رفتار اس قدر تیز تھی کہ جیسے زمین آپ کے قدموں تلے لپٹتی چلی جارہی تھی۔ آپ کے قدموں کے ساتھ آپ کے ہمراہ چلنے والوں کے قدم بھی قدرتی طور پر کچھ اس طرح سرعت کے ساتھ اور مل کر اُٹھ رہے تھے کہ سینۂ زمین سے موسیقی کی سی آواز اٹھتی تھی۔

حضور انور جلسہ گاہ کے سٹیج پر تشریف لائے تو آپ نے پہلے حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ فرمایا۔ حضرت مولوی صاحب نے آپ کو پرفیوم کی شیشی دی جسے آپ نے کھول کر پہلے حضرت مولوی صاحب پر اور پھر اردگرد کھڑے دوستوں پر بھی چھڑکا۔ اس کے فوراً بعد ہی یعنی دس بجکر بیس منٹ پر لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب عمل میں آئی۔ حضور انورؒ کے ساتھ مکرم ناظر اعلیٰ صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ، مکرم وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید ربوہ، مکرم ناظر اعلیٰ صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان اور دیگر ملکوں کے امراء نیز علاقائی وصوبائی امراء صدران مجالس خدام الاحمدیہ وانصاراللہ، ناظم صاحب وقفِ جدید ربوہ وقادیان۔ ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان۔ وکیل اعلیٰ

قادیان وغیرہ تھے۔

لوائے احمدیت کے بلند ہوتے ہی فضا نعروں سے گونج اٹھی۔حضور اقدس نے لوائے احمدیت لہرانے کے بعد ہاتھ اٹھائے اور اجتماعی دعا کرائی دعا کے بعد آپ جلسہ کے سٹیج پر تشریف لائے اور حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابیؓ سے مصافحہ فرمایا اور پھر کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔جلسہ کی کاروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو قاری محمد عاشق صاحب آف ربوہ نے کی اور آپ ہی نے آیات کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔اس کے بعد مکرم ناصر علی عثمان صاحب آف قادیان ابن مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب درویش قادیان نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پرشوکت پاکیزہ کلام میں سے حسبِ ذیل اشعار نہایت خوش الحانی کے ساتھ سنائے۔

ہے شکر ربّ عزّ وجل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

اے سونے والو جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آ کے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جدا

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دیا
میں تھا غریب و بے کس وگمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

مکرم ناصر علی عثمان صاحب کی طرز ادائیگی کچھ ایسی دلگداز تھی کہ نظم روح میں اترتی چلی جاتی تھی۔اس پر طرّہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار کے اعجازی مضامین اور ساتھ قادیان میں تقریباً نصف صدی کے بعد آپؑ کے خلیفہ کے ورود نے جذبات کو اس قدر متلاطم کر دیا تھا کہ ایک ایک مصرعہ پر دل بے قابو ہوئے جاتے تھے۔اسی عالمِ جذبات و وارفتگی میں جب ہر سمت نعرے گونجنے لگے تو حضور بھی اس کیفیت سے باہر نہ رہ سکے۔چنانچہ آپ نے فرمایا:

''متفرق نعروں سے آواز ادھر اُدھر پھیل جاتی ہے اگر نعرے لگانے ہیں تو پر شوکت آواز میں اور ایک آواز میں لگائیں'' اس کے ساتھ ہی حضور ایدہٗ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل نعرے خود لگوائے۔

''نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر۔اسلام، زندہ باد۔مرزا غلام احمد کی، جے۔وہ زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا۔''

یہ نظم ختم ہوئی تو مکرم داؤد احمد ناصر صاحب آف جرمنی نے حضرت مصلح موعودؓ کی نظم ''ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں'' کے حسب ذیل اشعار ترنم کے ساتھ ایسی پُر درد لَے میں پڑھی کہ ہجرت کے نقوش پھر سے ذہنوں میں ابھرنے لگے اور دل مسیح پاک علیہ السلام کی بستی کے فراق کی یادوں میں ڈوب گئے۔

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں
مدّعائے حق تعالیٰ مدّعائے قادیاں

وہ ہے خوش اموال پر، یہ طالبِ دیدار ہے
بادشاہوں سے بھی افضل ہے گدائے قادیان

گر نہیں عرشِ معلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں

میرے پیارے دوستو تم دم نہ لینا جب تلک
ساری دنیا میں نہ لہرائے لوائے قادیاں

یا تو ہم پھرتے تھے اُن میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں

خیال رہتا ہے ہمیشہ اُس مقام پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیاں

آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیل مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں

صبر کر اے ناقۂ راہِ ھدیٰ ہمت نہ ہار
دور کر دے گی اندھیروں کو ضیائے قادیاں

ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگ ہائے قادیاں

گلشنِ احمد کے پھولوں کی اڑا لائی جو بُو
زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

جب کبھی تم کو ملے موقع دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیاں

اس نظم کے دوران مضامین کے لحاظ سے نعروں کا گویا تسلسل بندھ گیا تھا۔ خود حضور انور نے بھی اس دوران بعض نعرے معیّن فرمائے اور خود اپنے جذبات کو احباب جماعت کے جذبات کے ساتھ شامل فرما کر ایک روح پرور تلاطم برپا کر دیا تھا۔ سارے اجتماع میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نظر نہ آتا تھا کہ جو اس نظم کی گہرائی میں نہ اتر گیا ہو۔ حتّٰی کہ غیر مسلم حاضرین بھی اس ماحول میں پوری طرح جذب ہو کر اس کی اکائی بن چکے تھے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان میں افتتاحی خطاب فرمانے کیلئے منبر پر تشریف لائے تو ایک دفعہ نعروں نے پھر شش جہات میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ آپ نے انہیں نعروں میں تشہّد شروع فرمایا تو حاضرین فوراً جذبات کے تلاطم سے نکل کر اپنے آقا کی آواز کے لئے ہمہ تن گوش ہو گئے۔ حضور انور نے تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد افتتاحی خطاب شروع فرمایا۔ جس میں آپ نے سب حاضرین جلسہ کو اور ان سب کو جو جلسہ میں شامل ہونے سے کسی وجہ سے محروم رہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی زبان میں ''مبارک سو مبارک'' پیش کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے اس معرکۃ الآراء تاریخی خطاب میں نظام جلسہ سالانہ کے پس منظر اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے دَور میں جو ابتدائی مشکلات تھیں انکا تذکرہ فرمایا اور اب تک اللہ تعالیٰ کے افضال کی جو بارش ہو چکی ہے اس کا روح پرور ذکر بھی فرمایا کہ آج دنیا بھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر جاری ہو چکے ہیں اور کروڑوں روپے ان پر خرچ ہوتے ہیں۔

حضورؒ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں جلسہ سالانہ کی غرض و غایت اور مقاصد بیان فرمائے۔ حضور نے مخالفین احمدیت کا ذکر بھی فرمایا جنہوں نے جلسہ سالانہ کو ناکام بنانے کا منصوبہ بنایا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی لوگوں کو قادیان آنے سے روکا کرتا تھا۔ لیکن آج قادیان میں دنیا بھر سے احمدی آرہے ہیں لیکن محمد حسین بٹالوی کا بٹالہ سے نام و نشان مٹ چکا ہے۔ جس قبرستان میں وہ دفن کیا گیا وہ قبرستان آج صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے۔ خدا کی تقدیر کہ محمد حسین بٹالوی کے نواسے شیخ محمد سعید صاحب احمدی ہو کر حضور کی بیعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ احمدیوں کے جلسوں کو اللہ تعالیٰ غیر معمولی برکات سے نوازا ہے اور اس سے پیغام احمدیت دوسروں تک پہنچ رہا ہے اور جماعت دنیا بھر میں

خدمت خلق کے کاموں میں بھی مصروف عمل ہے۔حضور نے اہل ہندوستان کوتبلیغ کے میدان میں مساعی تیز کرنے کی طرف توجہ دلائی اور جماعتی ذیلی تنظیموں کومل جل کر کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے تقریر کے آخر پر قادیان کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد الہامات بیان فرمائے اور اس یقین کا اظہار فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ خلافتِ احمدیہ اپنے دائمی مرکز میں لوٹ آئے گی۔ انشاءاللہ۔

حضورانور کا یہ روح پرور تاریخی خطاب پونے دو گھنٹے جاری رہا۔آپ کے خطاب کے بعد برطانوی ممبر پارلیمنٹ مسٹر ٹام کاکس اور گھانا کے منسٹر جناب جسٹس ایکن نے مختصر سا خطاب کیا جس میں انہوں نے اس جلسہ میں شمولیت کو اپنی خوش بختی قرار دیتے ہوئے جذبات تشکر کا اظہار کیا۔حضور اقدس نے ان دونوں معززین سے معانقہ بھی فرمایا۔دعا کے بعد افتتاحی اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی اور آپ پیدل گھر تشریف لے گئے۔دو پہر دو بجے دوبارہ تشریف لا کر جلسہ گاہ میں ظہر وعصر کی نمازیں ادا کیں۔افتتاحی اجلاس میں حاضرین کی تعداد سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) افراد سے زائد تھی اور جلسہ گاہ کا احاطہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔جالندھر اور دہلی ٹی وی کی خبروں میں جلسہ کے متعلق خبر تین منٹ تک دکھائی گئی جس میں حضور انور اور حاضرین جلسہ کے علاوہ برطانوی ممبر پارلیمنٹ مسٹر ٹام کاکس صاحب اور گھانا کے جسٹس مسٹر ایکن صاحب کو دکھایا گیا۔اسی روز شام ساڑھے آٹھ بجے سے سوا نو بجے تک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے سکم، نیپال بھوٹان، بنگلہ دیش، آسام، بنگال، لکش دیپ کے علاقوں سے آئے ہوئے مہمانوں سے ملاقات فرمائی۔نیز ہندوستان بھر کے علاقوں سے تشریف لانے والے ایسے مہمانوں سے بھی ملاقات فرمائی جو قبل ازیں اجتماعی ملاقات میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔

۲۷ردسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک۔قادیان

آج جلسہ سالانہ کا دوسرا روز ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے نماز فجر چھ بج کر بیس منٹ پر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔ساری نماز ہی انتہائی سوز میں ڈوبی ہوئی تھی۔نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد

سات بجے حسب معمول آپ بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ ایوان خدمت اور جلسہ گاہ کے قریب سے گزر کر مین روڈ پر سے ہوتے ہوئے حضرت ڈپٹی محمد شریف صاحب کی کوٹھی کے اندر گئے اور وہاں پر ٹھہرے ہوئے مہمانان جلسہ سالانہ سے گفتگو فرمائی اور انہیں شرف مصافحہ بخشا۔ واپسی پر جب آپ مین روڈ سے آرہے تھے تو حسب معمول وہ سکھ فیملی جس کے بچے کو آپ تقریباً ہر روز کی سیر میں پیار کرتے تھے، آج بھی ادب کے ساتھ آگے بڑھی اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے بچہ کو پیار کیا اور آپکے ہمراہ آپ کے خاندان کی خواتین نے بھی باری باری اس بچے کو پیار کیا۔ اس بچے کی عمر کوئی تین سال کے قریب تھی۔ اس نے حضور اقدس کو ہاتھ باندھ کر اپنے معصومانہ پیارے سے انداز میں جھک کر سلام کیا جس سے تمام احباب بہت محظوظ ہوئے۔ یہاں سے واپس احمدیہ چوک سے ہوتے ہوئے پونے آٹھ بجے کے قریب آپ دارالمسیح تشریف لے آئے۔

حضورؒ ڈیڑھ بجے نماز جمعہ کیلئے دارالمسیح سے جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ یہ جمعہ جلسہ گاہ میں ادا کیا گیا۔ آپنے خطبہٴ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ نے تحریکِ وقفِ جدید کی اہمیت، مقاصد، خاص طور پر ہندوستان کے حوالہ سے وقف جدید کی اہمیت اور کوائف بیان فرمائے اور وقف جدید کے نئے مالی سال کا اعلان فرمایا۔

نماز جمعہ وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور واپس دارالمسیح میں تشریف لے آئے۔ ساڑھے تین بجے سے چار بجے تک آپ نے بھارت کے مختلف اخباروں کے تیرہ نمائندوں کو انٹرویو دیا۔ اس کے بعد آپ خواتین سے خطاب کے لئے زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ اس اجلاس کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو محترمہ رضیہ درد صاحبہ آف ربوہ نے کی اور پھر ان آیات کا ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ تلاوت اور ترجمہ کے بعد محترمہ امۃ الباسط بشریٰ صاحبہ نے حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ کی درج ذیل نظم میں سے چند اشعار پڑھے۔ یہ نظم حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نظم ''یادِ قادیان'' کے جواب میں کہی گئی تھی جو آپؓ نے ۱۹۲۴ء میں سفر یورپ میں کہی تھی۔ یہی نظم اس جلسہ کے پہلے دن حضور انورؒ کے افتتاحی خطاب سے قبل بھی پڑھی گئی تھی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ کی پوری نظم پیش ہے۔

سیّدا! ہے آپ کو شوقِ لقائے قادیاں
ہجر میں خوں بار ہیں یاں چشمہائے قادیاں

سب تڑپتے ہیں کہاں ہے زینتِ دارالاماں
رونقِ بستانِ احمد دل ربائے قادیاں

جان پڑ جاتی تھی جن سے وہ قدم ملتے نہیں
قالبِ بے روح سے ہیں کوچہ ہائے قادیاں

فرقتِ مَہ میں ستارے ماند کیسے پڑ گئے!
ہے نرالا رنگ میں اپنے سمائے قادیاں

وصل کے عادی سے گھڑیاں ہجر کی کٹتی نہیں
بارفرقت آپ کا کیونکر اٹھائے قادیاں

روح بھی پاتی نہیں کچھ چین قالب کے بغیر
ان کے منہ سے بھی نکل جاتا ہے" ہائے قادیان"

ہو وفا کو ناز جس پر جب ملے ایسامطاع
کیوں نہ ہو مشہور عالم پھر وفائے قادیاں

کیوں نہ تڑپا دے وہ سب دنیا کو اپنے سوز سے
درد میں ڈوبی نکلتی ہے صدائے قادیاں

اس گل رعنا کو جب گلزار میں پاتی نہیں
ڈھونڈنے جاتی ہے تب بادصبائے قادیاں

یادجو ہر دم رہے اس کو دعائے خاص میں
کس طرح دیں گے بُھلااہل وفائے قادیاں

کشتی دینِ محمدؐ جس نے کی تیرے سپرد
ہو تری کشتی کا حافظ وہ خدائے قادیاں

منتظر ہیں آئیں گے کب حضرت فضل عمر
سوئے رہ نگراں ہیں ہردم دیدہ ہائے قادیاں

مانگتے ہیں سب دعا ہو کر سراپا آرزو
جلد شاہِ قادیاں تشریف لائے قادیاں

شمسِ ملت جلد فارغ دورۂ مغرب سے ہو
مطلع مشرق سے پھیلائے ضیائے قادیاں

خیریت سے آپ کو اورساتھ سب احباب کو
جامع المتفرقین جلدی سے لائے قادیاں

آئیں منصورومظفر کامیاب وکامراں
قصر تثلیثی پہ گاڑ آئیں لوائے قادیاں

پیشوائی کے لئے نکلیں گھروں سے مردوزن
یہ خبر سن کر کہ آئے پیشوائے قادیاں

ابررحمت ہر طرف چھائے،چلے بادِ کرم
بارش انوار سے پر ہو فضائے قادیاں

گلشن احمد میں آجائے بہار اندر بہار
دل لبھائے عندلیب خوشنوائے قادیاں

معرفت کے گل کھلیں تازہ بتازہ نوبنو
جن کی خوشبو سے مہک اٹھے ہوائے قادیاں

مانگتے ہیں ہم دعائیں آپ بھی مانگیں دعا
حق سنے اپنے کرم سے التجائے قادیاں

علم و توفیق بلاغ دین ہو ان کو عطا	قادیاں والوں کا ناصر ہو خدائے قادیاں
راہ حق میں جب قدم آگے بڑھادے ایک بار	سر بھی کٹ جائے نہ پھر پیچھے ہٹائے قادیاں
خالق ہردو جہاں کی رحمتیں ہوں آپ پر	والسلام اے شاہ دیں اے رہنمائے قادیاں

اس پُرسوز نظم کے بعد دوسری نظم حضور انور کی صاحبزادی محترمہ یاسمین رحمٰن مونا صاحبہ نے پڑھی۔ یہ نظم بھی حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا کی ہے جو درج ذیل ہے۔

پھر دکھا دے مجھے مولا مرا شاداں ہونا	صحن خانہ کا مرے رشک گلستاں ہونا
ان کے آتے ہی مرے غنچۂ دل کا کھلنا	اس خزاں کا مری صد فصل بہاراں ہونا
خلقت اِنس میں ہے اُنس و محبت کا خمیر	گر محبت نہیں بیکار ہے انساں ہونا
قابل رشک ہے اس خاک کے پتلے کا نصیب	جس کی قسمت میں ہو خاکِ درِجاناں ہونا
رو کے کہتی ہے زمیں گر نہ سنے نام خدا	”ایسی بستی سے تو بہتر ہے بیاباں ہونا“
فعل دونوں ہی نہیں شیوہ مرد مومن	رونا تقدیر کو تدبیر پہ نازاں ہونا
لِلہ الحمد چلی رحمت باری کی نسیم	دیکھنا غنچہء دل کا گل خنداں ہونا

اس کے بعد حضور انورؒ نے مستورات سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے دین میں عورت کا مقام، احمدی عورت کی ذمہ داریاں خصوصاً تربیتِ اولاد اور انہیں جنت کا وارث بنانے میں کردار نیز لجنہ اماء اللہ بھارت کی مختلف شعبوں میں مساعی کا ذکر خیر فرمایا اور انہیں نصائح بھی فرمائیں۔

نمازِ مغرب وعشاء کے بعد ساڑھے آٹھ بجے سے سوا دس بجے تک حضورؒ نے پاکستان سے آنے والے ان تمام مہمانوں کو جو اس سے قبل اجتماعی ملاقات میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ فلو کی وجہ سے آپ کی طبیعت اگرچہ آج بھی ناساز تھی لیکن بفضلہٖ تعالیٰ آپ جملہ امور معمول کے مطابق سرانجام دیتے رہے۔

۲۸؍دسمبر۱۹۹۱ءبروز ہفتہ۔قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے نمازِ فجر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔نماز کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے گئے ۔پھر سات بجے آپ حسب معمول بہشتی مقبرہ گئے ۔یہاں سے جلسہ گاہ کے بائیں جانب سے گزر کر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب درویش کے گھر کے سامنے سے ہوتے ہوئے احمدیہ چوک کی طرف گئے اور وہاں سے دارالمسیح واپس تشریف لے آئے ۔تقریباً دس بجے آپ دفتری امور کی سرانجام دہی کے لئے دفتر میں تشریف لائے نیز بعض انفرادی ملاقاتیں کیں ۔ایک بجے سے ڈیڑھ بجے تک حضور سے پریس کے نمائندے ملنے کیلئے آئے اورانہوں نے آپ کا انٹرویو لیا۔ڈیڑھ بجے درج ذیل چار معززین نے آپ سے ملاقات کا شرف پایا۔

۱۔مسٹر آر۔ایل بھاٹیہ صاحب ممبر پارلیمنٹ وجنرل سیکرٹری آل انڈیا کانگرس کمیٹی

۲۔اَشوَنی سیکھڑی صاحب ایم ایل اے بٹالہ

۳۔پنڈت رام رتن شرما صاحب ڈسٹرکٹ پریذیڈنٹ جنتا دل

۴۔منوہر لال شرما صاحب سابق جنرل سیکرٹری ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی حال پرنسپل کلاس والا خالصہ ہائر سیکنڈری سکول۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع تقریباً دو بجے تاریخی جلسہ سالانہ قادیان کے آخری روز اختتامی اجلاس میں خطاب فرمانے کیلئے دارالمسیح سے پیدل جلسہ گاہ تشریف لائے ۔سب سے پہلے ظہر وعصر کی نمازیں آپ کی اقتداء میں ادا کی گئیں ۔نماز ظہر وعصر کے بعد؟ مکرم حسن ابراہیم صاحب آف مدراس کی نماز جنازہ ادا کی گئی ۔مکرم حسن ابراہیم صاحب جو جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے اور بقضائے الٰہی اچانک حرکتِ قلب بند ہوجانے کی

وجہ سے قادیان میں وفات پا گئے۔ان کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ حضور نے حسبِ ذیل افراد کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

ا۔مکرم ملک محمد دین صاحب مرحوم اسیر راہ مولیٰ ساہیوال ۲۔مکرم سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد انڈیا ۳۔مکرم عبداللطیف صاحب ستکوہی لاہور ۴۔مکرم ملک مشتاق احمد صاحب ایران ۵۔مکرم منشی قمرالدین صاحب انچومی ضلع میرٹھ ۶۔مکرم غلام محمد خادم صاحب ربوہ ۷۔مکرم چوہدری عبدالواحد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ ۸۔محترمہ خورشید سلمیٰ صاحبہ اہلیہ محترم مولوی رشید احمد چغتائی صاحب ربوہ ۹۔محترمہ والدہ صاحبہ محمد عمر قمر صاحب ڈپلومہ انجینئر حال قادیان ۱۰۔محترمہ امۃ العزیز صاحبہ (پھوپھی کیپٹن سجّاد حسین صاحب) حیدر آباد دکن ۱۱۔محترمہ ریاض بیگم صاحبہ والدہ ناصر احمد صاحب کارکن وکالت مال ثانی ربوہ۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضور انورؒ ٹھیک تین بجے کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے تو جلسہ گاہ نعرہ تکبیر اللہ اکبر، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، قادیان دارالامان زندہ باد، درویشان قادیان زندہ باد، اسیران راہ مولیٰ زندہ باد، شہیدان احمدیت زندہ باد اور غلام احمد کی جے کے فلک شگاف نعروں سے گونج اُٹھی۔

اختتامی اجلاس کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو قاری نواب احمد صاحب آف قادیان نے کی۔تلاوت کے بعد آیات کا اردو ترجمہ مولوی سلطان احمد ظفر صاحب نے پڑھ کر سنایا۔اس کے بعد مکرم ظفر احمد صاحب آف کلکتہ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عارفانہ شیریں کلام بعنوان ’’مناجات اور تبلیغ حق‘‘ میں سے حسبِ ذیل اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

اے خدا اے کارسازوعیب پوش وکردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکروسپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف وکرم ہے بار بار

یہ سراسر فضل واحساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

میرے جیسے کو جہاں میں تو نے روشن کردیا
کون جانے اے میرے مالک ترے بھیدوں کی سار

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گردل میں ہو خوفِ کردگار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب وکامگار

کیوں عجب کرتے ہوگرمیں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھِلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت وآرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشتِ خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پرشوکت کلام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تازہ نظم جو آپ نے دہلی سے قادیان کے سفر کے دوران مورخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۹۱ء کو کہی۔ مکرم ناصر علی عثمان صاحب آف قادیان نے ایسی خوبصورت لے میں پڑھ کر سنائی کہ سامعین مسحور ہوگئے۔ یہ غیر معمولی اثر رکھنے والی دلنشیں نظم درج ذیل ہے۔

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا	جیسی سُندر تھی وہ بستی ویسا وہ گھر بھی سُندر تھا
دیس بدیس لئے پھرتا ہوں اپنے دِل میں اُس کی کَتھائیں	میرے من میں آن بسی ہے تن من دھن جس کے اندر تھا
سادہ اور غریب تھی جَنتا ۔لیکن نیک نصیب تھی جنتا	فیض رساں عجیب تھی جَنتا ۔ ہر بندہ، بندہ پرور تھا
سَچّے لوگ تھے، سُچّی بستی ۔کرموں والی اُچّی بستی	جو اُونچا تھا۔نیچا بھی تھا۔عرش نشیں تھا خاک بسر تھا
اُس کی دھرتی تھی آکاشی ۔اُس کی پَرجا تھی پَرکاشی	جس کی صدیاں تھیں متلاشی ۔گلی گلی کا وہ منظر تھا
کرتے تھے آ آ کے بسیرے پنکھ پکھیرو شام سویرے	پُھولوں اور پھلوں سے بوجھل بستاں کا ایک ایک شجر تھا
اُس کے سُروں کا چَرچا جاجا۔دیس بدیس میں ڈنکا باجا	اُس بستی کا پیتم راجا۔کرِشن کنہیا مُرلی دَھر تھا
چاروں اَور بجی شہنائی۔ بھجنوں نے اِک دُھوم مچائی	رُت بھگوان مِلَن کی آئی۔پیتم کا دَرشن گھر گھر تھا
گوتم بُدھا بدھی لایا۔سب رِشیوں نے درس دکھایا	عیسٰیؑ اُترا مہدی آیا جو سب نبیوں کا مَظہر تھا
مہدیؑ کا دِلدار محمدؐ ۔ نبیوں کا سردار محمدؐ	نورِ نظر سرکار محمدؐ جس کا وہ منظورِ نظر تھا
آشاؤں کی اُس بستی میں ۔مَیں نے بھی فیض اُس کا پایا	مجھ پر بھی تھا اُس کا چھایا۔جس کا مَیں ادنیٰ چاکر تھا
اِتنے پیار سے کس نے دی تھی میرے دل کے کواڑ پہ دستک	رات گئے مِرے گھر کون آیا۔اُٹھ کر دیکھا تو اِیشر تھا
عَرش سے فرش پہ مایا اُتری ۔رُوپا ہوگئی ساری دھرتی	مِٹ گئی کُلفت چھا گئی مستی۔وہ تھا مَیں تھا مَن مَندِر تھا
تجھ پر میری جان نچھاور۔اتنی کرپا اِک پاپی پر	جِس کے گھر نارائن آیا۔وہ کیڑی سے بھی کمتر تھا
رب نے آخر کام سنوارے۔گھر آئے بِرہا کے مارے	آدیکھے اُونچے مینارے۔نُورِ خدا تاحدِّ نظر تھا
مَولا نے وہ دن دِکھلائے۔ پریمی رُوپ نگر کو آئے	ساتھ فرشتے پَر پھیلائے۔سایہ رَحمت ہر سَر پَر تھا
عشقِ خدا مُونہوں پر"وسّے" پُھوٹ رہا تھا نور نظر سے	اَکھین سے مے پیت کی برسے۔قابل دید ہر دیدہ ور تھا
لیکن آہ جو رَستہ تکتے۔جان سے گزرے تجھ کو ترستے	کاش وہ زندہ ہوتے جن پر۔ہجر کا اِک اِک پَل دُوبھر تھا
آخر دَم تک تجھ کو پُکارا۔آس نہ ٹوٹی، دل نہ ہارا	مُصْلحِ عالم باپ ہمارا۔ پیکرِ صبر و رضا، رہبر تھا
سَدا سُہاگن رہے یہ بستی۔جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی	جِس سے نور کے سوتے پُھوٹے۔جو نُوروں کا اِک ساگر تھا
ہیں سب نام خدا کے سُندر۔ واہے گرو۔ اللہ اکبر	سب فانی۔اک وہی ہے باقی۔آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

واھے گُرو۔اللہ اکبر،واھے گُرو۔اللہ اکبر کے نعروں میں یہ نظم ختم ہوئی تو پونے چار بج چکے تھے۔مکرم صاحبزادہ مرزاانس احمد صاحب ناظر تعلیم ربوہ نے حضور کی اجازت سے (روایت کے مطابق جلسہ سالانہ کے موقع پر) پاکستان کے نمایاں اور امتیازی کامیابی حاصل کرنے والے احمدی طلباء و طالبات میں سندات اور طلائی تمغہ جات کی تقسیم کی گیارھویں تقریب کا اعلان کیا۔

اس سال بعض مجبوریوں کی وجہ سے تمغوں کے استحقاق کے صرف سرٹیفکیٹس تقسیم کئے گئے۔ اس سے قبل تمغہ جات کی دس تقاریب منعقد ہوچکی ہیں۔جن میں ۵۸طلباء وطالبات میں انعامی تمغہ جات تقسیم کئے جاچکے ہیں۔یہ تقریب اس سلسلہ کی گیارھویں تقریب تھی جو آٹھ سال کے بعد منعقد کی جارہی تھی۔دسویں تقریب ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ میں منعقد ہوئی تھی۔یہ تقریب خلافتِ رابعہ کی تیسری تقریب تھی۔اس کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ قادیان میں اور صد سالہ جلسہ سالانہ میں منعقد ہونے والی پہلی تقریب تھی۔اس میں ۱۳طلباء وطالبات یا اُن کے نمائندوں کو سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔

مکرم صاحبزادہ مرزاانس احمد صاحب ناظر تعلیم ربوہ نے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کے ناموں کا اعلان کیا۔جونہی کسی طالب علم کا نام لیا جاتا وہ یا اُس کا نمائندہ جلسہ کے سٹیج پر حاضر ہوتا۔ حضوراُس سے مصافحہ فرماتے اور اسے سرٹیفکیٹ عطا کرتے ہوئے 'بارك الله لكم ' کہتے۔اس موقع پر جن طلباء وطالبات کو سرٹیفکیٹ دیئے گئے اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) مکرم مصلح الدین صاحب ابن مکرم محمد علیم الدین صاحب آف اسلام آباد ایم ایس سی اکنامکس کے فائنل امتحان ۱۹۸۲ء میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں اوّل آئے۔موصوف چونکہ قادیان تشریف نہیں لاسکے،اس لئے ان کے والدمحترم نے انکی جگہ سرٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۲) مکرم خالد مرزاصاحب ابن مکرم مرزا مظفر احمد صاحب آف کراچی الیکٹریکل انجینئرنگ (بی۔ای) کے فائنل امتحان ۱۹۸۲ء میں این ای ڈی یونیورسٹی کراچی میں اوّل آئے۔ موصوف چونکہ قادیان تشریف نہیں لاسکے،اس لئے ان کے نانا مکرم محترم مرزاعبدالحق صاحب نے ان کی جگہ سرٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۳) مکرم محمود اکبر صاحب ابن مکرم چوہدری نوراحمد صاحب آف لاہور۔بی ایس سی اپلائیڈ جیالوجی

کے فائنل امتحان ۱۹۸۳ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اوّل آئے۔موصوف نے ۱۹۸۵ء میں بھی پنجاب یونیورسٹی لاہور ہی سے ایم ایس سی اپلائیڈ جیالوجی کے فائنل امتحان میں بھی اوّل پوزیشن حاصل کی۔اسی طرح عزیز موصوف دو سرٹیفیکیٹس کے مستحق قرار پائے۔چونکہ وہ خود تشریف نہیں لے جاسکے تھے،اس لئے اُن کی جگہ پر ان کے والد محترم نے سٹیفکیٹ وصول کئے۔

(۴) مکرمہ خالدہ سولنگی صاحبہ بنت مکرم نذیر احمد صاحب سولنگی آف ربوہ ایم ایس سی زوالوجی کے فائنل امتحان ۱۹۸۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے اوّل آئیں۔عزیزہ چونکہ خود تشریف نہیں رکھتی تھیں، اس لئے ان کی جگہ ان کے والد محترم نے سٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۵) مکرم منصور احمد چغتائی صاحب ابن مکرم طاہر احمد صاحب چغتائی آف ساہیوال انٹرمیڈیٹ کے فائنل امتحان ۱۹۸۴ء میں ملتان بورڈ میں اوّل آئے۔عزیز چونکہ خود حاضر نہیں تھے،اس لئے انکے ماموں مکرم میاں محمد افضل صاحب نے سٹیفکیٹ وصول کیا۔

(٦) مکرمہ کوکب منیرہ صاحبہ بنت مکرم علی حیدر صاحب آف دوالمیال ایم۔اے اکنامکس کے فائنل امتحان ۱۹۸٦ء میں بلوچستان یونیورسٹی میں اوّل آئیں۔عزیزہ چونکہ خود تشریف نہ لاسکیں،اس لئے ان کی جگہ ان کے بھائی مکرم ڈاکٹر ملک مدثّر احمد صاحب نے سٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۷) مکرم عبداللطیف صاحب ابن مکرم عبد المجید صاحب آف اسلام آباد ایم ایس سی اکنامکس کے فائنل امتحان ۱۹۸٦ء میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں اوّل آئے۔موصوف چونکہ خود جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت نہ کر سکے،اس لئے ان کی جگہ ان کے بھائی مکرم عبدالرشید صاحب نے سٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۸) مکرم منور احمد بھٹی صاحب ابن مکرم عبدالسمیع صاحب آف کنری ضلع تھرپارکر ایم۔اے اسلامک ہسٹری کے فائنل امتحان ۱۹۸۱ء میں کراچی یونیورسٹی میں دوئم آئے۔انہوں نے خود حضورِ انور سے اپنا سٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۹) مکرم اعجاز احمد رؤف صاحب ابن مکرم عبدالجبار صاحب آف ربوہ۔ایم ایس سی فزکس کے فائنل امتحان ۱۹۸۳ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں دوئم آئے۔چونکہ موصوف جلسہ سالانہ میں شامل نہیں

تھے،اس لئے ان کی جگہ پر ان کے بھائی مکرم افضال احمد رؤف صاحب نے سٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۱۰) مکرم ڈاکٹر حامد محمود صاحب ابن مکرم ایم کے ملک صاحب آف راولپنڈی بی۔ڈی۔ایس کے فائنل امتحان ۱۹۸۴ء میں پشاور یونیورسٹی میں دوئم آئے۔انہوں نے حضور سے اپنا سٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۱۱) مکرم سیّد غلام احمد فرخ صاحب ابن مکرم سیّد میر محمود احمد صاحب ناصر آف ربوہ انٹرمیڈیٹ کے فائنل امتحان ۱۹۸۵ء میں سرگودھا بورڈ میں سوئم آئے۔ چونکہ وہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت نہ کر سکے،اس لئے ان کے والد محترم نے ان کی جگہ پر سرٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۱۲) مکرم بشارت احمد صاحب ابن مکرم محمد یوسف صاحب آف چک نمبر ۹۶ گ۔ب ضلع فیصل آباد ایم۔اے تاریخ کے امتحان ۱۹۸۷ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں دوئم آئے۔ موصوف چونکہ خود جلسہ سالانہ میں شامل نہیں تھے،اس لئے ان کی جگہ پر ان کے ماموں مکرم حکیم دین محمد صاحب نے سرٹیفکیٹ وصول کیا۔

(۱۳) مکرم محمد انور ندیم صاحب ابن مکرم محمد اسلم شریف صاحب آف ملتان ایم اے ایجوکیشن کے فائنل امتحان ۱۹۸۹ء میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں دوئم آئے۔موصوف چونکہ جلسہ سالانہ میں شمولیت نہ کر سکے اس لئے ان کی جگہ پر ان کے چچا مکرم حافظ محمد اکرم صاحب نے سرٹیفکیٹ وصول کیا۔

اس تقریب کے بعد مکرم عطاالواحد صاحب (کینیڈین احمدی) نے **کینیڈا کے وزیراعظم Rt.Hon.M.Brain Mulroney اور کینیڈا کے صوبہ Ontario کے وزیراعلیٰ کے پیغام پڑھ کر** سنائے جو انہوں نے عالمگیر جماعت احمدیہ کے صد سالہ تاریخی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد پر ارسال کئے تھے۔وزیراعظم کینیڈا نے اپنے پیغام میں کہا:

’’جماعت احمدیہ کا صد سالہ جلسہ سالانہ جو قادیان میں منعقد ہو رہا ہے اس تاریخی موقع پر میں بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ نیک خواہشات کا پیغام بھجوا رہا ہوں۔حال ہی میں جماعت احمدیہ نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی صد سالہ جوبلی بھی منائی تھی۔

مستقبل میں مشکلات پر قابو پانے کیلئے میری دلی اور نیک تمنائیں آپ کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ امام جماعت احمدیہ کی قادیان میں موجودگی کی وجہ سے جلسہ سالانہ انتہائی کامیاب ہوگا اور جو لوگ اس جلسہ میں شامل ہیں اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات حاصل ہونگی۔''

جلسہ سالانہ کے سٹیج پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) کرسی پر تشریف فرما تھے۔ لیکن سب حاضرین جلسہ آپ کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ حضور نے ان کی کرسی خاص طور پر سامنے کروائی تا کہ سب حاضرین جلسہ اُن کا دیدار کر کے تابعی بن جائیں۔ اسی طرح مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر ضلع گوجرانوالہ وصدر قضا بورڈ ربوہ کی والدہ محترمہ جو صحابیہ تھیں اور اُن کی عمر ایک سو سال تھی۔ اُن کی کرسی بھی زنانہ جلسہ گاہ میں سٹیج پر رکھوائی اور حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا:

''ان وجودوں کو اچھی طرح سے دیکھ لیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں سو سال تک گواہ کے طور پر زندہ رکھا اور آج یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں''۔

چار بجکر پانچ منٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خطاب شروع ہوا۔ حضور کا خطاب سننے کیلئے بڑی تعداد میں سکھ اور ہندو وغیرہ بھی جلسہ میں شامل ہوئے اور دوران خطاب حضرت گورو بابا نانک جی مہاراج اور حضرت کرشن جی مہاراج اور حضرت مرزا غلام احمد کی جے کے نعرے لگتے رہے۔ علاوہ دیگر نعروں کے حضور نے ''واہے گرو۔ اللہ اکبر'' کے نعرے بھی لگوائے۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں جہاں کامیاب جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد پر شکر اور حمد کے جذبات کا اظہار فرمایا وہاں اپنے خطاب کے موضوع میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کی روشنی میں انقلابِ روس کا ذکر بھی بیان فرمایا۔ نیز ہندوستان میں بسنے والی اقوام کو صلح کا جو پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری کتاب میں دیا اس کو دُہرایا۔ اسی طرح اسلام کے پیغام محبت اور رواداری جو کہ گورونانک اور کرشن جی مہاراج نے بھی دیا تھا۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات وتحریرات کی روشنی میں بیان فرمایا۔

آپ کے اس عظیم الشان خطاب کا غیر مسلم حاضرین کے چہروں پر انتہائی خوش گوار اثر تھا۔ آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ قادیان کی بستی سے جماعت احمدیہ کو خواہ دنیا کے کسی خطہ میں رہتی ہو، ایک محبت ہے اور قادیان میں میرا یہ پہلا سفر تو ہے آخری نہیں۔ خدا کرے کہ میں پھر یہاں آؤں اور خدا کرے کہ ہم دس دس بیس بیس لاکھ کے جلسے یہاں منانے لگیں۔ آپ نے مختلف ممالک اور اقوام سے تعلق رکھنے والے احمدی و غیر احمدی حاضرین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ سرزمین ہے جس میں اقوام متحدہ کی بنیاد رکھی جانے والی ہے۔

آپ نے آخر میں درویشان قادیان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو جو جیلوں کی صعوبتوں میں گرفتار ہیں، خصوصی طور پر اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے کی تاکید فرمائی۔ اجتماعی دعا کے ساتھ آپ نے تمام حاضرینِ جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی زبان میں ''مبارک سو مبارک'' دی۔

شام کے دھندلکے میں حضور نے اجتماعی دعا کے بعد تمام احباب کو خدا حافظ کہا اور فلک شگاف نعروں کی گونج میں انتہائی کامیابی کے ساتھ یہ تاریخی ساز اور تاریخی اور غیر معمولی برکتوں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا حامل جلسہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے سائے تلے اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک ثم الحمد للہ۔ شام سات بجے نماز مغرب و عشاء حضور کی اقتداء میں جلسہ گاہ میں ادا کی گئیں۔ ان کے بعد حضور انور نے حسب ذیل چار نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۱۔ مکرم خالد نبیل ارشد صاحب ابن مکرم عبدالباقی ارشد صاحب آف لندن ہمراہ محترمہ منصورہ سلام صاحبہ بنت مکرم عبدالسلام صاحب آف لاہور۔

۲۔ مکرم عبدالقیوم رشید صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ آف لندن ہمراہ محترمہ فرزانہ بشیر صاحبہ بنت چوہدری بشیر احمد صاحب نائب امیر ملتان۔

۳۔ مکرم سیّد محمود احمد صاحب ابن مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب ربوہ ہمراہ محترمہ سیّدہ طیبہ صاحبہ بنت مکرم سیّد بشیر احمد صاحب آف پھگلہ

۴۔ مکرم تقی محمد صاحب ابن ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب آف حیدرآباد دکن ہمراہ محترمہ سعدیہ نعیم صاحبہ بنت چوہدری محمد نعیم صاحب آف کراچی۔

ان نکاحوں کے اعلان اور دعا کے بعد مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ نے ۴۸ نکاحوں کا اعلان کیا جن کی دعا میں حضور ایدہ اللہ نے بھی بنفسِ نفیس شمولیت فرمائی۔

نکاحوں کے اعلانات کی تقریب کے بعد جلسہ گاہ میں ہی حضور انور کے ہاتھ پر چالیس افراد نے بیعت کی اور باقاعدہ جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت پائی۔

۲۹ر دسمبر ۱۹۹۱ء بروز اتوار۔قادیان

آج مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۹۱ء نماز فجر کی اقتداء میں مسجد اقصیٰ میں چھ بجکر بیس منٹ پر ادا کی گئی ادائیگی نماز فجر کے بعد حسب معمول بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے ۔ صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب نے بعض قبروں کی نشاندہی کی اور انور کو بتایا کہ کونسی قبر کس کی ہے۔

بہشتی مقبرہ میں دعا کے بعد آپ ایوان خدمت کے سامنے سے گزر کر اور پھر جلسہ گاہ کی بائیں جانب سے ہوتے ہوئے مکرم بشیر احمد خادم صاحب درویش کی درخواست پر ان کے گھر چند لمحوں کیلئے گئے۔ راستہ میں بعض لوگوں کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ یہاں سے آپ ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب درویش کے گھر تشریف لے گئے ۔ چند منٹ رکنے کے بعد آپ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی کے قریب والی سڑک سے ہوتے ہوئے حضرت ڈپٹی شریف احمد صاحب کی کوٹھی پر گئے، جہاں کیرنگ، اڑیسہ اور سویڈن کے مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضور نے ان سے گفتگو فرمائی اور شرفِ مصافحہ بھی بخشا۔ ان مہمانوں سے ملنے کے بعد آپ سامنے والی کوٹھی، جس میں صوبیدار رام سنگھ کے اہل خانہ رہتے ہیں تشریف لے گئے ۔صوبیدار رام سنگھ کے بڑے لڑکے نے آپ سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور آپ نے اس سے گفتگو فرمائی۔ یہاں سے آپ نے احمدیہ محلّہ کی طرف رخ کیا اور راستے میں ماسٹر بھوپندر سنگھ اور ان کے بچے سے ملاقات کی ۔ احمدیہ چوک سے ہوتے ہوئے حضور واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔ آج جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی مجلسِ شوریٰ منعقد ہوئی۔ اس کی مختصر رپورٹ پیش ہے۔

رپورٹ مجلس مشاورت بھارت قادیان ۲۹؍دسمبر ۱۹۹۱ء

تقسیم ہند کے بعد قادیان میں مجلس مشاورت کا باقاعدہ انعقاد دو سال قبل شروع ہوا اور یہ تیسری مشاورت تھی۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد ہندوستان کی جماعت ہائے احمدیہ کی یہ اوّلین مشاورت تھی جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بابرکت موجودگی میں منعقد ہوئی۔ چنانچہ صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے اختتام پر اگلے دن مورخہ ۲۹؍دسمبر ۱۹۹۱ء کو جلسہ گاہ میں مجلس مشاورت کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس مجلس مشاورت کے سیکرٹری مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب آف قادیان تھے۔

اگرچہ یہ مشاورت ملکی نوعیت کی تھی لیکن حضور نے ازراہِ شفقت صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ناظران، وکلاء، ناظمین وافسرانِ صیغہ جات، ایڈیشنل وکلاء لنڈن، پرائیویٹ سیکرٹری لندن وربوہ۔ پاکستان کی جماعتوں اورضلعوں کے اُمراء، بیرونی ممالک کے اُمراء، ذیلی تنظیموں کے ملکی صدران، پاکستان اور بیرونی ممالک کے مربیان اور بیرون کی لجنہ اماء اللہ کی چیدہ چیدہ ممبرات کو بھی شامل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ ہندوستان کی ۹۷ جماعتوں کے ۲۵۸ اور پاکستان کے علاوہ دیگر بیرونی ممالک کے ۱۹۶ یعنی کل ۴۸۱ ممبران نے اِس مجلسِ شوریٰ میں شمولیت فرمائی۔

اس تاریخی مجلسِ شوریٰ کا پہلا اجلاس جلسہ گاہ کے شامیانے میں سوا دس بجے صبح مکرم محمود احمد صاحب شاؔد مربی سلسلہ (شہیدِ لاہور ۲۸؍مئی ۲۰۱۰ء) کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ اجلاس کی کارروائی میں معاونت کے لئے حضور انور نے مکرم محمد شفیع اللہ صاحب آف بنگلور صوبائی امیر کرناٹک کو اپنے ساتھ سٹیج پر بُلایا۔ ازاں بعد حضور نے سیکرٹری شوریٰ سے ایجنڈا طلب فرمایا۔ مکرم محمد انعام غوری صاحب سیکرٹری شوریٰ نے چند جماعتوں کی طرف سے موصولہ تجاویز پیش کیں۔ اس پر حضور اقدس نے قرآن کریم اور سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سنت اور خلفائے راشدین کے طریق پر روشنی ڈالتے ہوئے شوریٰ کی اہمیت کو واضح فرمایا اور بھارت کی جماعتوں کو اس امر کی طرف متوجہ فرمایا کہ مرکز قادیان ہی سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شوریٰ کے انعقاد کا آغاز ہوا تھا۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد ہندوستان کی جماعتیں اس اہم (Institution) ادارہ سے ناواقف ہوتی چلی گئیں۔ اب پھر دو سال سے شوریٰ کا انعقاد شروع

ہوا ہے۔ ابھی جماعتوں کو اس کی اہمیت اور روایات سے پوری طرح آگاہی نہیں ہے۔ جس کے سبب قبل از وقت تجاویز نہیں بھجوائی گئیں اور صدر انجمن احمدیہ اور متعلقہ صیغہ جات سے گزار کر انہیں باقاعدہ ایجنڈا پر نہیں لایا جاسکا۔ آئندہ اس کا خیال رکھا جائے اور بروقت تجاویز بھجوائی جائیں اور جو تجاویز وقتِ مقررہ کے بعد موصول ہوں انہیں رد کر دیا جائے اور اگر کوئی تجویز موصول نہ ہو تو شوریٰ کے انعقاد کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس وضاحت کے بعد حضور انور نے سکندر آباد (آندھرا) بنگلور (کرناٹک) بھبنیشور (اڑیسہ) اور بمبئی (مہاراشٹرا) کی جماعتوں کی طرف سے موصولہ تجاویز پر تبصرہ فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل تجاویز کو شوریٰ میں غور کرنے کے لئے ایجنڈے میں شامل فرمایا:

(۱) احباب جماعت ہندوستان کی تعلیمی، طبّی اور اقتصادی حالات کو بہتر بنانے کے لئے قادیان اور دیگر جماعتوں میں کالج اور سکول کے اجراء۔ شفاخانوں کے قیام اور چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے قیام کے سلسلہ میں مجلس مشاورت غور کر کے ابتدائی رپورٹ پیش کرے۔

(۲) قادیان میں ایک جدید تکنیک کے پرنٹنگ پریس کے قیام اور مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت اور اسکی نکاسی کے بارہ میں مجلس مشاورت غور کر کے رپورٹ پیش کرے۔

(۳) قادیان میں جامعہ احمدیہ کو معیاری بنانے اور اسمیں مختلف زبانوں کے سکھانے کے لئے ماہرین کو مقرر کرنے وغیرہ امور کا جائزہ لینے کے لئے حضور انور نے انجمن تحریک جدید ربوہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ انٹرنیشنل سطح پر جائزہ لیکر اس بارہ میں رپورٹ پیش کرے۔

متفرق تجاویز:

ا۔ جماعت کانپور کی اس تجویز پر کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال یکم جنوری تا دسمبر ہونا چاہیئے۔ حضور نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ہدایت فرمائی کہ وہ جائزہ لیکر اس بارے میں رپورٹ پیش کرے۔

۲۔ رشتہ ناطہ کے معاملات کو بہتر بنانے کے سلسلے میں حضور نے فرمایا کہ چونکہ گزشتہ شوریٰ میں یہ تجویز پیش ہو کر میری ہدایات حاصل کی جاچکی ہیں اور ان پر کارروائی زیرِ عمل ہے اسلئے فی الحال

اس تجویز پر مزید مشورہ کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔اس تجویز پر کہ انسپکٹران مال کی طرح انسپکٹران تربیت کے بھی جماعتوں میں دورے ہونے چاہئیں، حضور نے فرمایا کہ ہندوستان کی جماعتوں کے فاصلوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے دورے نہ صرف بہت زیادہ اخراجات کے متقاضی ہیں بلکہ نتائج کے لحاظ سے بھی زیادہ سودمند نہ ہوں گے۔اصل نظام جس پر ذمہ داری ہے وہ مقامی جماعتوں کا نظام ہے۔ پس سیکرٹریان مال کے علاوہ دیگر شعبہ جات اوران کے سیکرٹریان کو بھی مستعد کرنیکی ضرورت ہے۔البتہ وقتاً فوقتاً ناظر تعلیم وتربیت ودیگر ناظران کو جماعتوں کے دورے کرنے اورتربیتی امور کا جائزہ لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔

☆اول الذکر دوتجاویز پر مشورہ کے لئے حضور نے نمائندگانِ شوریٰ سے رائے حاصل فرمانے کے بعد دوسب کمیٹیوں کی تشکیل فرمائی۔

☆ **تجویز نمبر۱۔** تعلیمی ،طبّی اوراقتصادی حالات کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں ۱۳۴افراد پر مشتمل سب کمیٹی کی منظوری عطا فرمائی۔مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر صوبہ کرناٹک کواس سب کمیٹی کا صدراور مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ کوسیکرٹری مقرر فرمایا۔

☆ **تجویز نمبر۲۔** قادیان میں اعلیٰ درجے کے پرنٹنگ پریس کے قیام اورلٹریچر کی طباعت وتقسیم کا جائزہ لینے کے لئے سب کمیٹی کی منظوری عطا فرمائی۔مکرم سیّد فضل احمد صاحب پٹنہ کواس سب کمیٹی کا صدراور مکرم سیّد تنویر احمد صاحب ناظر نشر واشاعت کوسیکرٹری مقرر فرمایا۔

سب کمیٹیوں کی تشکیل کے بعد سواایک بجے دوپہر شوریٰ کے پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

☆ ہر دوسب کمیٹیوں کے اجلاسات مسجد اقصیٰ میں ۲:۳۰ تا ۴:۳۰ بجے سہ پہر ہوئے جس میں متعلقہ تجاویز پر مشورہ کے بعد رپورٹس تیار کی گئیں۔

مجلسِ شوریٰ کا دوسرا اور اختتامی اجلاس

پونے پانچ بجے شام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تشریف آوری پر مسجد اقصیٰ میں

شوریٰ کے دوسرے اور آخری اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ آپ نے تجویز نمبر ا کی سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہونے سے قبل مکرم ڈاکٹر عبدالباسط خان صاحب آف کٹک امیر صوبہ اڑیسہ کو معاونت کے لئے بلایا۔ مکرم محمد شفیع اللہ صاحب صدر کمیٹی نے سب کمیٹی کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد حضور نے اس رپورٹ پر رائے طلب فرمائی۔ چنانچہ ۱۲ نمائندگان نے اس رپورٹ پر بحث میں حصہ لیا۔ آخر پر حضور نے فرمایا کہ تعلیمی اور طبّی سہولتوں کی فراہمی اور صنعتوں کے قیام کی سکیم تیار کرنے کے لئے سب کمیٹی نے یہ مشورہ دینا تھا کہ کن لائنوں پر اس سکیم کو تیار کیا جاسکتا ہے۔ اسکی تفاصیل میں جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ اتنے کم وقت میں اسکی تفاصیل کا جائزہ لینا ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا اب صوبائی کمیٹیاں اپنے اپنے مقامات پر اس بارے میں غور و مشورہ کر کے اپنی رپورٹ متعلقہ نظارتوں یعنی نظارت تعلیم اور نظارت امور عامہ کو بھجوادیں تا کہ وہ صدر انجمن میں مشورہ کے بعد مجھے پیش کریں۔ البتہ اس رپورٹ کی ایک نقل مجھے براہِ راست بھجوادی جائے تا کہ میں جائزہ لوں کہ کس نہج پر کاروائی ہورہی ہے۔

دوسری سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہونے سے قبل حضور نے مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک آف یاڑی پورہ امیر صوبہ کشمیر کو معاونت کے لئے بلایا۔ بعدہٗ مکرم سیّد فضل احمد صاحب نے سب کمیٹی کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ حضور نے اس رپورٹ پر بحث میں حصہ لینے کے لئے نمائندگان کو موقع عطا فرمایا چنانچہ گیارہ نمائندگان نے بحث میں حصہ لیا۔

آخر میں حضور انور نے قادیان میں نہ صرف آفسیٹ بلکہ کمپیوٹرائزڈ پریس کے قیام کے بارہ میں جائزہ لیکر رپورٹ پیش کرنے کے لئے مکرم ناظر صاحب اشاعت قادیان اور دیگر چھ ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی کی منظوری عطا فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ تمام امور کا جائزہ لیکر تفصیلی رپورٹ ۲۹ رجنوری ۱۹۹۲ء تک تیار کر کے آپ کو بھجوادی جائے۔

نمائندگان کے اظہارِ خیال پر ساتھ کے ساتھ حضور نے مجلسِ شوریٰ کو زرّیں ہدایات اور ارشادات سے متمتع فرمایا۔ شوریٰ کا یہ آخری اجلاس مسلسل تین گھنٹے جاری رہنے کے بعد اختتامی دعا کے ساتھ ۷:۰۳ بجے شام اختتام کو پہنچا۔ مجلس شوریٰ کے اجلاس کے اختتام کے بعد نماز

مغرب وعشاء کی ادائیگی ہوئی اور پھر آپ نے ساڑھے نو بجے سے سوا دس بجے تک کشمیر سے آئے ہوئے مہمانوں کو شرفِ ملاقات سے نوازا۔

۳۰ردسمبر ۱۹۹۱ء بروز سوموار۔قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نماز فجر چھ بجکر بیس منٹ پر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔ سات بجے آپ حسب معمول دعا کیلئے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ دعا کے بعد آپ ایوانِ خدمت کے سامنے سے ہوتے ہوئے جلسہ گاہ اور ڈاکٹر بشیر احمد صاحب درویش کے گھر کے سامنے سے گزرے جہاں پر آپ نے باہر کھڑے بچوں کو پیار کیا پھر چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ کی کوٹھی کے پاس سے ہوتے ہوئے ڈپٹی شریف صاحب کی کوٹھی پر وہاں ٹھہرے ہوئے مہمانوں سے ملاقات کی۔ یہاں سے آپ واپس ہوئے اور راستہ میں سڑک کے دائیں بائیں کھڑے ان مہمانوں سے جو جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد اب واپس گھروں کو جارہے تھے مصافحہ وملاقات کا شرف عطا فرماتے ہوئے احمدیہ چوک سے ہوکر دارالمسیح میں داخل ہوئے۔ صبح دس بجے سے بارہ بجے تک حضور نے ربوہ سے آئے ہوئے ناظران اور وکلاء صاحبان سے ملاقات فرمائی۔ ڈیڑھ بجے نماز ظہر وعصر حضور اقدس کی اقتداء میں مسجد اقصیٰ میں ادا کی گئیں۔ بعد دوپہر آپ تقریباً ۴ بجے دفتر تشریف لائے۔ آج بھی دفتری کام اور دفتری وانفرادی ملاقاتوں کا بھرپور سلسلہ جاری رہا۔

ادائیگی نماز مغرب وعشاء کے بعد آپ لنگر خانہ سے ملحقہ گیسٹ ہاؤس میں بعض غیر ملکی معزّزین کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں بنفسِ نفیس شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔ جہاں ان سے بے تکلّفی کے ماحول میں گفتگو ہوتی رہی۔ یہ مجلس ساڑھے نو بجے برخواست ہوئی۔

۳۱ردسمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل۔قادیان

بعد ادائیگی نماز فجر سات بجے حضور اقدسؒ حسب معمول صبح کی سیر کیلئے دارالمسیح سے نکلے

اورسب سے پہلے بہشتی مقبرہ میں دعا کرنے کیلئے گئے ۔ یہاں سے فارغ ہوکر راستہ میں احباب سے جو کہ قطاروں میں کھڑے تھے،مصافحہ کی سعادت بخشتے ہوئے آپ بہشتی مقبرہ سے باہر تشریف لائے اور گزشتہ روز والے راستہ پر سے ہوتے ہوئے ڈاکٹر بشیر احمد صاحب درویش کے مکان کے دروازہ پر چند منٹ رُکے اور بچوں کو پیار کیا۔ یہاں سے آگے چل کر حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ کی کوٹھی کے قریب چونگی سے بائیں طرف مین سڑک سے ہوتے ہوئے ریلوے گیسٹ ہاؤس والی سڑک پر نکل آئے ۔ریلوے روڈ پر سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کی کوٹھی میں ان سے ملنے کیلئے اندر تشریف لے گئے ۔ان سے ملاقات کے بعد آپ سیر کرتے ہوئے نور بلڈنگ کے نزدیک پہنچے۔ تھانہ قادیان پار کرنے کے بعد دائیں جانب سے اچانک ایک ادھیڑ عمر سردار چمن سنگھ احتراماً ہاتھ باندھے حضور سے ملنے آئے۔آپ نے انہیں مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا جس پر انہوں نے آپ سے کہا کہ ابھی آپ کا ذکرِ خیر ہورہا تھا۔آپ نے بڑی بندہ نوازی کی ہے۔اس پر حضور انور نے انہیں دوبارہ گلے سے لگایا اور چند باتوں کے بعد وہاں سے براستہ ریتی چھلہ محلّہ احمدیہ کی جانب رخ کیا۔ بازار میں جگہ جگہ مہمانانِ جلسہ جواَب واپس تشریف لے جارہے تھے،ان کو آپ نے شرفِ مصافحہ بخشا۔ راستہ میں عبدالحفیظ صاحب باڈی گارڈ نے حضور انور سے حکیم سوَرن سنگھ صاحب (جنہوں نے کافی تعداد میں جلسہ سالانہ کے مہمان اپنے ہاں ٹھہرائے تھے) کے لڑکے کا تعارف کروایا۔آپ نے ان کو گلے سے لگالیا۔ یہاں سے حضور راستہ میں کھڑے لوگوں کو سلام کرتے ہوئے دارالمسیح میں داخل ہوئے۔ دس بجے سے گیارہ بجے تک آپ نے پاکستان کے مبلغین ومربیان اور جامعہ احمدیہ کے اساتذہ طلبا و معلمین وقف جدید کو ملاقات کی سعادت بخشی۔ مغرب وعشاء کی نمازیں مسجد اقصیٰ میں ساڑھے چھ بجے حضور انور کی اقتداء میں ادا کی گئیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حسب ذیل دوافراد نے دستی بیعت کی سعادت حاصل کی۔

۱۔مکرم محمد عزیز صاحب ابن مکرم کریم بخش صاحب آف پونچھ

۲۔مکرم جوزف کونڈلر صاحب (Josef Kondler) آف جرمنی۔

حضور نے انگریزی میں عہد بیعت کے الفاظ دوہرائے۔ دعا اور وتروں کی ادائیگی کے بعد

آپ کے ارشاد کے مطابق مکرم راویل بخارا ییو صاحب نے (راویل صاحب تا تاری روسی احمدی ہیں اور شاعر بھی ہیں اور کئی کتب کے مترجم اور مصنف بھی) احبابِ جماعت کے سامنے روس کے حالات اور وہاں کی معلومات پر مبنی تقریر کی۔

یکم جنوری ۱۹۹۲ء بروز بدھ۔قادیان

حضور انور نے نماز فجر چھ بجکر بیس منٹ پر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔آج نماز کی پہلی رکعت میں آپ نے سورۃ بقرہ آخری رکوع اور دوسری رکعت میں سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱ تا ۱۹۵ کی تلاوت فرمائی۔آپ نے نماز کے بعد تمام احباب کو نئے سال کی مبارکباد دی اور فرمایا کہ ''ہندوستان میں نئے سال کے پہلے دن پہلی با جماعت نماز آپ سب کو بے حد مبارک ہو۔خدا کرے کہ قادیان سے یہ نور نکل کر ساری دنیا میں پھیلے۔''

اس کے بعد حضور حسب معمول بہشتی مقبرہ میں تشریف لے گئے۔قطعۂ خاص سے نکل کر آپ نے اپنے نانا جان حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب اور دو اور قبروں پر دعا کی۔حضور کی طبیعت فلو کے اثر کی وجہ سے ٹھیک نہیں تھی۔اسلئے آج لمبی سیر نہیں کی۔چنانچہ آپ بہشتی مقبرہ سے باہر تشریف لائے اور ایوانِ خدمت کے قریب سے گزر کر احمدیہ چوک کی طرف آئے۔راستہ میں آپ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر آئے ہوئے افریقن وفد کے ایک ممبر کو بلا کر حال احوال دریافت فرمایا اور پھر احمدیہ چوک سے واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔صبح گیارہ بجے مسجد اقصیٰ میں جلسہ سالانہ کے تمام کارکنوں کو ملاقات ومصافحے کا شرف بخشا۔شام پانچ بجے آپ نے مسجد اقصیٰ میں اساتذہ وطلبا مدرسہ احمدیہ قادیان اور بھارت کے مبلغین و معلمین سے اجتماعی ملاقات فرمائی اور مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ وطلبا سے تعلیم و تدریس کے متعلق گفتگو فرمائی اور ہدایات دیں اور مختلف گروپس کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

۲؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز جمعرات۔قادیان

حضور کی اقتدا میں نماز فجر چھ بجکر بیس منٹ پر مسجد اقصیٰ میں ادا کی گئی۔سات بجے حسبِ معمول آپ دعا کی غرض سے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔آپ کی طبیعت فلو کی وجہ سے علیل تھی۔فلو کا گلے پر خاص طور پر اثر تھا۔دعا کے بعد آپ سیر کیلئے تشریف لے جانے سے قبل پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں نے جو بہشتی مقبرہ کے احاطہ میں چھولداریوں میں ٹھہرے ہوئے تھے،آپ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ان پاکستانی مہمانوں کا قافلہ آج تھوڑی دیر بعد روانہ ہونے والا تھا اور یہ مہمان اپنے آقا سے جدائی کے خیال سے جذبات سے مغلوب و آبدیدہ ہو رہے تھے۔

اس الوداعی ملاقات کے بعد حضور ایوان خدمت کے سامنے سے ہوتے ہوئے جلسہ گاہ کے راستہ سے احمدیہ چوک کی طرف گئے۔آج کی سیر بھی مختصر تھی۔احمدیہ چوک سے دارالمسیح پہنچ کر آپ اپنے خاندان کے افراد سے ملنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش والے کمرے کے سامنے والے صحن میں پہنچے۔آپ نے یہاں،اوراس طرح بیت الدّعا کے سامنے والے صحن میں اپنے خاندان کے افراد سے ملاقات کی اوران سے مصافحہ و معانقہ فرمایا۔ان تمام افراد کو آج پاکستان واپس روانہ ہونا تھا۔ان سب کو الوداع کہنے کے بعد حضور اپنے گھر تشریف لے گئے۔

نمازِ ظہر وعصر حضور کی اقتداء میں مسجد اقصیٰ میں ادا کی گئیں۔ساڑھے پانچ بجے آپ نے وکیل اعلیٰ ربوہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، ناظر بیت المال قادیان مکرم محمود احمد صاحب عارفؔ اور خاکسار(ہادی علی) کو ہندوستان کی جماعتوں کی بہبود کے منصوبہ کے سلسلہ میں طلب فرمایا۔یہ میٹنگ ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

ساڑھے چھ بجے حضور اقدس نے نمازِ مغرب وعشاء مسجد اقصیٰ میں جمع کر کے پڑھائیں نماز عشاء کے بعد آپ دفتر میں تشریف لائے اور چوہدری آفتاب احمد صاحب آف لندن کی اہلیہ کی شدید علالت پر فکر کا اظہار کیا اوران کے مناسب علاج اور نگہداشت سے متعلق ڈاکٹر مبارک احمد صاحب اور ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب کو ہدایات دیں۔

۳؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز جمعہ۔قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اقتداء میں نماز فجر چھ بج کر بیس منٹ پر مسجد اقصیٰ میں ادا کی گئی۔ سات بجے کے قریب حسبِ معمول حضور دعا کیلئے بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ آپ کی صاحبزادیاں اور صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر اور اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور اپنی والدہ محترمہ سیدہ مریم بیگمؒ کی قبروں پر دعا کی۔ اسکے بعد آپ تین اور قبروں پر بھی گئے اور دعا کی۔ بہشتی مقبرہ میں دعا کے بعد آپ گزشتہ چند روز کی طرح ایوانِ خدمت کے سامنے سے گزرے۔ راستہ میں مختلف لوگوں کو مصافحے کی سعادت بخشتے ہوئے احمدیہ چوک سے گزر کر دارالمسیح میں واپس تشریف لائے۔ اس سال کی پہلی نماز جمعہ پڑھانے کیلئے حضور انور مسجد اقصیٰ میں ڈیڑھ بجے تشریف لائے۔ اس تاریخی نمازِ جمعہ کے لئے مکرم رشید الدین پاشا صاحب نے اذان دی۔ خطبہ جمعہ کے بعد جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ خطبہ جمعہ کا مکمل متن پیش ہے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍جنوری ۱۹۹۲ء

(بمقام مسجد اقصیٰ قادیان)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

’’جلسہ سالانہ جو سو سالہ جلسہ سالانہ ہونے کے لحاظ سے غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا، خدا کے فضل سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا اور اس جلسہ کے بعد آج پہلا جمعہ ہے جو ہمیں مسجد اقصیٰ میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے اور سال کا بھی یہ پہلا جمعہ ہے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلے میں تمام جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو صد سالہ جلسہ سالانہ کے بخیر و خوبی گزرنے پر اور نئے سال کے آغاز پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، اپنی طرف سے بھی اور قادیان کے درویشوں اور باشندگان کی طرف سے بھی اور ان سب مہمانوں کی طرف سے بھی جو ابھی تک یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

جلسہ سالانہ جب قریب آیا تو دن رات کی رفتار میں تیزی آنی شروع ہوئی اور یوں لگتا تھا کہ

اچانک دن رات کے چکر کو کسی نے لٹو کی طرح گھما دیا ہے اور دن گھنٹوں میں گزرنے لگے اور جب ہوش آئی تو جلسہ پیچھے رہ چکا تھا اور تمام ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ادا ہو چکی تھیں۔

اس سے پہلے بھی مجھے گلے کی تکلیف تھی جو یہاں آنے کے بعد غالباً کسی گھی کی الرجی سے شروع ہوئی اور مجھے ڈر تھا کہ یہ کہیں جلسہ کی ذمہ داریوں میں حائل نہ ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب احسان ہے کہ جلسہ کے آغاز پر یہ تکلیف بالکل غائب ہوگئی اور پوری طرح مجھے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کے بعد یہ تکلیف پھر از سرِ نو واپس آئی تو مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے عاجز بندوں سے اعجازی سلوک فرماتا ہے لیکن بشریت کے تقاضوں سے وہ بالا نہیں ہوتے۔ پس وہ اعجازی دَور تھا جو گزر گیا۔ اب میرے بشری تقاضوں کی بیماری ہے جس نے مجھے آ پکڑا ہے لیکن اللہ کے فضل سے طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔

کل مجھے انشاء اللہ دہلی جانا ہوگا۔ پرسوں وہاں ایک اہم بین الاقوامی مجلس سے خطاب ہے۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس اہم ذمہ داری کو بھی اسی طرح اپنے خاص فضل کے ساتھ عمدگی کے ساتھ نبھانے کی توفیق عطا فرمائے، جیسے پہلے اس نے عمدگی سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور ایسی باتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے نتیجہ میں دنیا کو کچھ فائدہ پہنچے۔ محض منہ کی باتیں نہ ہوں بلکہ ایسی باتیں ہوں جو دل سے نکلیں اور دل پر اثر کرنے والی ہوں۔ جن کے نتیجہ میں خیالات میں بھی تبدیلیاں ہوں اور دلوں میں بھی تبدیلیاں پیدا ہوں کیونکہ یہ دنیا جس دور میں سے گزر رہی ہے اس میں سب فتور خیالات اور دلوں کا فتور ہے۔ امنِ عالم کی سرسری سطحی باتیں کرنا ایک فیشن سا بن چکا ہے لیکن فی الحقیقت بہت کم ہیں جو مضمون کی تہہ میں ڈوب کر حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے امن کے خواہاں ہیں اور امن کو حاصل کرنے کے لئے وہ کسی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ میرا مضمون امن عالم سے تعلق رکھتا ہے اس لئے میں سب احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں کہ ایسے رنگ میں اس مضمون کو ادا کرنے کی توفیق ملے کہ وہ لوگ جو عموماً سطحی باتوں کے عادی ہیں ان کی نظر بھی گہری اترے، مسائل کی تہ تک پہنچیں اور اپنے ماحول اور گردوپیش میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہم ایک غفلت کی حالت میں سے گزر رہے ہیں

اوراس غفلت کی حالت کو قرآن کریم نے 'خسران' کی حالت بیان فرمایا ہے ۔ وَالْعَصْرِ ﴿۲﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۳﴾ وہ زمانہ گواہ ہے، اس زمانے کی قسم کہ اس وقت کا انسان گھاٹے میں ہوگا ۔ یعنی تمام کا تمام انسان گھاٹے میں ہوگا ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سوائے ان چند لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ اور حق بات کی نصیحت کی وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۴﴾ (العصر: ۲۔۴) صبر کے ساتھ صبر کی نصیحت کی اسمیں ایک ذرہ بھی شک نہیں کہ یہ جماعت جس کا یہاں ذکر ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے جس کا آغاز قادیان کی اسی بستی میں آج سے تقریباً سو سال پہلے ہوا تھا۔

پس امن عالم کے حصول کے لئے اگرچہ ہماری طاقتیں بہت محدود ہیں اور اِلَّا الَّذِیْنَ کی ذیل میں ایک مختصر سے گروہ کے طور پر ہمارا ذکر ہوا ہے۔ اگرچہ اتنی تھوڑی تعداد کے لئے بظاہر ممکن نہیں کہ وہ تمام عالم کے گھاٹے کو نفع میں تبدیل کر دے۔ مگر قرآن کریم نے جو نسخہ عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اگر وہ ایمان پر قائم رہیں۔ نیک اعمال کے ساتھ چمٹے رہیں اور وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ خواہ کوئی سنے یا نہ سنے حق بات کی نصیحت کرتے رہیں ۔ حق بات کی نصیحت حق طریق پر کرتے رہیں اور صبر کی نصیحت کرتے رہیں اور صبر کے طریق پر نصیحت کرتے رہیں ۔ یہ وہ نسخہ ہے جو قرآن کریم نے تمام عالم کے گھاٹے کو نفع میں تبدیل کرنے کا پیش فرمایا ہے ۔ خدا کرے ہمیں اس کی توفیق ملے ۔ بعض دفعہ ایک نسل کو اپنی زندگی میں ایک انقلاب کا منہ دیکھنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ بعض دفعہ دو نسلوں کو یکے بعد دیگرے انقلابات کے کچھ حصے دیکھنے کی توفیق ملتی ہے لیکن ہمارا سفر لمبا ہے۔ احمدیت کو آئے ہوئے آج تک سو سال سے کچھ زائد عرصہ گزرا کئی نسلیں ہماری گزر چکی ہیں اور ابھی ہم نے لمبا سفر طے کرنا ہے۔ یہی حکمت ہے کہ صبر پر اتنا زور دیا گیا۔ وہ لوگ جو صبر کی توفیق نہیں رکھتے اگر ان کو اپنی آنکھوں کے سامنے کامیابی دکھائی نہ دے تو وہ حوصلے ہار بیٹھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس مقصد کی پیروی کا کوئی فائدہ نہیں۔ جاں کا زیاں ہے اور کوششوں کا نقصان ہے۔ لیکن وہ لوگ جو خدا کی خاطر کوشش کرتے ہیں وہ اپنے مقصد کو اپنی آخری صورت میں نہ بھی حاصل کرسکیں تو درحقیقت ان کا ایک مقصد ہر لمحہ پورا ہوتا

چلا جاتا ہے اور وہ مقصد ہے رضائے باری تعالیٰ کا حصول۔ وہ دنیا میں جو تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں اپنی ذات کی خاطر نہیں، اپنی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں، اپنے رسوخ کو پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے۔ پس ان میں سے جو بھی جس حالت میں بھی جان دیتا ہے وہ کامیاب حیثیت سے جان دیتا ہے اور اپنے مقصد کو حاصل کرتے ہوئے جان دیتا ہے کیونکہ اس کے رب کی رضا کی نگاہیں اس پر پڑ رہی ہوتی ہیں۔ یہی وہ یقین کامل ہے، یہی وہ اعلیٰ درجہ کا احساس ہے جسے فوزِ عظیم کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسی کامیابی کہ دشمن کو دکھائی دے یا نہ دے مگر ہر شخص جو اس کامیابی کا مزہ چکھتا ہے اور اسمیں سے گزرتا ہے وہ کامل یقین رکھتا ہے کہ وہ کامیاب ہو گیا۔ ایسا ہی ایک واقعہ ایک ایسے صحابی کے ساتھ پیش آیا جن کو جب قتل گاہ پر لے جایا گیا۔ دشمن کے نرغے میں آ کر بعض اور صحابہؓ کے ساتھ وہ بھی پکڑے گئے تھے تو جب انہیں قتل گاہ میں لیجایا گیا اور تلوار ان کی گردن پر چلنے لگی تو انہوں نے آخری فقرہ یہ کہا کہ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ خدا کی قسم! ربِّ کعبہ کی قسم !میں کامیاب ہو گیا۔

کیسی عجیب بات ہے۔ فوز کی ایک نئی تعریف دنیا کے سامنے ابھری ہے اور یہی وہ تعریف ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ فقرہ سن کر بہت سے کفار مکہ جو اس قتل میں شریک تھے ششدر رہ گئے، حیران ہوئے کہ یہ کیسا جملہ ہے۔ ایک شخص جو قتل ہونے کے قریب ہے اس کی زندگی کے چند لمحے باقی ہیں وہ یہ اعلان کر رہا ہے کہ ربّ کعبہ کی قسم! میں تو کامیاب ہو گیا۔ یہ کیسی کامیابی ہے۔ تب ان کی توجہ اسلام کی طرف پھری اور اس ایک جان نے بہت سی سعید روحیں اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ ایک کامیابی تو ان کو وہ نصیب ہوئی کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنے ربّ کے پیارے ہوئے اور ایک کامیابی وہ نصیب ہوئی کہ اگر ایک سر گردن سے اترا تو اور کئی سر محمد رسول اللہؐ کی غلامی میں جھک گئے اور وہ جان ضائع نہیں گئی۔ پس فوز کے یہ معنی ہیں جن کو جماعتِ احمدیہ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ اگر حصولِ مقصد ہم سے بہت دور دکھائی دیتا ہے تو زندگی کا ایک مقصد ایسا ہے جو ہر لمحہ ہمارے ساتھ ہے اور وہ رضائے باری تعالیٰ کا حصول ہے۔ اگر ہم خود اپنے نفس میں مطمئن ہو جائیں کہ ہمیں رضائے باری تعالیٰ حاصل ہو رہی ہے، ہم پر اس کے پیار کی نگاہیں پڑ رہی

ہیں تو سب سے بڑی کامیابی یہی ہے۔اس سے بڑی اور کوئی کامیابی نہیں۔

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے روح پرور نظارے

جلسہ سالانہ کے متعلق چند مختصر باتیں میں جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔وہ جلسہ کے بعد پہلی بار یہ خطبہ سن رہی ہیں۔اس لئے ان کو توقع ہوگی کہ قادیان سے متعلق اور جلسہ سے متعلق میں اپنے کچھ تاثرات بیان کروں۔یہ مضمون بہت مشکل ہے کیونکہ دل کی جو کیفیات تھیں اور ہیں ان کا بیان ممکن نہیں۔ایک عجیب خواب کی سی دنیا سے نکل کر ہم آئے ہیں۔جو مناظر ہم نے جلسہ میں عشق اور محبت کے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر فدائیت کے نظارے دیکھے،تمام دنیا سے آئے ہوئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پروانے اس بستی میں بہت تکلیفیں اٹھا کر جمع ہوئے۔ہندوستان کے کونے کونے سے اس کثرت سے احباب جماعت یہاں تشریف لائے کہ آج تک سوسالہ تاریخ میں کبھی ان جگہوں سے اس کثرت سے احباب جلسہ سالانہ میں شریک نہیں ہوئے۔بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں بھاری اکثریت غربت کا شکار ہے اور اتنی غربت کا شکار ہے کہ ان کے لئے ریل کے تیسرے درجہ کے سادہ دوطرف کے کرائے اکٹھا کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس طرح انہوں نے قرض اٹھائے یا کسی اور صاحب دل آدمی نے ان کی ضرورت کو محسوس کر کے ان کی مدد کی مگر میں نے جو کثرت سے نگاہ ڈالی تو بھاری اکثریت ایسی تھی جو غرباء کی تھی مگر دل کے غنی تھے۔حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی یہ تعریف ان پر صادق آتی تھی کہ الغنیٰ غِنی النفس (بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر:۵۹۶۵) سنو! غنیٰ یعنی امیری اور تونگری اصل میں دل کی امیری اور تونگری ہوا کرتی ہے۔وہ دنیا کی تمناؤں سے بے نیاز اس بستی میں آپہنچے جہاں ان کو سکون ملنا تھا۔جس کی راہ وہ بڑی مدّت سے دیکھ رہے تھے۔ان کی آنکھوں نے وہ دیکھا جس کے متعلق مجھے بہتوں نے کہا کہ ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ہماری تمنائیں تھیں کہ ہم اپنی زندگی میں کبھی خلیفۃ المسیح کو دیکھیں لیکن سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

ایسے بوڑھے تھے جو معلوم ہوتا تھا کہ زندگی کے آخری کنارے پر پہنچے ہوئے ہیں۔ایسے اپاہج تھے جو کرسیوں پر بیٹھ کر آئے۔ایسے بیمار تھے جن کو ان کے رشتہ داروں نے سہارے دیئے۔قطع

نظراس کے کہ یہاں کی موسم کی سختی کے وہ عادی نہیں تھے۔اکثر ایسے علاقوں کے رہنے والے تھے کہ جہاں سارا سال گرمی ہی پڑتی ہے۔سردی کم گرمی کا نام ہے اور حقیقت میں وہ سردی سے آشنا نہیں مگر انہی ایک دو کپڑوں میں ملبوس جو گرمیوں کے کپڑے تھے اور جن کے وہ عادی ہیں ان میں وہ تشریف لائے لیکن ان کے اندر ایک ایسا ولولہ،ایسا جوش تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب سے کم وہ ہیں جو بیمار پڑے۔ وہ جو ٹھنڈے علاقوں سے آئے تھے۔ وہ جن کو تن بدن ڈھانکنے کے سارے سامان میسر تھے ان میں بہت زیادہ نزلہ زکام اور بخار نے راہ پائی لیکن عجیب بات تھی کہ ان میں سے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کا ناک بہہ رہا ہو یا سردی سے کانپ رہا ہو۔ایک عجیب گرمی تھی جو خدا تعالیٰ نے ان کو اندر سے عطا کر دی تھی اور یہ حیرت انگیز اعجاز تھا جو عام حالات میں ممکن نہیں ہے۔

ان کی اکثریت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسی تھی جنہوں نے کبھی قادیان کا منہ بھی نہیں دیکھا تھا مثلاً اڑیسہ کے غریب اور تونگر احمدی،دل کے امیر احمدی دو ہزار سے زائد تعداد میں یہاں پہنچے اور خدا کے فضل کے ساتھ ان کی کیفیت یہ تھی کہ دن بدن اُن کے اندر پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔جب آغاز میں ان سے تعارف ہوا تو ان کی نگاہوں میں کچھ تھوڑی سی اجنبیت تھی، کچھ پہچان کی کوشش کر رہے تھے یہ جاننا چاہتے تھے کہ یہ کیا چیز ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں اور کچھ فاصلہ سا تھا لیکن آناً فاناً وہ فاصلے قربتوں میں تبدیل ہو گئے اور اسکے بعد ان کا جوش اور ولولہ نا قابلِ بیان تھا۔آج تک ہم نے کبھی کسی جلسہ سالانہ میں ایسے نظارے نہیں دیکھے جیسے ہندوستان کی دُور دُور سے آئی ہوئی جماعتوں کے اخلاص کے نظارے ہم نے دیکھے۔ان میں کیرالہ کے غرباء بھی تھے۔ان میں آندھرا پردیش کے بھی تھے لیکن یہ ایسا موقع تھا جسمیں غرباء کو امراء سے الگ کرنا شاید زیادتی ہو۔ یہ وہ موقع تھا جہاں واقعۃً محمود وایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جہاں کوئی تفریق نہیں رہی تھی۔سارے دل کے امیر دکھائی دیتے تھے۔سارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم اور آپؐ کے اس غلامِ کامل کے شیدائی دکھائی دیتے تھے۔جس نے قادیان کی بستی میں جنم لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں اس کے دل سے نور کے سوتے پھوٹے۔پس یہ وہ نظارے ہیں جن کے بیان کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔شاید ویڈیو والوں نے کچھ ریکارڈ کئے ہوں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو اِس فضا میں دم لے رہے تھے جنہوں نے ان کے جذبے، ان کے ولولے دیکھے وہ کسی طرح بھی بیان کی حد میں نہیں آسکتے ۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان لوگوں نے کیا پایا اور کیا لے کر لوٹے ؟ مگر میں یہ یقین رکھتا ہوں اور اس میں مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ خدا کے فضل سے وہ اگر پہلے کسی لحاظ سے کمزور بھی تھے تو یہاں سے مالا مال ہو کر لوٹے ہیں اور کسی چیز کی کوئی کمی انہوں نے محسوس نہیں کی ۔

جلسہ میں پاکستان سے شامل ہونے والے احمدیوں کا تذکرہ

اب ایک دَور ہے جو شروع ہونے والا ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں پاکستان کے احمدیوں کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لمبے عرصہ کے بعد پاکستان کے غرباء کو بھی یہ توفیق ملی کہ وہ کسی حد تک یعنی سارے تو نہیں آسکتے تھے ناممکن تھا لیکن کسی حد تک یہاں پہنچ سکیں اور جن کے لئے انگلستان پہنچ کر ملاقات ناممکن تھی ان کو بھی خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ قریب آئیں اور یہاں سے آکر جلسہ میں شمولیت کریں ۔ میرے ساتھ ملاقاتیں کریں اور قریب سے دوبارہ دیکھنے کا موقع ملے ۔ان کی کیفیت بھی نا قابل بیان تھی ۔ اکثر یہ صورت حال تھی کہ میرے ضبط کا بڑا سخت امتحان تھا۔ مجھے ہمیشہ ڈر رہا کہ اگر میرا ضبط ٹوٹ گیا تو یہ لوگ بچوں کی طرح بلک بِلک کر رونے لگیں گے ۔ میری جدائی ان پر اور بھی زیادہ سخت ہو جائے گی اور خدا کے ہاں جو علیحدگی کے بقیہ دن مقدّر ہیں وہ پہلے سے زیادہ تلخ ہو جائیں گے۔ اس لئے میں نے حتی المقدور کوشش کی کہ ہنستے ہوئے، مسکراتے ہوئے، ہاتھ اٹھاتے ہوئے سب کو سلام کہوں، سب کے سلام قبول کروں اور حوصلے بڑھاؤں لیکن جو دل کی کیفیت تھی خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بڑے سخت امتحان سے گزرنا پڑا۔

ان کے آنے کے نظارے بھی عجیب تھے۔ ان کی واپسی کے نظارے بھی عجیب تھے۔ ایک موقع پر میری بچیاں بسوں کی رخصت کا منظر دیکھنے کے لئے گئیں ۔ ہمارے خاندان کے بھی بہت سے لوگ اس میں جا رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ سب لوگ کھڑکیوں سے اُلٹے پڑتے تھے۔ گویا وہ زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کہ ہم نے نہیں جانا۔ ہم نہیں جانا چاہتے ۔ چنانچہ میری بچی نے اپنی کسی عزیزہ سے پوچھا کہ تم کیوں الٹ رہی ہو تو اس نے کہا۔ یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا۔

دل چاہتا ہے کھڑکی سے چھلانگ لگادوں۔پس یہ وہ کیفیتیں ہیں جن کو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی فصاحت و بلاغت جیسا کہ حق ہے ان کو سمیٹ سکے اور ان کو زندہ جاوید تحریروں میں تبدیل کر سکے۔لیکن یہ عجیب دن تھے جو گزر گئے۔اب ہمیں آئندہ کی سوچنا چاہئے۔

احمدیوں کے نئے دور کا آغاز

یہ جلسہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نہ صرف ایک تاریخی جلسہ تھا بلکہ تاریخ ساز جلسہ تھا اور تاریخ ساز جلسہ ہے۔جو لطف ہم نے اٹھائے وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ زندہ رہیں گے لیکن وہ لطف اس لئے زندہ نہ رہیں کہ ہم جیسے ایک نشئی ایک نشے کی حالت میں لطف اٹھاتا ہے ویسے اس سے لطف اٹھاتے رہیں۔ وہ لطف اس لئے زندہ رہنے چاہئیں تا کہ ہمیشہ ہمیں عمل کے میدان میں آگے بڑھاتے رہیں اور ہماری ذمہ داریاں ہمیں یاد کراتے رہیں اور یاد کرائیں کہ ایک نیا دور ہے جس میں احمدیت داخل ہو چکی ہے۔ترقیات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو ہمارے سامنے کھلا پڑا ہے۔ایسے نئے ایوان کُھل رہے ہیں جن میں پہلے احمدیت نے کبھی جھانکا نہیں تھا۔چنانچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کی جماعتوں میں یہ احساس بیداری پیدا ہوا ہے اور بعض جگہ جو چھوٹی چھوٹی پژمُردہ سی جماعتیں تھیں۔جن کے خطوں سے امید کی کوئی غیر معمولی کرن نظر نہیں آتی تھی۔جن کے خط کچھ بجھے بجھے، کچھ دبے دبے ایسا منظر پیش کرتے تھے جیسے وہ احمدیت کے ساتھ زندہ ہیں اور احمدیت کے ساتھ زندہ تو رہیں گے لیکن اتنے کمزور ہیں کہ وہ احمدیت کی زندگی سے اپنے ماحول کو زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔اب جو لوٹے ہیں تو ان کی کیفیت یکسر بدل چکی تھی۔ان میں سے بہت تھے جنہوں نے مجھ سے کہا کہ اب زندگی کا ایک بالکل نیا دور شروع ہوا ہے۔اب آپ دیکھیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کس طرح ہندوستان میں چاروں طرف احمدیت کا نور پھیلائیں گے۔اب گزشتہ زمانوں اور آئندہ زمانوں میں ایک نمایاں فرق پڑ چکا ہے اور یہ جلسہ اس کی حد فاصل ہے۔پس اس پہلو سے یہ جلسہ ایک تاریخ ساز جلسہ ہے۔میری دعا ہے کہ ان کے ولولے ہمیشہ زندہ رہیں۔

جہاں تک منصوبوں کا تعلق ہے ان کو تفصیل کے ساتھ سمجھا دیا گیا ہے کہ کس طرح منصوبے

بنانے ہیں۔ کس طرح ان پر عمل درآمد کرنا ہے۔ ان کو یقین دلا دیا گیا ہے کہ اگر چہ ظاہری طور پر آپ غریب ہیں اور بڑے بڑے اُمید افزا اور تمناؤں سے بھر پور منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن کھلے دل کے ساتھ خوب منصوبے بنائیں اور بالکل پرواہ نہ کریں کہ ان پر کیا خرچ آتا ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے غریب نہیں ہے اور ساری عالمگیر جماعت احمدیہ آپ کی پُشت پر کھڑی ہے۔ **تمام عالمگیر جماعت احمدیہ ہمیشہ قادیان کی ممنون احسان رہے گی اور ان درویشوں کی ممنون احسان رہے گی جنہوں نے بڑی عظمت کے ساتھ بڑے صبر کے ساتھ بڑی وفا کے ساتھ اس امانت کا حق ادا کیا جو اُن کے سپرد کی گئی تھی اور لمبی قربانیاں پیش کیں۔** اسلئے آپ کو کوئی خوف نہیں، آپ کو کوئی کمی نہیں۔ اللہ کے فضل کے ساتھ جتنے مفید کارآمد منصوبے آپ بنا سکتے ہیں اور ان پر عمل کر سکتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تمام ضرورتیں عالمگیر جماعتیں پوری کریں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان اس لحاظ سے بہت حد تک نظر انداز ہوتا رہا ہے۔ اس میں ہم سب کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔

قادیان اور ہندوستان کا حق

ہندوستان کا اپنا ایک حق تھا جسے ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے تھا۔ ہندوستان وہ جگہ ہے جہاں خدا تعالیٰ نے آخرین کا پیغامبر بھیجا جو ہر مذہب کا نمائندہ بن کر آیا۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جَرِیُ اللّٰهِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ (تذکرہ صفحہ:۶۳) کہ ایک شخص دکھائی دیتا ہے مگر خدا کا پہلوان ہے جو تمام انبیاء کے چوغے اوڑھے ہوئے آیا ہے۔ اسی میں تمہیں کرشن دکھائی دے گا، اسی میں تمہیں بدھا دکھائی دے گا، یہ مسیح کی تمثیل بھی ہے اور مہدی بن کر بھی آیا ہے۔ انبیاء سے تمام دنیا میں جتنے بھی وعدے کئے گئے تھے وہ آج قادیان کی بستی میں اس ذات میں پورے ہو رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے مامور فرمایا ہے۔

پس اس پہلو سے ہندوستان کا ایک مرکزی اور دائمی حق ہے جسے نظر انداز کرنا ہماری غلطی تھی۔ دیگر ممالک میں پہنچے۔ افریقہ اور امریکہ اور سپین اور یورپ کے ممالک میں مساجد تعمیر کیں اور اذانیں دیں اور اسی بات پر مطمئن رہے کہ خدا کے فضل سے افریقہ کے بعض ممالک میں جماعت

اس تیزی سے ترقی کررہی ہے کہ بعید نہیں کہ آئندہ چند سالوں میں وہاں جماعت کو کلی اکثریت حاصل ہو جائے۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ اطمینان بخش ضرور ہیں مگر ہندوستان کو نظر انداز کرنا ہرگز جائز نہیں تھا اور عقل کے تقاضوں کے خلاف تھا کیونکہ جو اہلیت اور صلاحیت ہندوستان میں جماعتِ احمدیہ کی نشوونما کی ہے، وہ شاید ہی دنیا کے کسی اور ملک میں ہو۔ یہاں دنیا کے مختلف مذاہب آزادی کے ساتھ اپنے اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہاں جو بظاہر مذہبی فسادات ہوتے ہیں الّا ماشاء اللہ، وہ دراصل سیاسی گروہ بندیوں کے نتیجہ میں اور چھوٹی چھوٹی چپقلشوں کے نتیجہ میں ہوتے ہیں ورنہ ہر مسلمان کو آزادی ہے کہ اپنی مساجد میں اذانیں دے جس سے چاہے اسلام کی بات کرے۔ جس طرح چاہے اپنے اسلام کا اظہار کرے۔ کسی فرقے پر کوئی قدغن نہیں۔

یہی قادیان کی بستی ہے اس میں صبح کے وقت آپ تہجّد کی نماز کی تلاوت بھی لاؤڈ سپیکر پر سنتے تھے۔ یہاں بھجن بھی ساتھ گائے جارہے تھے۔ یہاں گردواروں سے تقریریں بھی کی جارہی تھیں۔ میوزک بھی ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ عیسائی بھی اپنے اپنے رنگ میں اپنے خدا کو یاد کررہے تھے اور کبھی نہ کسی احمدی کو اس کی تکلیف ہوئی نہ کسی غیر احمدی کو نہ ہندو کو نہ سکھ کو، سارے اس بات پر خوش تھے کہ جس کو جس طرح بھی توفیق مل رہی ہے آخر وہ خدا کو یاد کررہا ہے۔ ہمیں کیا حق ہے کہ اس پر اعتراض کریں۔ یہ وہ ماحول ہے جو ہندوستان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے لئے بہت خوش آئند ہے اور اگر جماعت احمدیہ صحیح طریق پر یہاں کام شروع کرے تو خدا کے فضل سے بہت تیزی کے ساتھ تمام ہندوستان میں نفوذ ہوسکتا ہے۔

مسلمانوں کی راہنمائی کی ضرورت

یہاں جو مسلمان لیڈر شپ ہے وہ بدقسمتی سے اتنی کمزور ہوچکی ہے کہ باوجود اس کے کہ مسلمان دس کروڑ یا شاید اس سے بھی زائد ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے بے سر کا جسم ہے جو بظاہر زندہ رہ رہا ہے لیکن اس میں یکجہتی نہیں ہے۔ جیسے ایک سر سے اعضاء میں یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے دماغ انگلیوں کے پوروں تک اثر دکھاتا ہے اور سارا جسم ایک جان ہوکر رہتا ہے ویسی کیفیت ہندوستان کے مسلمانوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے لئے اور بھی ضروری ہے کہ

مسلمانوں کی راہنمائی کرے اوران کو وہ سرمہیا کرے جو آسمان سے ان کے لئے نازل ہوا ہے یعنی مہدی اور مسیح کا سر جس کے بغیر نہ ان کو زندگی کے سلیقے آئیں گے نہ ان کو دنیا میں پنپنے کے ڈھنگ آئیں گے۔ جس حال میں یہ بدنصیب لیڈرشپ کی غلط راہنمائی کے نتیجہ میں بار بار دکھ اٹھا رہے ہیں اور بے شمار تکلیفوں کے دور میں سے گزر رہے ہیں یہاں تک کہ ایسی Tunnel ہے جس کے پرلی طرف کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ اس ساری صورتحال کو درست کرنے کی صلاحیت احمدیت میں ہے اوراحمدیت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس پہلو سے بھی ہمیں ہندوستان کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جب ہم توجہ دے رہے ہیں اور دیں گے اوراور زیادہ دیتے چلے جائیں گے تو لازماً یہاں مخالفت کی بھی نئی لہریں اٹھیں گی۔ اب جب میں قادیان کے جلسہ کے لئے حاضر ہو رہا تھا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے بعض بڑے بڑے علماء جنہوں نے اپنے آپ کو احمدیت کے خلاف وقف کر رکھا ہے وہ پاکستان پہنچے اور وہاں کے ان مولویوں سے جو مغلظات بکنے میں چوٹی کا مقام رکھتے ہیں مشورے کئے، سر جوڑے، حکومت پر وہاں بھی ہر قسم کے دباؤ ڈالے گئے اور یہاں بھی ڈالے گئے کہ کسی طرح اس جلسہ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کردو ورنہ احمدیت کو غیر معمولی ترقی نصیب ہوگی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے سب ارادوں کو ناکام کر دیا لیکن پاکستان میں اس کا ردعمل ابھی اور زیادہ چلے گا اور معلوم ہوتا ہے کہ کافی شدّت کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ ان مولویوں کا دل بہت ہی چھوٹا ہے اور نیکی کو پنپتے ہوئے وہ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ یہ عجیب بیماری ہے کہ اسلام کے نمائندہ ہیں لیکن بدیوں کو پنپتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ گلی گلی میں Drug Addiction ہو رہی ہے، عورتوں کی عزتیں ختم ہوگئیں، چھوٹے بچوں کا تحفظ جاتا رہا، اغواء کی واردات ہو رہی ہیں، ڈاکو دن دھاڑے جہاں چاہیں جس کو چاہیں لوٹیں۔ ایک ایسی بدامنی کی کیفیت ہے کہ بسا اوقات یہ سوال بار بار سیاستدانوں کی طرف سے بھی اٹھایا جا رہا ہے کہ کیوں نہ دوبارہ فوج کو لائیں اور وہ یہ نہیں سوچتے کہ پہلے بھی تو فوج ہی کے چھوڑے ہوئے مسائل ہیں جن سے قوم اس وقت نبرد آزما ہونے کی کوشش کر رہی ہے اور جو اُن کے لئے اس وقت زندگی اور موت کا سوال بن چکے ہیں۔ پس ان کو سمجھ نہیں

آ رہی کہ ہم کیا کریں اور ملاں کا یہ حال ہے کہ سارے پاکستان میں جتنی چاہے گلی گلی میں بدکاریاں پھیلیں، چوریاں ہوں، جھوٹ پھیلیں اور سچائی عنقا ہو جائے، عدالتیں ظلم اور سفا کی سے بھر جائیں، رشوت ستانی کا دور دورہ ہو، ڈاکے پڑیں، کسی عورت کو نہ چادر نصیب ہو نہ گھر کی چار دیواری کا تحفظ ملے یہ سب کچھ ہو لیکن ان کے اسلام پر جوں تک نہ رینگے، کوئی تکلیف نہ ہو۔ عجیب وغریب اسلام ہے لیکن اگر احمدی کلمہ لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ بلند کریں اور کہیں لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں تو ان کے تن بدن کو آگ لگ جائے۔ اگر احمدی نمازیں پڑھیں تو تکلیف سے ان کی جان ہلکان ہونے لگے کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ احمدی نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ احمدی سچ بولیں تو ان کو تکلیف ہو۔ ہر وہ نیکی جو اسلام سکھاتا ہے اسے عملاً تو وہ احمدیوں کے سپرد کر بیٹھے ہیں اور اب وہاں بھی مٹانے کے درپے ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ تم نے اپنے ماحول سے وہ نیکیاں مٹنے دیں تم جانو۔ **خدا کے حضور تم جوابدہ ہو گے لیکن خدا کی قسم! تم ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ۔ تم سارے مل کر جو کرنا ہے کر گزرو مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت کو تم احمدی دلوں سے مٹا نہیں سکتے۔ احمدی اعمال سے تم نوچ نہیں سکتے یہ ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ یہ ہماری سرشت بن چکی ہیں۔ پس اسلام کی اعلیٰ قدروں کے اگر ہم آج محافظ ہیں تو یہ خدا کا فیضان ہے اس نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اسی نے یہ جھنڈا ہمیں تھمایا ہے۔ جو چاہو ظلم کرو۔ یہ جھنڈا ہم ہمیشہ سربلند رکھیں گے۔**

پس وہاں کے مسلمان علماء کی عجیب حالت ہے اور ہندوستان کے علماء کو یہ بات دکھائی نہیں دے رہی کہ ان کی زندگیوں میں یہ کیسا تضاد ہے۔ بدیوں سے گلیاں بھر جائیں اور ان کے اسلام کو کوئی تکلیف نہ ہو اور ربوہ میں چھوٹے چھوٹے بچے درود پڑھتے ہوئے لوگوں کو جگائیں تو ایسی آگ بھڑک اٹھے کہ بچوں کے خلاف تھانوں میں پرچے ہو جائیں۔ ان کو گھسیٹ کر قیدوں میں ڈالا جائے اور ان کے خلاف مقدمے چلائے جائیں اگر کہو! کیوں؟ کیا کیا انہوں نے؟ ان معصوم بچوں نے کیا جرم کیا تھا؟ تو جرم یہ لکھوایا جاتا ہے کہ یہ ایسے بدبخت لوگ ہیں کہ صبح نماز کے وقت لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے ہوئے، محمد رسول اللہؐ پر درود بھیجتے ہوئے ربوہ کی گلیوں میں پھر رہے

تھے اور لوگوں کو نماز کے لئے جگا رہے تھے۔ جب عقلیں ماری جائیں، جب دلوں پر قفل پڑ جائیں تو یہ سادہ سامنے دکھائی دینے والی باتیں، روز روشن کی طرح ظاہر باتیں بھی اندھوں کو دکھائی نہیں دیتیں۔ اسی کا نام قرآن کریم نے دل کا اندھا پن رکھا ہے۔ جب دل اندھے ہو جائیں تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ آنکھیں جو دیکھتی ہیں دل ان کو قبول نہیں کرتے۔ وہ پیغام دلوں تک پہنچتا نہیں ہے۔ پس اس وقت پاکستان میں یہ حالت ہے اور اب جبکہ احمدیت کو اس جلسہ سالانہ کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی بڑی نئی کامیابیاں عطا ہونے کو ہیں اور دشمن محسوس کر رہا ہے کہ یہ جلسہ یقیناً تاریخ ساز ہے تو اور زیادہ بھڑک اٹھیں گے اور زیادہ منصوبے بنائیں گے۔

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کیلئے دعا کی تحریک

پس تمام عالمگیر جماعتوں کو پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ جس طرح اب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو ثبات قدم عطا فرمایا، وہ جیلوں میں گئے، معصوموں پر پھانسی کے پھندے ڈالنے کی کوشش کی گئی، وہ لمبے عرصہ تک انتہائی دکھوں اور تکلیفوں میں اپنے خاندانوں سے الگ رہ کر محض للہ ایک زندانی کی کیفیت میں دن گزار رہے ہیں۔ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور باقیوں کو بھی کہ ان کو بھی خدا حوصلہ دے اور ہر امتحان سے کامیابی سے گزار دے اور سب سے بڑی دعا یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اب ابتلاء کے یہ دن بدل کر انہیں پاکستان کے لئے بھی عظیم جزاء کے دن بنا دے۔ ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں جو جزاء عطا فرما رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پاکستان کے احمدیوں کی قربانی کا ایک بڑا بھاری دخل ہے۔ ان کی تکلیفیں ہیں جو دعا بن کر اٹھتی ہیں اور رحمت بن کر ساری دنیا میں احمدیوں پر برس رہی ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ ہمیشہ تکلیفیں ہی اٹھاتے رہیں اور قربانیاں ہی دیتے چلے جائیں اور تمام دنیا کی احمدی جماعتیں ان کا فیض پاتی رہیں۔ یہ خدا کی تقدیر نہیں ہے۔ یہ عارضی قصے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دن بدلیں گے اور بہر حال بدلیں گے لیکن کب بدلیں گے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ جب تک نہ بدلیں ہمیں ان کے لئے استقامت کی دعا کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی برکتوں کے اس دور میں حتی المقدور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ نے جو راہیں ہم پر آسان کر دی ہیں اگر ہم ان پر پوری رفتار سے دوڑ نا نہ

شروع کریں گے تو ہم ناشکرے بندے بنیں گے۔اس لئے ہندوستان کی جماعتیں ہوں یا انگلستان کی یا یورپ اور امریکہ کی دوسری جماعتیں اور افریقہ کے وہ ممالک جن میں احمدیت خدا کے فضل سے بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے آپ سب کے لئے میرے دو پیغام ہیں۔سب سے پہلے پاکستان کے احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں کیونکہ آپ کی کامیابیوں کے بدلے ان مظلوم احمدیوں سے اتارے جائیں گے اور اس کے لئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی طرف جو عادت منسوب فرمائی ہے وہ بہرحال سچی ثابت ہوگی کہ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۵﴾ (آل عمران:۵۵) اور اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۷﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۸﴾ (الطارق:۱۶۔۱۸) یہ دو مختلف آیات ہیں جن میں ایک ہی مضمون کو مختلف رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا کہ یہ لوگ ہر وقت سچائی کے خلاف مکر میں مصروف ہیں اور میرے بندوں کو مکر آتا نہیں تو کیسے ان کے مکر کا جواب دیا جائے۔فرمایا: مَكَرَ اللّٰهُ یہ نہیں فرمایا: مَكَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔اللہ مکر کرتا ہے لیکن مکر میں بدی کا ایک پہلو بھی پایا جاتا ہے۔فرمایا: وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۵﴾ اللہ کے مکر میں شر کا پہلو نہیں بلکہ سارے بھلائی کے پہلو ہیں اور خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ کا مکر غالب آنے والا مکر ہے۔اس میں کوئی دوسرا مکر غالب نہیں آ سکتا۔تو اللہ تعالیٰ اپنی تدبیروں میں مصروف ہے اور وہ کبھی بھی ہمارے حال سے غافل نہیں رہا۔ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں اس کا فضل اور بھی زیادہ قریب آ جاتا ہے۔دوسری جگہ فرمایا: اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۷﴾ کہ یہ دشمن اسلام اور حق کے دشمن بڑی بڑی 'کیدیں' کرتے ہیں۔مکر وفریب کے بڑے منصوبے باندھتے ہیں۔کیا سمجھتے ہیں کہ میں خاموش بیٹھا رہوں گا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۷﴾ میں بھی جواباً بڑی بڑی تدبیریں کروں گا اور بڑی بڑی تدبیریں کرتا ہوں۔فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۸﴾۔اے مومنوں کی جماعت! ان لوگوں کو اپنی جہالت کی حالت میں کچھ دیر اور بھٹکنے دو بالآخر خدا کی تدبیر ہی غالب آنے والی ہے۔خدا کرے کہ ہم جلد اس غالب تدبیر کا منہ دیکھیں جیسے کہ دنیا میں دیکھا ہے پاکستان میں بھی یہ منہ دیکھیں

اور پاکستان کے باشندوں کی تقدیر بدل جائے۔جب تک یہ ملاں پاکستان کی جڑوں میں بیٹھا ہوا ہے،اس درخت کو کبھی پھل نہیں لگ سکتے۔ایک بے کار درخت بن چکا ہے جس پر کڑوی چیزیں تو اُگ سکتی ہیں مگر ثمرات حسنہ اس کو عطا نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کی جڑیں گندی ہوگئی ہیں۔جب تک اہل پاکستان اپنی جڑوں سے ملائیت کے جراثیم نہ نکالیں اور محمد مصطفی ﷺ کے مکارم الاخلاق کو وہاں قائم نہ کریں،اس وقت تک اس ملک کا بھی کچھ نہیں بن سکتا۔اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے اور دنیا میں عالمگیر تبدیلیاں برپا کرنے کی ہم عاجزوں اور غریب بندوں کو توفیق عطا فرمائے۔آمین۔''

کشمیری احمدیوں کے اخلاص کا تذکرہ

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:۔

''میں نے اہل کشمیر کا بھی خصوصیت سے ذکر کرنا تھا لیکن اس وقت خیالات دوسری طرف منتقل ہوتے چلے گئے تو ان کا ذکر رہ گیا۔جہاں تک اخلاص اور جوش کا تعلق ہے کشمیر سے آنے والے ہزارہا احمدیوں نے جس اخلاص اور جوش کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی ایک قابل دید منظر تھا،ایسا جو ہمیشہ کے لئے یادوں میں پیوست ہو جاتا ہے اور وہاں بھی غربت ہے لیکن بعض دوسرے علاقوں کی نسبت کم ہے۔لیکن جس طرح علاقے کا امن اٹھ چکا ہے وہاں سے ان حالات میں ان کا جوق در جوق آنا ایک بہت بڑی قربانی کا تقاضا کرتا تھا جو انہوں نے پیش کی۔شروع میں مجھے یہ بتایا گیا کہ شاید ہزار کی تعداد میں کشمیری آجائیں اور اس پر بھی خیال یہ تھا کہ ہزار تو بہت زیادہ ہیں۔شاید خوش فہمی کا اندازہ ہے مگر وہ جو کشمیر کے جذبے کو اور اخلاص کو جانتے تھے وہ مجھے یقین دلا رہے تھے کہ پندرہ سو دو ہزار اس سے بھی زیادہ کی توقع رکھیں۔چنانچہ آخر پر مجھے یہ بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے کشمیر سے آنے والے احمدیوں کی تعداد تقریباً تین ہزار تک پہنچ چکی تھی۔خواتین بھی بڑی کثرت سے آئیں،مرد بھی،بچے بھی اور بہت ہی محبت اور پیار سے اور بڑی مستعدی سے انہوں نے اپنے اپنے فرائض ادا کئے اور اب بھی ان کی کچھ تعداد ابھی پیچھے ٹھہری ہوئی ہے۔کشمیر کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کشمیر کی جماعت کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کرتا ہوں۔اللہ اس خطے کو بھی سچائی اور انصاف کا امن نصیب کرے۔آمین۔''

اس روز کی دیگر مصروفیات

شام کے پانچ بجکر پینتیس منٹ پر جالندھر ٹی وی سے نصف گھنٹہ پر مشتمل جلسہ سالانہ کے متعلق ٹی وی رپورٹ نشر ہوئی۔ اس میں حضور کی تقاریر کے چیدہ چیدہ حصے اور دیگر مقررین کی تقاریر کے بعض حصوں کے علاوہ جلسہ میں شرکت کرنے والے غیر ملکی نمائندگان کی تقاریر وانٹرویو پر مشتمل عمدہ رنگ میں پروگرام شامل تھے۔ حضور نے یہ ٹی وی رپورٹ خود بھی ٹی وی پر ملاحظہ فرمائی اور اسے پسند فرمایا۔

سوا چھ بجے کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ آف لندن جو صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے اور بقضائے الٰہی دو روز قبل قادیان میں وفات پا گئے تھے۔ حضور نے ان کی نماز جنازہ دفتر محاسب کے سامنے گلشن احمد صحن میں تشریف لا کر پڑھائی۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے حضور ساڑھے چھ بجے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے اور دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے مکرمہ امۃ الشافی صاحبہ بنت نذیر محمد صاحب پونچھی آف قادیان کے نکاح کا اعلان ہمراہ مولوی محمد نذیر صاحب مبشر مبلغ سلسلہ ابن مکرم محمد صادق صاحب پونچھی حضور انور کی موجودگی میں کیا اور دعا کرائی۔

۴؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ۔ قادیان

نماز فجر کے بعد حضور حسبِ معمول حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور دیگر مزاروں پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ بعد از دعا واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔ آج قادیان سے دہلی روانگی کا پروگرام تھا۔ چنانچہ گیارہ بجے کے قریب حضور دفتر میں تشریف لائے اور حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور دیگر احباب کو جو واپس ربوہ تشریف لے جا رہے تھے الوداعی ملاقات اور معانقہ کا شرف بخشا۔ دو انفرادی ملاقاتوں کے بعد آپ سول لائن کی طرف ماسٹر بھوپندر سنگھ صاحب عرف ماسٹر پپی کے گھر تشریف لے گئے۔

ماسٹر بھوپندر سنگھ صاحب جن کا بچہ پرم ویر سنگھ جسکی عمر تقریباً ۳ سال تھی، کی خواہش پر ایک

روز صبح سیر کے دوران حضور انور اُن کے گھر تشریف لے گئے تھے اور اُن کی طرف سے پیش کردہ دودھ بھی نوش فرمایا تھا۔ یہ بچہ حضور انور سے اس قدر مانوس ہو چکا تھا کہ اپنے والد کو مجبور کرتا تھا کہ وہ اسے آپ سے ملانے کے لئے لے جائے ۔ چنانچہ ۲۹ر دسمبر کی شام کو جبکہ مسجد اقصیٰ میں مجلس شوریٰ بھارت کا اجلاس جاری تھا کہ ماسٹر صاحب اس بچے کو لے کر دارالمسیح تشریف لائے اور انتظار میں آپ کے گھر کے دروازے کے پاس کھڑے رہے کہ جب آپ مشاورت سے فارغ ہو کر تشریف لائیں تو یہ بچہ آپ کو دیکھ لے اور آپ سے پیار لے ۔شوریٰ کا اجلاس شام ۸ بجے تک جاری رہا اور ادھر یہ بچہ انتظار کرتا کرتا اپنے باپ کی گود میں سو گیا۔ جب حضور انور تشریف لائے تو یہ بچہ گہری نیند سو چکا تھا۔ آپ نے اسے پیار کیا۔ بچے کے والد نے خدمتِ اقدس میں بڑے ادب اور بڑی آرزو سے یہ درخواست کی کہ ۴ر جنوری کو اس بچے کی سالگرہ ہے حضور ضرور ان کے گھر تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم سالگرہ منانے اور تقریب منعقد کرنے کے قائل نہیں ہیں البتہ سالگرہ کی مبارکباد دینے کے لئے ضرور آئیں گے ۔اس وعدہ کے مطابق آج آپ دہلی، امرتسر کیلئے روانہ ہونے سے قبل ان کے گھر تشریف لے گئے ۔اس بچے کو پیار دیا اور تحفہ پیش کیا اور اس کے والدین کو مبارکباد دی۔

بعد ازاں حضور انور واپس دارالمسیح تشریف لائے اور جب حضرت بیگم صاحبہ اور حضور انور کے دیگر اہل خانہ اور افراد قافلہ کاروں میں سوار ہو گئے تو یہ قافلہ جس میں گیارہ کاروں کے علاوہ آگے اور پیچھے پولیس ایسکورٹ کی ایک ایک گاڑی بھی تھی ، روانہ ہو کر دو پہر ۵۰:۱۲ پر امرتسر پہنچ گیا۔ امرتسر میں Circut House &P.W.D Rest House میں حضور انور مع قافلہ ٹھہرے ۔ وہیں نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور دو پہر کا کھانا کھایا۔ وہاں سے ۲ بجے روانہ ہو کر ۵ منٹ کے بعد آپ امرتسر ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے اور ۱۵:۲ پر ''شان پنجاب'' ٹرین کی ایر کنڈیشنڈ بوگی میں مع اہل خانہ دہلی کے لئے روانہ ہوئے ۔ یہ گاڑی ۳۰:۱ بجے شب دہلی اسٹیشن پر رکی۔ جہاں سے حضور انور اہل قافلہ کاروں اور کوچ کے ذریعہ مسجد بیت الہادی دہلی میں پہنچے ۔ یہ سارا سفر بفضلہٖ تعالیٰ بخیر و خوبی طے پایا۔ الحمدللہ

۵؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز اتوار۔ دہلی

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔ صبح ۱۰ بجے سے ۱:۳۰ تک مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔ نماز ظہر وعصر ۱:۳۰ بجے مسجد بیت الہادی دہلی میں ادا کی گئیں۔ پچھلے پہر بھی آپ دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد آپ مسجد میں ہی تشریف فرما ہوئے اور مجلس علم وعرفان کا انعقاد ہوا۔ یہ مجلس تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ آپ نے احباب جماعت کے مختلف سوالوں کے جوابات کے علاوہ بعض احباب سے ان کا تعارف حاصل کیا اور بعض کو عندالطلب ہومیو پیتھک نسخے بھی دیئے۔ مسجد میں کم وبیش ایک سو سے زائد افراد مقیم تھے جو ہندوستان اور بیرون ہندوستان اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہونے کے لئے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جو اپنے پیارے امام کے قرب و دیدار سے مستفیض ہوتے رہے۔

۶؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز سوموار۔ دہلی

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور قیامگاہ میں تشریف لے گئے جو کہ مسجد کے ساتھ منسلک مشن ہاؤس ''ایوان الہدیٰ'' میں ہے صبح ۱۰ بجے محترمہ پریما وشواناتھ صاحبہ اسسٹنٹ ایڈیٹر سنڈے ٹائمز آف انڈیا نے مشن ہاؤس آکر آپ کا تفصیلی انٹرویو لیا جو کم وبیش ایک گھنٹہ پندرہ منٹ جاری رہا۔ اسکے بعد آپ مسجد بیت الہادی کے سامنے سڑک سے اُس پار آبادی ''سنگم وہار'' میں ایک پلاٹ پر دعا کے لئے تشریف لے گئے جہاں جماعت کی طرف سے ہومیو پیتھک وایلو پیتھک ڈسپنسری قائم کی جانی مقصود تھی۔ بعد دوپہر ۴ بجے راجہ گلاب سنگھ صاحب اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے ایوان الہدیٰ تشریف لائے۔ راجہ صاحب آپ کے کالج کے زمانہ کے دوست تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ ان کے خاندان کے دیرینہ تعلقات تھے۔

بعد ازاں بعض اور ملنے والوں نے بھی آپ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔نماز مغرب وعشاء شام ۶:۲۰ پر ادا کی گئیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور مسجد میں تشریف فرما رہے اور مجلس علم وعرفان منعقد ہوئی جو تقریباً پون گھنٹہ جاری رہی۔

۷؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز منگل۔دہلی

نماز فجر کے بعد حضور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔صبح ساڑھے دس بجے آپ نے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان، مکرم نصیر احمد قمر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری ،مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یوکے،صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب اور خاکسار (ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر) کی میٹنگ بُلائی اور بعض امور کے بارہ میں ہدایات فرمائیں اور آئندہ دنوں میں پروگراموں کا جائزہ لیا۔

گیارہ بجے ،انڈیا میں انگریزی کے سب سے زیادہ شائع ہونے والے اخبار ''انڈین ایکسپریس''(Indian Express) جو سارے انڈیا میں بیک وقت دس مقامات سے شائع ہوتا ہے، کے نمائندہ Mr Sushal Kutty نے حضور انور کا انٹرویو لیا جو تقریباً نصف گھنٹہ جاری رہا۔نماز ظہر وعصر ڈیڑھ بجے دوپہر ادا کی گئیں ۔تین بجے ہندوستان کے ایک بہت مشہور جرنلسٹ سردار خشونت سنگھ صاحب سابق ایڈیٹر Ilustrated Weekly of India حضور انور سے ملاقات کے لئے مشن ہاؤس دہلی تشریف لائے۔

بعد ازاں ۴:۳۰ پر یہاں کے ایک بہت بڑے کالم نویس اندر ملہوترا صاحب مع اہلیہ اور ایک اور خاتون جرنلسٹ Uma Vasud Eva بھی آپ سے ملنے کیلئے مشن ہاؤس تشریف لائے۔

نماز مغرب وعشاء ۶ بجے ادا کی گئیں نمازوں کے بعد حضور انور ہندوستان کے مشہور جرنلسٹ اور کالم نویس مکرم کلدیپ نیّر صاحب جو کہ انگلستان میں انڈیا کے سابق ہائی کمشنر بھی رہے ہیں، کے گھر اُن کی دعوت پر تشریف لے گئے جہاں آپ تقریباً پون گھنٹہ تشریف فرما رہے۔وہاں سے

رخصت ہوکر آپ مکرم ہردیال سنگھ صاحب کھڑ بندا کے گھر اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے بھائی مکرم سردار ہمت سنگھ صاحب آف جرمنی حضور انور سے غیر معمولی عقیدت اور محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور ان کا سارا خاندان ہی آپ سے عقیدت واحترام میں ایک غیر معمولی جوش رکھتا ہے۔

ہردیال سنگھ صاحب کو چند روز قبل دل کی تکلیف شروع ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ صاحبِ فراش تھے۔ جب وہ ہسپتال میں تھے تو وہاں حضور نے اپنی بیٹی صاحبزادی فائزہ بیگم صاحبہ اور صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کے ہاتھ انہیں پھول بھی بھجوائے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے، انہوں نے اپنی ایک کار حضور انور ذاتی استعمال کیلئے اور دوسری مشن کے دیگر کاموں کے لئے مع ڈرائیور زدی ہوئی تھیں۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

حضور گزشتہ کئی روز سے گلے کی خرابی وغیرہ سے علیل تھے۔ اس تکلیف میں بھی سب کام حسب معمول جاری تھے۔ حضرت بیگم صاحبہ کی صحت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ دہلی میں مکرم ڈاکٹر جعفر علی صاحب آف امریکہ اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب آف قادیان حضرت بیگم صاحبہ کے علاج اور آپ کی نگہداشت پر مامور تھے۔

۸/جنوری ۱۹۹۲ء بروز بدھ۔ دہلی

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔ مختلف خدام، جو حیدر آباد اور بعض دوسرے شہروں سے ڈیوٹی کی غرض سے مشن ہاؤس میں مقیم تھے، انہوں نے صبح ساڑھے دس بجے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان کی تعداد 15 تھی۔ اُن کے علاوہ تین فیملیز نے بھی آپ سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ بعض دفتری ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ نماز ظہر وعصر ڈیڑھ بجے ادا کی گئیں۔ بعد دوپہر ساڑھے چار بجے حضور انور مع فیملی مکرم راجہ گلاب سنگھ صاحب کی دعوت پر اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں سے ساڑھے چھ بجے حضور انور مسجد بیت الہادی تشریف لے آئے اور نمازِ مغرب وعشاء کے بعد اپنی قیامگاہ میں تشریف

لے گئے۔حضورانور کی طبیعت گلے کی خرابی اورفلو کی وجہ سے بدستور خراب رہی نیز حضرت بیگم صاحبہ کی صحت بھی ٹھیک نہیں تھی۔

۹رجنوری ۱۹۹۲ء بروز جمعرات۔دہلی

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضورانور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔حضور کی طبیعت بدستور خراب تھی اور جسم میں آج کچھ حرارت بھی رہی۔فلو کے شدید حملے ہوتے رہے مگر جیسا کہ قارئین نے نوٹ کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعجازی ہمت عطا فرمائی کہ آپ نے سب نمازیں خود پڑھائیں اور قادیان میں قیام کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر روزانہ دعا کیلئے بھی تشریف لے جاتے رہے۔بہرحال حضورانور نمازِ ظہر وعصر کے لئے ۱:۴۵ اوپر تشریف لائے۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد شام چھ بجے تک آرام فرمایا۔سوا پانچ بجے حسبِ ذیل معززین آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔۱۔مکرم جے نارائن صاحب۔سینئر ایڈووکیٹ اوران کا بیٹا،۲۔مکرم ودیاناتھ صاحب۔آئی۔اے۔ایس ریٹائرڈ۔سابق سیکرٹری ہیلتھ۔گورنمنٹ آف انڈیا،۳۔مکرم عبدالاحد صدیقی صاحب IPS (جو اس وقت CRPF-DIG برائے Rapid Action تھے)

مکرم سیّد فضل احمد صاحب سابق ڈی جی آئی پولیس بہار، اُن کے بیٹے سیّد طارق صاحب،مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب،مکرم آفتاب احمد خان صاحب اور مکرم منیر احمد حافظ آبادی صاحب نے مشن ہاؤس میں ان کی چائے وغیرہ سے تواضع کی۔حضور تقریباً سوا چھ بجے ان سے ملنے کے لئے تشریف لائے اور چند منٹ اُن کے ساتھ بیٹھ کر نماز مغرب وعشاء کے لئے مسجد تشریف لے آئے۔

۱۰رجنوری ۱۹۹۲ء بروز جمعہ۔دہلی وقادیان

حضور کی حرم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی طبیعت گزشتہ کئی روز سے پتّے اور گردے کی

تکلیف کی وجہ سے علیل تھی۔ بعد میں لندن آ کر تھوڑے عرصہ بعد معلوم ہوا کہ یہ کینسر تھا جو بالآخر آپ کے وصال کا باعث بنا۔ نیز یہاں آرام مکمل میسر نہ آسکنے کی وجہ سے آپ کی جلد لندن واپسی کے لئے برٹش ائیرویز کی فلائٹ BA142 میں سیٹ بُک کرائی گئی تھی۔ آپ کے ہمراہ آپ کی بڑی بیٹی محترمہ صاحبزادی شوکت جہاں صاحبہ کے علاوہ مکرم صاحبزادہ مرزا القمان احمد صاحب اوراُن کے بچے صاحبزادہ مرزا آدم عثمان احمد صاحب اور صاحبزادی نداء النصر صاحبہ بھی تھے۔ ان کے علاوہ مکرم مرزا عبدالرشید صاحب لندن، مکرم مشہود الحق صاحب سویڈن اور لندن کے ایک خادم مکرم صباح الدین نجم صاحب اس قافلہ میں شامل تھے۔ یہ فلائٹ دہلی کے اندرا گاندھی ائیر پورٹ کے ٹرمینل A سے مقامی وقت کے مطابق صبح ۷:۳۰ بجے روانہ ہوئی اور لندن کے گیٹ وِک ائیر پورٹ پر مقامی وقت کے مطابق تقریباً ۱۲ بجے پہنچ گئی اور حضرت بیگم صاحبہ بخیریت ۲:۰۰ بجے دوپہر لندن مشن ہاؤس میں اپنی قیامگاہ میں تشریف لے آئیں۔ الحمدللہ

حضور قادیان جانے کیلئے پونے گیارہ بجے دہلی مشن ہاؤس سے دہلی کے اندرا گاندھی ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے اور ساڑھے گیارہ بجے ائیر پورٹ کے ٹرمینل B پر تشریف لائے۔ سامان کی Check In اور دیگر معمول کی کارروائی پہلے سے ہی کر لی گئی تھی۔ چنانچہ حضور انور سیدھے لاؤنج میں تشریف لائے اور چند ہی منٹوں کے بعد اپنی تین بچیوں، ایک نواسے اور ارا کینِ قافلہ کے ہمراہ انڈین ائیر لائن کے طیارہ بوئنگ ۷۳۷ کی فلائٹ نمبر ۴۲۳ میں سوار ہوئے جو امرتسر جانے کے لئے تیار تھا۔ حضورؒ کے ہمراہ آپ کی تین بیٹیاں، محترمہ صاحبزادی فائزہ بیگم صاحبہ مع اپنے بیٹے مرزا عدنان احمد صاحب، محترمہ صاحبزادی یاسمین رحمٰن مونا صاحبہ اور محترمہ صاحبزادی عطیۃ المجیب طوبیٰ صاحبہ تھیں اور قافلہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان، مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب، مکرم نصیر احمد قمر صاحب، خاکسار (ہادی علی)، مکرم آفتاب احمد خان صاحب، مکرم میجر محمود احمد صاحب چیف سیکیورٹی آفیسر، مکرم ملک اشفاق احمد صاحب، مکرم مرزا عبدالباسط صاحب لندن، مکرم خالد نبیل ارشد صاحب، مکرم مسعود حیات صاحب لندن، وجاہت احمد صاحب لندن اور مکرم سیّد فضل احمد صاحب انڈیا شامل تھے۔

حضور اس طیارہ میں سیٹ F-1 پر تشریف فرما ہوئے ۔ جہاز ۱۲:۲۵ پر روانہ ہوکر تقریباً ۴۵ منٹ کی پرواز کے بعد امرتسر کے ائیر پورٹ پر اتر گیا۔امرتسر ائیر پورٹ پر قادیان سے مکرم سعادت احمد صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان حضور انور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ قافلے کیلئے کاروں کا انتظام موجود تھا۔اسی طرح حسبِ سابق پولیس ایسکورٹ بھی موجود تھی ۔ ائیر پورٹ سے نکلتے ہی حضور انور اور دیگر سب ارکانِ قافلہ کاروں میں بیٹھ گئے اور یہ قافلہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے خلیفۂ چہارم کے ہمراہ مسیح پاکؑ کی بستی اور احمدیت کے دائمی مرکز کی جانب رواں دواں ہوا یہ قافلہ سات کاروں ،ایک ویگن اور دو پولیس ایسکورٹ کی گاڑیوں پر مشتمل تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دو بجکر چالیس منٹ پر قادیان دارالامان میں ورود فرمایا۔ دارالمسیح سے باہر آقا کے منتظر غلاموں کا جمّ غفیر تھا جس نے آقا کی سواری دیکھتے ہی نعروں سے فضا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا۔ ہر چہرے پر ایک ایسی مقدّس خوشی رقصاں تھی کہ جیسے وہ آسمان سے اتر رہی ہو۔آقا کو ایک نظر دیکھنے کی تمنا میں ہر نظر کار کے نیلے رنگ کے شیشوں کو چیر کر اندر اترنے پر بے قرار تھی اور جس نظر نے آقا کو ایک مرتبہ دیکھ لیا۔وہ دوسری دفعہ دیکھنے کیلئے بیتاب ہوگئی۔اور جو اس سے محروم رہی وہ کار کا تعاقب کرتی چلی گئی۔حتیٰ کہ کار دارالمسیح کے بڑے گیٹ میں سے اندر چلی گئی اور اس زمین نے خلیفہ المسیحؒ کی ایک بار پھر قدم بوسی کی جس نے خدا کے پاک مسیحؑ کے بھی قدم چومے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے دارالمسیح میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ جمعہ تین بجے شروع ہوگا چنانچہ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بلند آواز سے احباب کو جمعہ کے وقت سے آگاہ فرمایا۔

آج حضرت خلیفۃ المسیح کے قادیان میں دوبارہ ورود مسعود سے قادیان میں دوبارہ آمد سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبٰعَ '' (تذکرہ صفحہ:۶۸۴) کا ایک حصہ ''مَثْنٰی '' ایک رنگ میں پورا ہوگیا۔ فالحمدللہ (آج جمعہ ہے اور تاریخ دس ہے یعنی Friday The 10th۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سفرِ قادیان کا یہ آخری جمعہ تھا۔ جو قادیان میں ہونے اور "Friday the 10th" ہونے کی وجہ سے عظیم الشان تاریخی منفرد حیثیت کا حامل تھا۔

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍جنوری ۱۹۹۲ء

(بمقام مسجد اقصیٰ قادیان)

تشہد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج یہ چوتھا جمعہ ہے جو مجھے قادیان دارالامان، جماعت احمدیہ کے مستقل مرکز میں ادا کرنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔

یہ جلسہ جو سو سال کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس جلسے کی یاد لیکر آیا تھا جو آپؑ نے پہلی مرتبہ قادیان میں شروع کیا، اس بہت ہی اہم ادارے کی تقریب قائم فرمائی اور ہمیشہ کیلئے جماعت احمدیہ کے ایک جگہ اکٹھے ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی یادوں میں دن بسر کرنے کی ایک بہت ہی عمدہ سنّت قائم فرمائی۔ یہ ایک ایسی سنّت ہے جس کا فیض آج صرف قادیان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ۱۲۶ ممالک پر ممتد ہو چکا ہے۔ یہ جلسہ سالانہ جو کبھی قادیان میں ۷۵ افراد کی شمولیت کے ذریعہ شروع ہوا آج دنیا کے کم از کم ۷۵ ایسے ممالک ہیں جن میں ہزار سے بڑھ کر احمدی اپنے اپنے ملکوں کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوتے ہیں اور وہ لنگر جس کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں قائم فرمائی اب ایک عالمی لنگر بن چکا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیں یہ توفیق ملے گی کہ عنقریب ۱۰۰ ممالک سے زائد ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ لنگر جاری کر دیں۔

اس جلسہ کی بہت سی برکات ہیں جو جذباتی نوعیت کی ہیں۔ وہ لوگ جو اس جلسہ میں دور دور سے تکلیف اٹھا کر شریک ہوئے، جذباتی لحاظ سے وہ بہت سی دولتیں سمیٹ کر یہاں سے گئے۔ ایسی کیفیات سے ہمکنار ہوئے ایسے عظیم روحانی جذبات سے لذّت یاب ہوئے کہ وہ جو شامل نہیں ہو سکے وہ اسکا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن میں آپ کو اچھی طرح اس بات سے خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جذباتی لذتیں عارضی ہیں اور فانی ہیں اور چند دلوں اور چند سینوں سے تعلق رکھنے والی لذتیں ہیں۔ درحقیقت یہ جلسہ اسی وقت اور انہی معنوں میں متبرک ثابت ہوگا، اگر ہم اس کا فیض آئندہ صدی تک ممتد کر دیں۔ اور آئندہ سو سال کے بعد ہونے والا جلسہ آپ کی آج کی قربانیوں اور آج کی محنتوں اور آج کی کوششوں

کے پھل کھائے اور آپ پر ہمیشہ سلام بھیجے ۔ یہ وہ فرق ہے جو ہر سو سال کے بعد پیدا ہونا ہے اور ہر سو سال کے اندر جماعت احمدیہ نے جو قربانیاں پیش کرنی ہیں سو سال کے بعد جب ہم مڑ کر دیکھتے ہیں یا دیکھیں گے تو اس وقت ہمیں نظر آئے گا کہ ہم سے پہلوں نے ہمارے لئے کیا پیچھے چھوڑا۔ اس نقطہ نگاہ سے نئی صدی کا ایک اور رنگ میں آغاز ہوا ہے۔ یعنی جلسہ سالانہ کے سو سال منانے کی وجہ سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس پیغام کی اہمیت کو آپ اچھی طرح سمجھیں گے۔

بہت سے مخلصین جذبات کی رَو میں بہہ کر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ قادیان واپسی کے سامان ہو چکے ہیں اور وہ دن قریب ہیں ۔ یہ جذباتی کیفیت کا پھل تو ہے لیکن حقیقت شناسی نہیں ہے ۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ۔ دنیا میں مذاہب کی تاریخ میں جہاں جہاں بھی ہجرت ہوئی ہے اور واپسی ہوئی ہے، وہاں ہجرت سے واپسی ہمیشہ اس بات کو مشروط رہی کہ پیغام کی فتح ہوئی اور اس دین کو غلبہ نصیب ہوا جس دین کی خاطر بعض مذہبی قوموں کو اپنے وطنوں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی ۔ مذہب کی دنیا میں جغرافیائی فتح کی کوئی حیثیت نہیں اور کسی پہلو سے بھی جغرافیائی فتح کا میں نے مذہب کی تاریخ میں کوئی نشان نہیں دیکھا مگر جغرافیائی فتح صرف اس جگہ مذکور ہے جہاں پیغام کے غلبہ کے ساتھ وہ فتح نصیب ہوئی ہے ۔حقیقت میں قرآن کریم نے اس مضمون کو سورۂ نصر میں خوب کھول کر بیان فرمایا ہے اور ہمیشہ کے لئے ہماری راہنمائی فرمادی ہے کہ اللہ کے نزدیک حقیقی فتح اور حقیقی نصر کیا ہوتی ہے ۔فرمایا: اِذَاجَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۲﴾ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۳﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؔ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۴﴾ (النصر:۲-۴) کہ جب تُو دیکھے کہ اِذَاجَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ اللہ کی فتح آ گئی وَالۡفَتۡحُ اور اسکی طرف سے فتح عطا ہوئی تو کیا نظارہ دیکھے گا۔ یہ نہیں کہ تم فوج در فوج علاقوں کو فتح کرتے ہوئے دندناتے ہوئے ان علاقوں پر قبضہ کرلو گے بلکہ یہ نظارہ تم دیکھو گے کہ فوج در فوج وہ جو اس سے پہلے تمہارے غیر تھے، جو اس سے پہلے تم سے دشمنی رکھتے تھے وہ اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں گویا دین میں فوج در فوج داخل ہونے کا نام فتح ہے نہ کہ غیر لوگوں کے علاقے میں فوج در فوج داخل ہونے کا نام فتح ہے ۔پس فتح کا جو اسلامی تصوّر اور دائمی تصوّر جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے، قرآن کریم کی اس سورۃ

نے پیش فرمایا یہی وہ تصوّر ہے جو حقیقی ہے، دائمی ہے، جو خدا کے نزدیک معنی رکھتا ہے اس کے سوا باقی سب تصوّرات انسانی جذبات سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

پس اگر جماعت احمدیہ چاہتی ہے اور واقعۃً تمام دنیا کی جماعت یہ چاہتی ہے کہ قادیان دائمی مرکز سلسلہ میں واپسی ہو تو ایسے نہیں ہوگی کہ تمام علاقہ تو احمدیت سے غافل اور دور رہا ہو اور تمام علاقہ اسلام سے نابلد اور ناواقف رہے اور ہم میں سے چند لوگ واپس آکر یہاں بیٹھ رہیں۔ اس کا نام قرآنی اصطلاح میں نصرت اور فتح نہیں ہے۔ اس لئے اگر کسی دل میں یہ وہم پیدا ہوا ہے تو اس وہم کو دل سے نکال دے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی اور ہندوستان کے احمدیوں کے لئے بھی میرا یہ پیغام ہے کہ آپ خدا سے وہ فتح مانگیں اُس نصرت کے طلب گار رہوں جس کا ذکر قرآن کریم کی اس چھوٹی سی سورۃ میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمادیا گیا۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۲﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۳﴾ کہ دیکھو تمہیں ایک عجیب اور ایک عظیم فتح عطا ہونے والی ہے۔ تم اُن لوگوں کے گھروں پر جا کر قبضہ نہیں کروگے۔ تم لوگوں کے ممالک اور وطنوں پر جا کر فتح کے نقارے نہیں بجاؤ گے بلکہ فوج در فوج لوگ تمہارے دین میں داخل ہونگے اور یہی وہ فتح ہے، یہی وہ نصرت ہے، جو خدا کے نزدیک کوئی قیمت اور معنی رکھتی ہے۔ پس خصوصیت کے ساتھ ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج بھی ہے، ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے جسے سمجھنا اور قبول کرنا آج کے وقت کا تقاضا ہے۔ آئندہ ایک سو سال محنت کے لئے تیار ہونا پڑے گا اور محنت کا آغاز کرنا ہوگا۔ ایسی محنت جس کے نتیجہ میں روحانی انقلابات برپا ہونے شروع ہوں۔ پاکستان میں بھی اور ہندوستان میں بھی کثرت کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پھیلے اور کثرت کے ساتھ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوں۔ یہی وہ حقیقی فتح ہے جس کے نتیجہ میں قادیان کی اس واپسی کی داغ بیل ڈالی جائے گی جس واپسی کی خوابیں آج سب دنیا کے احمدی دیکھ رہے ہیں۔ لیکن وہ خوابیں تب تعبیر کی صورت میں ظاہر ہونگی جب ان خوابوں کی تعبیر کا حق ادا ہوگا اور خوابوں کی تعبیر بنانا اگرچہ تقدیر کا کام ہے لیکن انسانی تدبیر کے ساتھ اس کا گہرا دخل ہے اور قرآنِ کریم نے جو مذہبی تاریخ ہمارے سامنے رکھی ہے اس میں اس

مضمون کوخوب کھول کر بیان فرمادیا ہے کہ الٰہی بشارتوں کے وعدے بھی ،اگر قوم تقدیر کے رُخ پر تدبیر اختیار نہ کرے تو ٹل جایا کرتے ہیں اور انذار کے ٹلنے کی تو بے شمار مثالیں ہیں ۔ جب بھی کسی قوم نے اپنے دل کی حالت بدلی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انذار کی تقدیر بھی بدل گئی اور وہ قوم جو اپنے دل کی حالت کو بدل کر بگاڑ کی طرف مائل ہو جائے خدا تعالیٰ کی مبشر تقدیر بھی اس قوم کیلئے بدل جایا کرتی ہے۔پس ہماری تقدیر کا ہماری اس تقدیر سے گہرا تعلق ہے جو اعمال صالحہ کے نتیجہ میں رونما ہوتی ہے اور جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا پانی آسمان سے برستا ہے۔

پس میں ایک دفعہ پھر جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کو خصوصیت سے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ایک جھرجھری لیکر بیدار ہو جائیں ۔آپ کے اندر وہ صلاحیتیں موجود ہیں جو انقلاب برپا کرنے والی صلاحیتیں ہوا کرتی ہیں ۔آپ جیسی اور کوئی قوم دنیا میں موجود نہیں ۔آپ وہ ہیں جنہوں نے سرتا پا اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کر رکھا ہے اور اس دنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا سے الگ زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ ہر قسم کی تکالیف اور دکھوں کو برداشت کرتے ہوئے توحید اور حق کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں اور ان لوگوں میں شامل ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا (آل عمران:۱۹۴) کہ اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا جو یہ اعلان کر رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ۔ فَاٰمَنَّا پس ہم ایمان لے آئے ۔پس آپ مومنوں کی وہ جماعت ہیں جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں کہ وہ آپ کی برائیوں کو دور فرمائے گا۔آپ کی کمزوریوں سے درگزر فرمائے گا اور آپ کو دن بدن رُو بہ اصلاح کرتا چلا جائے گا یہانتک کہ موت نہیں آئے گی سوائے اس کے کہ خدا کی نظر میں آپ ابرار میں شامل ہو چکے ہوں۔

یہ وہ وعدے ہیں جو آج جماعت احمدیہ کے سوا تمام دنیا میں کسی اور مذہبی جماعت سے نہیں، کسی اور سیاسی جماعت سے نہیں ۔کسی قوم سے نہیں، آپ سے ہیں، آپ سے ہیں، آپ سے ہیں ۔پس جب خدا کے نزدیک آپ کے اندر یہ صلاحیتیں موجود ہیں کہ ایمان کے بعد آپ کی بدیاں دور ہونی شروع ہوں آپ میں نئی صلاحیتیں جاگنی شروع ہوں اور خدا کے رستہ میں آپ ترقی کرتے

ہوئے دن بدن ہر بدی کے بدلے اپنی ذات میں حسن پیدا کرتے چلے جائیں یہانتک کہ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران :۱۹۴) کا وقت آ پہنچے۔ایسی حالت میں آپ اپنے ربّ کے حضور لوٹ رہے ہوں کہ خدا کی نظر آپ پر اس حالت میں پڑ رہی ہو کہ خدا آپ کو ابرار کے زمرے میں شمار کر رہا ہو۔پس یہ وہ صلاحیتیں ہیں جن سے آپ آشنا تو ہیں لیکن ان کی اہمیت ابھی دل میں پوری طرح اجاگر نہیں ہوئی۔ پوری طرح وہ اہمیت دل میں بیدار نہیں ہوئی۔آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے ساتھ انقلاب کے تار وابستہ ہیں۔آپ کے دلوں کی دھڑکنوں کے ساتھ آج قوموں کی تقدیر وابستہ ہو چکی ہے۔آپ اٹھیں گے تو دنیا جاگ اٹھے گی۔آپ سوئیں گے تو سارا عالم سو جائے گا۔

اس لئے آج آپ دنیا کا دل ہیں۔آج آپ دنیا کا دماغ ہیں۔آپ کو خدا تعالیٰ نے وہ سیادت نصیب فرمائی ہے جس کے نتیجہ میں تمام دنیا کو سعادتیں نصیب ہوں گی۔پس اس پہلو سے اپنے مقام اور مرتبے کو سمجھیں اور نئے عزم کے ساتھ، نئے ولولوں کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام اپنے ماحول اپنے گردو پیش میں دینا شروع کریں۔ بظاہر یہ ایک بہت ہی دور کی بات دکھائی دیتی ہے کہ اتنے تھوڑے سے احمدی، جو اس وقت پاکستان میں بھی اپنی ظاہری طور پر معقول تعداد کے باوجود پاکستان کے باقی باشندوں کے مقابل پر اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے کہ اپنے بنیادی حقوق ان سے حاصل کر سکیں۔ ہندوستان کے احمدیوں کا حال مقابلۃً اس سے بھی زیادہ نازک ہے۔اتنی معمولی تعداد ہے کہ اس تعداد کو دیکھتے ہوئے دنیا کے حساب سے اربع لگانے والا یہ تصوّر بھی نہیں کر سکتا کہ اس قوم کو کبھی غلبہ نصیب ہو سکتا ہے لیکن قرآن کریم کا جو وعدہ ہے وہ بہر حال پورا ہوگا۔وہ صفات حسنہ آپ کو عطا ہو چکی ہیں۔ان صفات سے کام لینا اور باشعور طور پر یہ یقین رکھنا کہ آپ ہی کے ذریعہ دنیا میں انقلاب ہوگا۔یہ سب سے پہلا قدم ہے جو انقلاب کی جانب آپ اٹھا سکتے ہیں۔یہ قدم آپ اٹھائیں تو خدا کی تقدیر دس قدم آپ کی طرف آئے گی۔آپ چل کر خدا کی تقدیر کی طرف آگے بڑھیں تو خدا کی تقدیر دوڑ کر آپ کی طرف آئے گی۔پس دنیا کا اربع اپنی جگہ درست، لیکن روحانی انقلابات کے لئے جو اربع قرآن کریم نے پیش فرمایا ہے، جس پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے روشنی ڈالی ہے، وہ یہی بتاتا ہے کہ انسان کے ساتھ جب خدا تعالیٰ کی تقدیر شامل

ہو جائے تو فاصلے بہت تیزی سے کٹنے لگتے ہیں اور انسانی کوششوں سے کئی گنا زیادہ ان محنتوں کو پھل عطا ہوتا ہے جو انسان خدا کی راہ میں صرف کرتا ہے۔ پس بظاہر ناممکن کام ہے لیکن ممکن ہوسکتا ہے۔ پہلے بارہا ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی یہی ناممکن ممکن بنادیا گیا تھا اور آج پھر اس ناممکن کو ممکن بنانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ان غلاموں کا کام ہے، جنہوں نے آپ کی پیشگوئی کے مطابق آئے ہوئے وقت کے امام کو قبول کیا اس کی آواز کو سنا اور اس پر لبیک کہا۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ اپنی اس ذمہ داری کو خوب اچھی طرح سمجھ لے گی لیکن ذمہ داری کا لفظ حقیقت میں اس صورتحال پر موزوں نظر نہیں آتا کیونکہ ذمہ داری میں ایک قسم کا بوجھ کا مضمون شامل ہے۔ ذمہ داری یوں لگتا ہے جیسے کسی طالب علم کو جس کا دل پڑھنے کو نہ چاہ رہا ہو، یہ بتایا جارہا ہو کہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تعلیم حاصل کرو اس کے بغیر تم دنیا میں ترقی نہیں کرسکو گے۔ ذمہ داریوں کے ان معنوں میں روحانی قومیں انقلاب برپا نہیں کیا کرتیں۔ ذمہ داری کی بجائے خدا کے کام ان کے دل کے کام بن جایا کرتے ہیں۔ ان کی جان کی لگن ہو جاتے ہیں۔ ان کے ذہنوں کی وہ اعلیٰ مرادیں بن جاتے ہیں جن کی خاطر وہ جیتے ہیں جن کی خاطر وہ مرتے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو انقلاب برپا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ پس بہتر الفاظ کی تلاش میں مَیں اگرچہ صحیح لفظ تلاش نہیں کرسکا، اس لئے میں نے بار بار لفظ ذمہ داری استعمال کیا ہے۔ لیکن ان معنوں میں ذمہ داری نہیں جن معنوں میں قرآن کریم نے اِصْرًا (البقرہ:۲۸۷) کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی بوجھ کے معنوں میں نہیں بلکہ ایسے اعلیٰ مقصد کے اظہار کے طور پر میں یہ لفظ بول رہا ہوں جس مقصد سے انسان کو عشق ہو چکا ہو۔ جو اس کے دل کی لگن بن چکا ہو۔ جیسے محبوب کے پیار کے نتیجہ میں عاشق طرح طرح کی قربانیاں کرتا ہے اور ان کے دکھ محسوس نہیں کرتا۔ محسوس کرتا بھی ہے تو وہ زیادہ پسند کرتا ہے کہ وہ دکھ محسوس کرے اور اپنے محبوب کی راہ پر چلتا رہے بجائے اس کے کہ آرام سے اپنے گھر بیٹھ رہے یا کسی اور طرف کا رخ اختیار کرے۔

پس احمدیت سے ان معنوں میں حقیقی پیار ہونا ضروری ہے کہ احمدیت کا پیغام آپ کے دلوں کی آرزو بن جائے۔ آپ کی امنگیں ہو جائے، آپ کی تمنائیں بن جائے۔ وہ خوابیں بن جائے

جس میں آپ بستے رہیں۔ **محض قادیان کی واپسی ہی پیش نظر نہ ہو بلکہ اسلام کے قادیان میں فتح اور غلبہ کے ساتھ واپسی کی امنگ پیش نظر رہے۔** ورنہ چند احمدیوں کا واپس آکر یہاں بس جانا حقیقت میں کوئی بھی معنی نہیں رکھتا۔ یہ درست ہے کہ ہم جب یہاں آئے تو یہاں کے باشندگان نے بڑی وسیع حوصلگی کا ثبوت دیا۔ بڑی سخاوت کے ساتھ، بڑی وسیع القلبی کے ساتھ ہمیں خوش آمدید کہا اور جن گلیوں اور سڑکوں سے ہم گزر رہے ہیں بارہا یہ آوازیں آئیں کہ آپ آجائیں اور یہیں بس رہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات ان کے حسنِ اخلاق پر روشنی ڈالنے والی تھی اور ان کے اس حسن خلق کا دل پر بہت گہرا اثر پڑا لیکن درحقیقت یہ آواز نہیں ہے جو احمدیت کو دوبارہ قادیان کی طرف لائے گی بلکہ وہ آواز ہے جو امنّا اور صدقنا کی آواز ہے، وہ ان گلیوں سے اٹھنے لگے۔ وہ اس ماحول سے اٹھنے لگے اور کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے، آپ کو حق جاننے والے، آپ کو حق پرست سمجھنے والے یہاں پیدا ہوں، تب وہ صورتحال پیدا ہوگی کہ احمدیت فتح وغلبہ کے ساتھ اپنے وطن کو واپس لوٹے گی۔ اس وقت تک جو بھی خدا کی تقدیر ظاہر ہو ہم نہیں جانتے کہ کس طرح ظاہر ہوگی اور کب ظاہر ہوگی ہم اس پر راضی ہیں اور ہمارے قربانی دینے والے جو بھائی ایک لمبے عرصے سے ان مقدّس مقامات کی حفاظت کررہے ہیں ہم ان کے دل کی گہرائیوں سے ممنون ہیں اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی احمدی بستا ہے، وہ آپ کی قدر کرتا ہے، آپ کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اگر ہم سے آپ کے حقوق ادا کرنے میں پیچھے کوئی غفلت ہوئی تو میں اقرار کرتا ہوں کہ ہم ان غفلتوں کے نتیجہ میں اپنے خدا سے معافی مانگتے ہوئے ہر قسم کی تلافی کی کوشش کریں گے۔

قادیان کی واپسی جب بھی ہو اس سے پہلے پہلے لازم ہے کہ یہاں آپ کی عزت اور آپ کے وقار کو بحال کیا جائے تاکہ آپ سربلندی کے ساتھ ان گلیوں میں پھر سکیں۔ آپ کو کوئی احساس محرومی نہ رہے اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے اور اللہ کی تقدیر سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے توفیق بخشے گا کہ اس فیصلہ پر عملدرآمد کرکے دکھاؤں کہ قادیان کے درویشوں کی دنیا اور آخرت کے لئے بہتری کے جو کچھ بھی سامان ہوسکتے ہیں ہم ضرور وہ سامان پورا کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ واپسی سے پہلے پہلے وہ حالات

پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جن کے نتیجہ میں آپ نفس کی پوری عزت اور احترام کے ساتھ سر بلند کرتے ہوئے ان گلیوں میں پھریں اور پھر ہمیں خوش آمدید کہیں اور پھر ہمیں اس طرح بلائیں جس طرح ایک معزز میزبان اپنے مہمان کو بلاتا ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ بقیہ جو دو تین دن قادیان میں ہیں، مختلف منصوبے سوچنے اور ان پر عمل درآمد کرنے کے متعلق لائحہ عمل تیار کرنے میں صرف کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے قادیان ہی نہیں، بلکہ قادیان کی برکت سے، قادیان کے درویشوں کی برکت سے، ان منصوبوں کا فیض سارے ہندوستان کی جماعتوں کو پہنچے گا اور انشاء اللہ دن بدن یہاں کے حالات تبدیل ہونا شروع ہوں گے۔ یہاں کے حالات تبدیل ہوں گے تو پھر آپ ہمیں بلانے کے اہل ثابت ہوں گے۔ خدا کرے کہ جلد ایسا ہو اور خدا کرے کہ پاکستان کے حالات بھی تبدیل ہوں اور جلد تر تبدیل ہوں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ پہلے واپسی کہاں ہے مگر جہاں بھی اس کی انگلی اشارہ کریگی ہم غلامانہ اس کی پیروی کرتے ہوئے حاضر ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہر حال میں رضا اور صبر کے ساتھ اپنے مولا کا پیار حاصل کرتے ہوئے جان دیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔"

اس روز کی دیگر مصروفیات

نماز جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد حضورؒ نے آرام فرمایا۔ آج طبیعت قدرے بہتر تھی مگر بظاہر کمزوری اور سفر کی تھکن کے آثار چہرے اور جسم پر عیاں تھے۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد حضور انور نے لندن، ربوہ اور قادیان کے نمائندگان اور بعض صائب الرائے احباب کی میٹنگ طلب فرمائی جو حضور انور کے دفتر میں شام ۷:۱۵ پر دعا سے شروع ہوئی اور تقریباً پونے نو بجے دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔ اس میٹنگ میں متفرق انتظامی وفلاحی امور کے بارہ میں حضور انور نے ارشادات اور ہدایات سے نوازا اور مشورے طلب فرمائے۔

مورخہ ۱۱رجنوری ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ ۔ قادیان دارالامان

حضرت خلیفۃ المسیح نے نماز فجر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی ۔نماز کے بعد حسبِ معمول بہشتی مقبرہ میں تشریف لے گئے ۔ وہاں مبارک مزاروں پر دعا کے بعد آپ واپسی پر محترمہ عزیزہ علی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر جعفر علی صاحب آف کلیولینڈ امریکہ کی قیام گاہ میں تشریف لے گئے (جواُن دنوں مکرم ڈاکٹر بشیر احمد ناصر درویش صاحب کے ہاں مقیم تھیں اوران کا چھوٹا بچہ بیمار تھا) اوران کے بچے کی عیادت کی اور پھر دارالمسیح تشریف لائے ۔

آج صبح جب بہشتی مقبرہ جانے کے لئے حضور انور دارالمسیح کے مین گیٹ سے باہر تشریف لائے تو راستہ میں حکیم سورن سنگھ صاحب میونسپل کمشنر قادیان بڑی گرم جوشی اور تپاک سے خلیفۃ المسیح سے ملے اور برجستہ گویا ہوئے کہ

> ''جب تقسیم ملک کے بعد ہم یہاں آئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کی قادیان واپس آنے کی پیشگوئیاں ہیں ۔اُس پُر آشوب وقت میں یہ پیشگوئیاں بے حقیقت لگتی تھیں اور ہم ان پر ہنسا کرتے تھے لیکن اب آپ یہاں تشریف لائے ہیں اور ساری دنیا سے احمدیوں کی یہاں آمد دیکھی ہے تو ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں سچی ہیں۔''

اس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے مزید خیر سگالی کے جذبات اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانہ میں بھی اسی طرح کئی غیر مسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے تائیدی نشانوں کو ملاحظہ کرتے تھے اور اُن کا اظہار کرتے تھے اور آج بھی اُن پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے یہ لوگ گواہ بن رہے ہیں جوایک زمانہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائیں۔اللہ کرے کہ گلشن احمد ہمیشہ ہی مسکن بادصبا رہے اور عنایاتِ یار کی نسیم ہمیشہ یہاں چلتی رہے۔

حضور انور صبح سوا دس بجے دفتر میں تشریف لائے ۔مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے آج کے پروگراموں کی تفصیل اور دیگر دفتری امور پیش کر کے ہدایات حاصل کیں ۔ان کے بعد محترمہ

عزیزہ علی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر جعفر علی صاحب نے شرف ملاقات پایا۔ان کے بعد مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب صدر اصلاحی کمیٹی قادیان نے حضرت خلیفۃ المسیح ؒ کی خدمت میں امور پیش کر کے ہدایات لیں۔بعدازاں شہر کے غیر مسلم احباب نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر ملاقات کا شرف پایا۔بعض گروپس کی صورت میں آئے اور بعض فیملیز کی صورت میں۔ان کی مجموعی تعداد ایک سو کے لگ بھگ تھی۔ان میں سے ہر ایک نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر برکت حاصل کی اور فیض پایا۔بعض نے علاج کے لئے ہومیو پیتھک نسخے بھی حاصل کئے۔

بیت الذکر و بیت الفکر اور بیت الدعا

حضرت خلیفۃ المسیح نے نماز ظہر وعصر آج مسجد مبارک میں پڑھائیں۔الہام الٰہی میں مسجد مبارک کا دوسرا نام ''بیت الذکر'' رکھا گیا۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ

''اَلَمْ نَجْعَلْ لَکَ سُھُوْلَۃً فِی کُلِّ اَمْرٍ بَیْتُ الْفِکْرِ وَبَیْتُ الذِّکْرِ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِناً..... کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص وقصدِ تعبّد وصحتِ نیت وحسنِ ایمان داخل ہوگا وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔'' (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ: ۶۶۶ حاشیہ نمبر ۴)

اسی مسجد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی ''مُبارِکٌ ومبارک وکُلُّ اَمْرٍ مُبَارَكٍ يُجْعَل فيه یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ: ۶۶۷ حاشیہ نمبر ۴)

اسی مسجد میں سے ''حجرہ'' میں دروازہ کھلتا ہے۔یہ وہ حجرہ ہے جس میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۲۷ رمضان المبارک بروز جمعہ ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۰، جولائی ۱۸۸۵ء بعد نماز فجر قبلہ رخ چارپائی پر کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے جبکہ عالمِ کشف میں دیکھا کہ حضورؑ نے بعض احکامِ قضا وقدر

اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جلّ شانہٗ کے سامنے پیش کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو حضورؑ کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا۔ اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالتِ کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔(تفصیل ''سرمہ چشم آریہ'' میں دیکھیں)

اس وقت حضرت مولوی عبداللہ سنوریؓ نے حضرت اقدسؑ سے وہ کرتہ جس پر سرخی کے نشان پڑے تھے، مانگ کر لے لیا تھا۔ حضرت مولوی عبداللہ سنوریؓ بیان فرماتے ہیں:

''اس عاجز نے وہ کرتہ جس پر سرخی گری تھی تبرکاً حضرت اقدس علیہ السلام سے باصرار لے لیا، اس عہد پر کہ میں وصیت کر جاؤں گا کہ میرے کفن کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ حضرت اقدس اس وجہ سے اسے دینے سے انکار کرتے تھے کہ میرے اور آپؐ کے بعد اس سے شرک پھیلے گا اور لوگ اس کو زیارت گاہ بنالیں گے اور اس کی پوجا شروع ہو جائے گی۔ غرضیکہ بہت ردّ وقدح کے بعد دیا جو میرے پاس اس وقت موجود ہے اور سرخی کے نشان اس وقت تک بلاکم وکاست بعینہٖ موجود ہیں'' (الفضل ۲۶ر دسمبر ۱۹۱۶ء)

حضور علیہ السلام کی عائد کردہ شرائط کے مطابق یہ کرتہ حضرت مولوی صاحبؓ کی وفات پر آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو پہنا دیا گیا اور آپ کے ساتھ ہی ۷را کتوبر ۱۹۲۷ء بروز جمعہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کر دیا گیا۔

اس حجرہ کے ساتھ ہی مسجد مبارک میں سے ایک دروازہ سیڑھیوں میں کھلتا ہے۔ یہ سیڑھیاں نیچے اُس جگہ لے جاتی ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رشتہ داروں نے دیوار کھینچ کر مسجد اقصیٰ کی طرف جانے والا راستہ بند کر کے نمازیوں اور ملنے والوں کیلئے مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ کی طرف جانے میں روک کھڑی کر دی تھی۔ اس پر حضور علیہ السلام نے مقدمہ کیا جو تاریخ احمدیت میں ''مقدمۂ دیوار'' کے نام سے مشہور ہے۔

حجرہ کے ساتھ اس دروازے کے ساتھ ہی مسجد مبارک کی شمالی دیوار میں جو دروازہ کھلتا ہے وہ

''الـدّار'' میں لے جاتا ہے۔ ''الـدّار'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آبائی مکان ہے جو حضور علیہ السلام کا مولد و مسکن ہونے کے باعث مہبطِ انوار و برکات ہے۔ چنیدہ بندگانِ الٰہی کی خصوصیات کے تسلسل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''ان کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے۔ وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔ خدا کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں'' (حقیقۃ الوحی) مزید برآں اسی مکان کی نسبت یہ الہامات متعدد بار حضور علیہ السلام کو ہوئے: اِنّی اُحافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ (تذکرہ صفحہ:۳۴۸) کہ میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چاردیواری کے اندر ہے بچالوں گا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مرے گا۔

فرمایا۔ ''امن است در مکانِ محبت سرائے ما'' (تذکرہ صفحہ:۴۵۶) ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔ اسی زمانہ سے خدا تعالیٰ کی یہ فعلی شہادت چلی آرہی ہے کہ ہر قسم کے ارض و سماوی آفات و حوادث میں ''الدار'' اور اس کے ساکنین محفوظ و مامون چلے آرہے ہیں۔

مسجد مبارک کے اسی دروازہ کے ساتھ سے الـدّار میں داخل ہوتے ہیں بائیں جانب کی طرف ''بیت الفکر'' ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۳ء میں اس چوبارہ کے متعلق جس میں کہ حضور علیہ السلام نے اپنی معرکہ آراء کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی، یہ الہام ہوا۔ ''اَلَمْ نَجْعَل لَکَ سُھُوْلَۃً فِی کُلِّ امرِ بَیْتِ الفِکْر'' ترجمہ: کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی؟ تجھ کو بیت الفکر عطا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی کمرہ کی کھڑکی میں سے نکل کر ''بیت الذکر'' یعنی مسجد مبارک میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اس ''بیـت الـفـکر'' کے ساتھ والے کمرہ میں ''بیـت الـدّعا'' کا دروازہ ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی خلوت کی دعاؤں اور خدا تعالیٰ سے خاص قوّت کیلئے ۱۳، ذوالحجہ ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۳/مارچ ۱۹۰۳ء بروز جمعۃ المبارک کو یہ حجرہ جس کا نام آپؑ نے ''بیت الدعا'' تجویز فرمایا، تیار کروایا اور خدا سے یہ دعا کی کہ اس مسجد البیت اور بیت الدّعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیّرہ اور براہینِ ساطعہ کے فتح کا گھر بنادے۔ (ذکر حبیب۔ مرتبہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر معلوم ہوتی ہے کہ اسی روز یعنی جمعۃ المبارک ۱۳؍ذوالحجہ ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۳؍مارچ ۱۹۰۳ء کو ہی اپنے دستِ مبارک سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''مینارۃ المسیح'' کی بھی بنیاد رکھی تھی۔

بیت الدّعا کے ساتھ والا مشرقی کمرہ جسے دالان بھی کہا جاتا ہے، بہت تاریخی اور مقدّس ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عمر کا آخری زمانہ گزارا اور بعد میں حضرت اماں جانؓ یہیں رہیں۔ یہاں حضور علیہ السلام کو بہت سے الہامات ہوئے۔ بلکہ حضرت اماں جانؓ تو اسے بیت الفکر میں شامل کہا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسے بیت الفکر کا حصہ شمار فرماتے تھے۔ (مکتوب بنام حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

حضور انور نے آج نماز ظہر و عصر مسجد مبارک میں پڑھائیں۔ بیت الفکر کے سامنے سے گزر کر حضور مسجد مبارک میں تشریف لائے اور صفوں کے پیچھے سے ہوتے ہوئے عین محراب کے سامنے سے محراب میں تشریف لے آئے۔ نماز ظہر و عصر جمع ہوئیں۔

نمازوں کے بعد حضور انور محراب میں ہی تشریف فرما رہے اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب کے بارہ میں استفسار فرمایا کہ آیا وہ دہلی سے قادیان تشریف لے آئے ہیں یا نہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد صاحب، مکرم محمد ایوب بٹ صاحب درویش قادیان کے بیٹے ہیں اور ایک نوجوان اور بہت سمجھدار ڈاکٹر ہیں۔ انہیں دہلی میں ۴؍جنوری تا ۱۰؍جنوری کے قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیحؒ اور حضرت بیگم صاحبہ کے علاج کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب گزشتہ رات کی ٹرین پر دہلی سے قادیان پہنچ گئے تھے۔ حضور انور نے جب اُن کے بارہ میں دریافت فرمایا تو وہ فوراً خدمتِ اقدس میں حاضر ہوگئے۔ حضور انور نے ڈاکٹر صاحب سے چند ادویہ حاصل کیں اور مکرم ڈاکٹر جعفر علی صاحب کے بیٹے کی صحت کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ نیز مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن کی صحت کے بارہ میں رپورٹ طلب فرمائی۔ بشیر احمد رفیق صاحب آج صبح قَے اور چکّر آجانے کی وجہ سے بیمار تھے۔ بعد دوپہر اُن کی طبیعت بہتر ہوگئی تھی۔

بعداز یں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ درمیان کے راستہ سے جب مسجد سے باہر جانے کے لئے محراب سے اُٹھ کرصفوں کے آخر میں تشریف لائے تو وہاں مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش سے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تو دروازے سے دائیں جانب جنوبی دیوار کے ساتھ ساتھ گزر کر اگلی صف میں سے ہوتے ہوئے محراب میں آیا کرتے تھے۔مکرم فضل الٰہی خان صاحب اورمکرم صاحبزادہ مرزاوسیم احمد صاحب نے اس کی تصدیق کی تو حضور نے فرمایا کہ آئندہ (محراب میں آنے کے لئے) سے یہی راستہ ہونا چاہئے۔اس کے بعد آپ اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔
نماز مغرب وعشاء سے قبل حضورانور مکرم عبدالعظیم صاحب درویش کی درویش خوشدامن محترمہ سیّدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ سیّد محمودعلی مرحوم کی عیادت کیلئے اُن کے گھر تشریف لے گئے۔وہ انتہائی کمزوری اورضعف کی حالت میں تھیں اوراِن پر نیم بیہوشی کی کیفیت تھی۔آپ تقریباً دس منٹ وہاں بیٹھے رہے اور اِن کے حال احوال کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔وہاں سے آپ مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش کے گھر تشریف لے گئے۔وہ بھی آنکھوں میں موتیا اتر آنے اور بیماری کی وجہ سے کمزور تھے۔حضور نے اِن کے کمرے میں قدم رنجہ فرمایا تو وہ بستر سے اٹھ کر ملنے کے لئے تیار ہی تھے کہ آپ نے آگے بڑھ کراس حالت میں کہ وہ ابھی آدھے ہی اٹھے تھے،اُن سے معانقہ کرلیا۔وہاں اِن کی چارپائی پر ہی حضورانور تقریباً پندرہ منٹ تشریف فرمارہے۔اس کے بعد نماز مغرب وعشاء کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔نمازوں کے معاً بعد حضورانور کی موجودگی میں مکرم سیّد عبدالحیٔ شاہ صاحب ناظراشاعت ربوہ نے نکاحوں کا اعلان کیا اوردعا کرائی۔

مورخہ ۱۲؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز اتوار۔قادیان

صبح نماز فجر کے بعد حضرت صاحب بہشتی مقبرہ میں تشریف لے گئے مبارک مزاروں پر دعا کے بعد جلسہ گاہ والے میدان میں سے ہوتے ہوئے احمدیہ چوک کی طرف آئے اور راستے میں مکرم شریف احمد ڈوگر صاحب درویش اورمکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش کے گھر گئے۔وہاں سے نکل

کراحمدیہ چوک سے ہوتے ہوئے ،دارالمسیح کے سامنے سے گزر کر سیدھے چلے گئے اور مکرم بشیر احمد شادصاحب درویش اور مکرم فتح محمد صاحب نانبائی درویش کے گھروں میں گئے۔

مکرم شادصاحب مذکور کچھ عرصہ پہلے شدید بیمار تھے اور امرتسر ہسپتال میں زیرِ علاج تھے۔ جب آپ کو حضور کی تشریف آوری کا علم ہوا تو آپ ڈاکٹروں کو بتائے بغیر قادیان آگئے کہ اب اگر یہاں رہا تو اور بھی بیمار ہو جاؤں گا۔کم ازکم زندگی میں حضور سے ملاقات تو ہوجائے گی۔

اس کے بعد آپؒ دارالمسیح میں اپنے گھر تشریف لائے۔آج صبح قادیان سے باہر مختلف مقامات کی سیر کا پروگرام تھا چنانچہ حضورانور آٹھ بجے دفتر تشریف لائے۔بعض دفتری کاموں اور ملاقاتوں کے بعد صبح سوا نو بجے گیارہ گاڑیوں پر مشتمل قافلہ دارالمسیح سے روانہ ہوا۔اس میں چھ گاڑیاں حضور کے خاندان اور اراکین قافلہ اور قادیان کے خدام کی تھیں۔جبکہ باقی پانچ گاڑیاں پولیس اور سیکیورٹی کے عملہ کی تھیں۔یہ قافلہ قادیان سے نکل کر بھینی،طغل والا اور گھوڑے واہ سے ہوتا ہوا راج پورہ پہنچا۔

راج پورہ حضرت مصلح موعودؓ کی زمینوں پر آباد چھوٹا سا گاؤں (ڈیرہ) ہے۔یہ زمینیں تقسیم ملک کے بعد سکّھوں کو منتقل ہوگئی تھیں۔اس وقت نہ وہ مکان باقی رہے تھے جن سے حضرت مصلح موعودؓ کی یادیں وابستہ تھیں اور نہ ہی ان کے مکینوں میں سے کوئی باقی تھا۔سب نئے لوگ اور نئی عمارتیں تھیں۔البتہ نئے لوگوں کے پاس پرانی یادیں ضرور تھیں۔چنانچہ انہوں نے حضورانور کے قدم لئے،بڑی محبت اور چاہت سے ملے۔آپ نے اُن سے چند لمحے باتیں کیں اور اُن کے بچوں میں چاکلیٹ اور ٹافیاں وغیرہ تقسیم کیں۔

آپ وہاں پندرہ بیس منٹ ٹھہر کر پھیروچیچی آئے۔پھیروچیچی تقسیمِ ملک سے قبل احمدیوں کا گاؤں تھا اور اب وہاں کلیۃً سکھوں کی آبادی ہے۔حضورانور کی کار جب وہاں پہنچی تو وہاں کے لوگ دل ونظر فرشِ راہ کئے ہوئے پائے۔وہ فوراً کار کی طرف لپکے۔آپ کی کار رُکی تو کار کے شیشے میں سے آپ کے بالکل قریب ہوکر خوش آمدید کہنے لگے۔وہ اتنے خوش تھے کہ پھولے نہ سماتے تھے۔ ایک بڑی عمر کا شخص کہنے لگا کہ پہلے آپ لوگوں نے یہاں سکول وغیرہ قائم کئے تھے جن کی وجہ سے

یہاں کا ہر شخص آپ کو یاد کرتا ہے۔ اب آپ پھر یہاں آ جائیں تو اس بستی کے بھاگ جاگ اٹھیں گے۔ حضور انور نے چند لمحے کار میں بیٹھے بیٹھے ان لوگوں سے باتیں کیں اور پھر قافلہ آگے بڑھ گیا۔

کچھ عرصہ بعد پھیرو چیچی کا ایک عمر رسیدہ سکھ احمدیہ ہسپتال میں علاج کے سلسلے میں قادیان آیا تو یہاں ایک احمدی دوست قریشی فضل اللہ صاحب سے ملا۔ تعارف کے بعد اس نے حضور کے وہاں جانے کا ذکر بھی کیا۔ جب اس سے حضور کی شخصیت کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگا:

''وہ تو کوئی ربی نور تھا۔ عام انسان نہ تھا۔ اس کے چہرے کے پیچھے الٰہی قدرت نظر آتی تھی اور وہ ایسی روح رکھتا تھا جو بہت کم دنیا میں آتی ہے۔''

پھیرو چیچی سے روانہ ہو کر حضورؒ کا قافلہ ''چک شریف'' سے ہوتے ہوئے ''شالے کے پتن'' سے کشتی کا پُل عبور کر کے مکیریاں کے راستے ڈھانگو کی پہاڑیوں میں سے گزر کر دریائے چکّی کے ساتھ واقع P.W.D کے ریسٹ ہاؤس میں کچھ دیر قیام کے لئے رکا۔ یہیں دوپہر کا کھانا کھایا گیا اور نمازِ ظہر عصر ادا کی گئیں۔ یہ وہ ریسٹ ہاؤس ہے جہاں ڈلہوزی آتے جاتے حضرت مصلح موعودؓ کھانے اور آرام کیلئے ٹھہرا کرتے تھے۔

حضور انور نے مع قافلہ یہاں تھوڑی دیر قیام کیا، نماز ظہر و عصر پڑھیں اور کھانا کھایا۔ وہاں پر تقریباً دو گھنٹے قیام کے بعد ۳ بجے کے قریب رخصت ہو کر مادھو پور پہنچے۔ یہاں دریائے بیاس پر ایک ڈیم ہے جس سے اپر باری دوآب نہر نکلتی ہے۔ اس نہر کی دو شاخیں ہیں مشرقی شاخ ہرچووال ہے اور مغربی شاخ تتلے والی کہلاتی ہے۔ یہ مؤخر الذّکر شاخ قادیان کے قریب سے بھی گزرتی ہے۔ احمدیت کی تاریخ میں اس نہر کی ایک تاریخی اور یادگار حیثیت یہ بھی ہے کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ جب حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام سے رخصت ہوئے تو آپؑ اسی نہر کے پُل تک ان کے الوداع کے لئے اُن کے ساتھ آئے تھے۔

مادھو پورہ سے اپر باری دوآب نہر کے ساتھ ساتھ حضور انور بھیم سنگھ کے بنگلہ میں آئے۔ قادیان سے ڈلہوزی جاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ اس بنگلہ میں بھی ٹھہرا کرتے تھے۔ ایک لمحہ وہاں رکنے کے بعد حضور انور عازمِ قادیان ہوئے۔ گورداسپور، سٹھیالی، کوٹ ٹوڈرمل اور کھارا سے ہوتے

ہوئے قادیان دارالامان پہنچے ۔رات کی سیاہی چارسو اپنا دامن پھیلا چکی تھی ۔رات کی یہ سیاہی قادیان دارالامان میں امن وسکون کی ایک دلفریب و دلآویز چادر محسوس ہوتی تھی۔جس کے درمیان نور اور سلامتی کا نشان سفید منارۃ المسیح بڑی عظمت اور جلال اور شان کے ساتھ برقی قمقموں سے جگمگ جگمگ کرر ہا تھا۔

حضور کے قافلہ میں مندرجہ ذیل احباب شامل تھے۔آپ کی بیٹیاں صاحبزادی محترمہ فائزہ بیگم صاحبہ،صاحبزادی عطیۃ المجیب صاحبہ صاحبزادی یاسمین رحمان صاحبہ،حضور انور کا نواسہ مرزا عدنان احمد صاحب۔نیز صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب،آپ کی بیٹی صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ مع اپنی بیٹی ہبۃ الاعلیٰ۔ان کے علاوہ مکرم آفتاب احمد خان صاحب،خاکسار (ہادی علی)،مکرم میجر محمود احمد صاحب، مکرم ملک اشفاق احمد صاحب،مکرم سید فضل احمد صاحب،مکرم خالد نبیل ارشد صاحب،مکرم مسعود حیات صاحب،مکرم سعید جسوال صاحب اور مکرم محمد احمد جسوال صاحب۔اسی طرح مکرم سعادت احمد صاحب نائب ناظر امور عامہ ابن حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب جٹؓ کے ساتھ قادیان کے کئی خدام تھے جن کے سپرد سیکیورٹی کی ڈیوٹی اور دیگر انتظامات کی سرانجام دہی تھی۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد حضور نے مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب صوبائی امیر کشمیر اور مکرم مولوی محمد انعام غوری صاحب صدر اصلاحی کمیٹی قادیان کے ساتھ میٹنگ کی۔

۱۳رجنوری۱۹۹۲ءبروزسوموار۔قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نماز فجر مسجد مبارک میں پڑھائی ۔نماز کے بعد آپ بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔بہشتی مقبرہ میں دعا کے بعد آپ مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم درویش کی بیوہ کے گھر گئے ۔پھر آپ نے مکرم خان فضل الٰہی صاحب درویش،مکرم سید شہامت علی درویش،مکرم سید صباح الدین صاحب انسپکٹر وقف جدید،مکرم مولوی منظور احمد گھنوکے درویش،مکرم ملک نذیر احمد

صاحب پشاوری مرحوم کی بیوہ، مکرم ڈاکٹر دلاور خان صاحب کارکن دعوۃ وتبلیغ ،مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب درویش ،مکرم گیانی عبداللطیف صاحب درویش ،مکرم قاضی عبدالحمید صاحب درویش ،مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام درویش اورمکرم غلام حسین صاحب درویش کے گھروں میں تشریف لے جاکر برکت بخشی ۔ یہاں سے فراغت کے بعد حضور گھر تشریف لائے اور پھر ساڑھے نو بجے دفتر میں آئے ۔ یہاں مکرم ناظر صاحب خدمتِ درویشاں ربوہ ،مکرم ناظم صاحب وقفِ جدید قادیان،مکرم وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید قادیان اورمکرم ناظر صاحب بیت المال خرچ قادیان کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں مختلف مالی امور زیرِغور آئے ۔ادھر مسجد اقصیٰ میں ''بادشاہوں سے بھی افضل'' درویشانِ قادیان اپنے آقا کے ساتھ ملاقات کے لئے جمع تھے ۔حضرت صاحب سوا دس بجے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے اوران کے درمیان رونق افروز ہوئے ،سب سے مصافحہ فرمایااورتعارف حاصل فرمایااور پھر گروپ فوٹو ہوئی ۔

اس کے بعد قادیان کے مختلف حلقوں اورمحلوں کی ملاقات تھی ۔حضور نے مسجد اقصیٰ میں مردوں سے الگ اجتماعی اورعورتوں سے الگ اجتماعی ملاقات فرمائی ۔ان ملاقاتوں میں بچوں کی تعلیمی اور ورزشی مساعی کا جائزہ بھی لیا گیا ۔اس سلسلہ میں آپ نے ہدایات جاری فرمائیں اور بتایا کہ ایک زمانہ میں کھیلوں کے میدان میں قادیان کی بڑی نیک شہرت تھی اور بلند نام تھا ۔اسے بحال کرنے کی کوشش کی جائے نیز بتایا کہ کھیلیں جہاں صحت کیلئے انتہائی ضروری ہیں وہاں تربیت کے لئے خاص کردار ادا کرتی ہیں ۔ملاقاتوں کے بعد آپ دفتر میں تشریف لائے جہاں مکرم ناظر صاحب خدمتِ درویشاں ربوہ اورصدر انجمن احمدیہ قادیان کے مختلف ناظر صاحبان اوربعض دیگر شعبہ جات کے انچارج صاحبان نے اپنے اپنے کام کے بارہ میں باری باری آکر حضور سے ہدایات حاصل کیں ۔ اس دوران کئی ایک انفرادی ملاقاتیں بھی ہوئیں ۔

نماز ظہر وعصر ڈیڑھ بجے ادا کی گئیں ۔اس کے بعد حضور گھر تشریف لے گئے اور ۳بجکر ۴۵منٹ پر پھر دفتر تشریف لے آئے اورمکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو دفتری امور کی بابت ہدایات دیں ۔ بعدازاں چند انفرادی ملاقاتیں ہوئیں جن کے بعد ہندوستان کی سب سے بڑی

T.V نیوز کمپنی VIS News جو دنیا بھر کو T.V کی خبریں ترسیل کرتی ہے، کے نمائندہ نے دارالمسیح میں آکر حضور کا انٹرویو لیا جو نصف گھنٹہ تک جاری رہا۔اس انٹرویو کے بعد خاکسار (ہادی علی) نے دفتری امور سے متعلق آپ سے ہدایات حاصل کیں۔ پھر قادیان کی اصلاحی کمیٹی کی آپ سے میٹنگ تھی۔ یہ میٹنگ تقریباً بیس منٹ جاری رہی۔اس کے بعد بعض انفرادی ملاقاتیں ہوئیں۔جن میں احبابِ جماعت کے علاوہ قادیان کے مقامی ہندو وسکھ اصحاب بھی شامل تھے۔ان میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہندو دوست لالہ ملاوامل کے خاندان سے کرشن لال صاحب ابن لالہ سیٹھ پیارے لال اور جواہری لال صاحب ابن سیٹھ رام نارائن اور لالہ بڈھامل کے پڑپوتے آر۔این ابرول صاحب اور ڈاکٹر انیل کمار ابرول صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ڈاکٹر انیل ابرول صاحب پہلے بھی حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کر چکے تھے۔

لالہ ملاوامل اور لالہ بڈھامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے کئی ایک الٰہی نشانات کے گواہ تھے۔ان کا ذکر آپؑ کی کئی کتب میں موجود ہے۔لالہ ملاوامل صاحب نوجوانی کے زمانہ سے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔مگر اپنے مذہبی اور قومی تعصب میں اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ آپؑ نے انہیں کئی دفعہ اُن خدادادنشانوں کی گواہی کے لئے بُلایا جو اُن کی آنکھوں کے سامنے گزرے تھے اور وہ اُن کے چشم دید اور گوش شنید گواہ تھے۔مگر وہ ہمیشہ مذہبی تعصب کی وجہ سے شہادت دینے سے گریز کرتے رہے۔ایک دفعہ یہی لالہ ملاوامل صاحب دق کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور حالت بالکل مایوسی اور ناامیدی کی ہوگئی۔اس پر وہ ایک دن بے چین ہوکر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حالتِ زار بتا کر بہت روئے اور باوجود مخالف ہونے کے اُس اثر کی وجہ سے جو آپؑ کی نیکی کے متعلق اُن کے دل میں تھا آپؑ سے عاجزی کے ساتھ دُعا کی درخواست کی۔آپؑ کو اُن کی یہ حالت دیکھ کر رحم آ گیا اور آپؑ کا دل بھر آیا۔آپؑ نے اُن کے لئے خاص توجہ سے دُعا کی جس پر آپ کو خدا کی طرف سے الہام ہوا: ''یَا نَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا۔ یعنی اے بیماری کی آگ تو اِس نوجوان پر ٹھنڈی ہو جا اور اس کے لئے حفاظت اور سلامتی کا موجب بن جا'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ: ۲۷۷) چنانچہ اِس کے بعد لالہ ملاوامل صاحب بہت جلد اس خطرناک مرض سے جو اُن ایّام میں گویا

موت کا پیغام سمجھی جاتی تھی شفایاب ہو گئے اور نہ صرف شفایاب ہو گئے بلکہ ۸۰، ۹۰ سال کے قریب عمر پائی اور ملکی تقسیم کے کافی عرصہ بعد قادیان میں فوت ہوئے۔

لالہ ملاوامل اور لالہ بڈھامل کے خاندانوں میں سے یہ لوگ جب حضورانور سے ملنے آئے تو آپ نے انہیں جماعت کی ترقی اور اسکی عظمتوں کے بارہ میں بتایا۔ خاکسار (راقم الحروف ہادی علی) چشم دید گواہ ہے کہ اُنہوں نے برجستہ کہا کہ ''**وہ خود جماعت احمدیہ کی عظمت اور اس کی صداقت کے گواہ ہیں۔**''

ان ملاقاتوں کے بعد حضورانور نمازِ مغرب وعشاء کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ قادیان کے اس سفر کی یہ آخری نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء تھی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد آپ محراب میں ہی رونق افروز رہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے محترم طاہر احمد چیمہ صاحب ابن چوہدری منظور احمد چیمہ درویش مرحوم کے نکاح ہمراہ امۃ الحکیم صاحبہ بنت شیخ ذوالفقار احمد صاحب آف قادیان کا اعلان کیا۔ اس نکاح کو حضورانور نے اپنی موجودگی سے برکت بخشی اور دعا میں شمولیت فرمائی۔

اس کے بعد حضورانور مسجد مبارک سے نکل کر بیت الدّعا میں تشریف لے گئے۔ بعدازاں وہاں سے دفتر تشریف لائے جہاں مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب صوبائی امیر کشمیر، مکرم اللہ بخش صادق صاحب ناظر خدمتِ درویشاں اور مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر دفتری امور طے کئے۔ ان کے بعد بعض انفرادی ملاقاتیں ہوئیں اور بعض احباب نے حضورانور کے ساتھ تصاویر بھی اتروائیں۔ یہ سلسلہ دیر تک جاری رہا اور حضورانور رات گئے تک دفتر میں تشریف فرما رہے۔ آج بفضلہٖ تعالیٰ حضورانور کی صحت بہت بہتر تھی۔

۱۴؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز منگل

قادیان سے روانگی

حضرت خلیفۃ المسیح نے نمازِ فجر مسجد مبارک میں پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ کا پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں دوسرے رکوع سے آیت نمبر 17 تک تلاوت فرمائی۔ یہ نمازِ فجر قادیان کے اس سفر کی آخری نماز تھی۔ نماز کے بعد سب احبابِ جماعت کو آپ نے ''السلام علیکم'' کہا اور مسجد کے شمالی دروازے سے الـــدّار کی طرف بڑھے (یہ راستہ حضور انور کی قیامگاہ کی طرف بھی جاتا ہے) تو احبابِ جماعت جو آگے بڑھ کر آپ سے ہاتھ ملا سکتے تھے، انہیں آپ نے شرفِ مصافحہ بخشا اور پھر گھر تشریف لائے۔

چند منٹوں کے بعد حضرت صاحب بہشتی مقبرہ میں دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کی دو بیٹیاں صاحبزادی عطیۃ المجیب طوبیٰ صاحبہ اور صاحبزادی یاسمیں رحمٰن مونا صاحبہ بھی تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، حضرت امّ طاہرؓ اور حضرت سیّد عبدالستار شاہؓ اور دیگر مبارک مزاروں پر دعا کے بعد حضور انور حسب ذیل افراد کے گھر تشریف لے گئے ۱۔ قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش ۲۔ محمد یوسف کُھڈا صاحب مرحوم ۳۔ محمد انعام ذاکر صاحب ۴۔ چوہدری عبدالحق صاحب درویش مرحوم ۵۔ مولانا محمد انعام غوری صاحب ۶۔ چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش مرحوم ۷۔ چوہدری منظور احمد چیمہ صاحب درویش مرحوم ۸۔ مولانا محمد شریف احمد امینی صاحب درویش مرحوم ۹۔ ممتاز احمد ہاشمی صاحب درویش ۱۰۔ چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش (یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے مکان میں رہائش پذیر ہیں) ۱۱۔ مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویش مرحوم ۱۲۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش۔ حضور جس درویش کے گھر گئے، اہلِ خانہ سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں۔ ہر کوئی اپنی خوش قسمتی پر نازاں و فرحاں تھا۔ یہ چند لمحات ان کی زندگیوں کے دلکش ترین لمحات تھے۔

جو درویش بیمار یا معذور تھے، حضور خود ان کی عیادت کے لئے اور انہیں سعادتوں بھری

ملاقات کا شرف بخشنے ان کے ہاں تشریف لے گئے۔

ان گھروں سے ہوکر اوران کے مکینوں سے مل کر حضور انور دارالمسیح کے بڑے گیٹ کے سامنے سے ہوتے ہوئے مدرسہ احمدیہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں مدرسہ کے طلبہ واساتذہ ایک قطار میں کھڑے تھے۔حضور نے ان سے مصافحہ فرمایااورگروپ فوٹو ہوئی۔اس کے بعد آپ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر،مکرم ذوالفقار احمد صاحب اورمکرم رشید احمد صاحب ملکانہ کے گھروں میں تشریف لے گئے۔یہاں سے آپ دارالمسیح میں واپس تشریف لائے تو سامنے مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے قریب مکرم طالب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ زائر کی فیملی اورسسرال والے مکرم محمد شریف صاحب گجراتی مرحوم کے خاندان کے افراد نیز مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب صوبائی امیر کشمیر کے افرادِ خاندان کھڑے تھے۔ان تینوں خاندانوں نے اپنے آقا کے ہمراہ ملاقات کا شرف بھی پایا اورتصاویر بھی اتروائیں۔یہاں سے فراغت کے بعد حضور انور مکرم ملک صلاح الدین صاحب مؤلف اصحاب احمد اورمکرم مولوی محمد ایوب ساجد صاحب مبلغ سلسلہ راجستھان کے گھروں میں تشریف لے گئے۔(دونوں گھر احاطہ دارالمسیح میں ہیں)ان گھروں سے آپ باہر تشریف لائے تو سوا آٹھ بج چکے تھے۔یہاں سے آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔

صبح ۱۱ بجے حضرت خلیفۃ المسیح کے قادیان سے رخصت ہونے کا وقت تھا۔دیارِ مسیحؑ سے چوالیس سال کے فراق کے بعد وصل کے جو چند دن میسر آئے تھے وہ آج ختم ہورہے تھے اور جو چند گھڑیاں اب باقی تھیں،لمحہ فراق انہیں بڑی سرعت سے قطع کرتا چلا جارہا تھا۔لوگ صبح نو بجے سے ہی دارالمسیح اوراس کے گرد جمع ہونے شروع ہوگئے تھے۔منتظمین نے دارالمسیح کے گیٹ سے اندر عورتوں کو دورَویہ کھڑا کردیا تھا اور گیٹ سے باہر مردوں کو۔عورتوں کی کثرت کی وجہ سے احاطہ چھلک رہا تھا جبکہ مرد باہر سڑک کے دونوں طرف کھڑے تھے۔اُن کی قطاریں دارالمسیح کے بیرونی گیٹ سے شروع ہوکر لنگر خانہ تک جاچکی تھیں۔انہیں قطاروں کی ایک شاخ مدرسہ احمدیہ میں بھی اندر تک چلی گئی تھی۔

حضور انور تقریباً دس بجے دفتر تشریف لائے۔وہاں بعض ضروری امور کی انجام دہی کے بعد ساڑھے دس بجے باہر تشریف لائے اورمستورات والے حصہ میں دونوں طرف ''السلام علیکم'' کہتے

ہوئے اور بچوں کو پیار کرتے ہوئے گیٹ سے باہر تشریف لائے اور قطار میں کھڑے ہوئے ہر فرد کو مصافحہ کا شرف بخشتے ہوئے آگے بڑھتے گئے ۔ان میں احمدی احباب کے علاوہ مقامی سِکھ اور ہندو بھی تھے جنہوں نے بڑھ بڑھ کر حضور انور سے شرفِ مصافحہ پایا۔سوا گیارہ بجے آپ احباب سے مل کر دارالمسیح میں تشریف لائے تو آپ کی کار اور قافلہ کی دوسری کاریں روانگی کے لئے تیار تھیں۔

حضور نے کار کے قریب آ کر الوداعی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ آنسو اور ہچکیوں کے بند ٹوٹ گئے جیسے سینے پھٹ رہے ہوں اور دل حلق کو پہنچ گئے ہوں ۔ یہ منظر بہت ہی دلگداز اور رقّت آمیز تھا۔خود پیارے آقا کی آنکھوں سے آنسو ڈھلک ڈھلک کر رخسارِ مبارک سے ہوتے ہوئے ریش مبارک میں جذب ہو رہے تھے۔

سوز و گداز اور ہچکیوں میں ڈوبی ہوئی الوداعی دعا ختم ہوئی ۔حضور کار میں تشریف لے گئے ۔مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کار کا دروازہ بند کیا۔کار نے رینگنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ جدائی کے اس قیامت خیز ماحول سے نکلنا شروع ہوئی ۔ ہر فردِ بشر جو وہاں موجود تھا، کار کی طرف اُمڈ رہا تھا اور اسکے شیشوں میں سے اپنے آقا کو ایک نظر دیکھنے کے لئے بے قابو ہو رہا تھا۔لیکن کار آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی اور جسمانی فاصلے بھی بڑھتے رہے لیکن روح وقلب کے رشتوں کو مزید مضبوط،تازہ اور دیر پا کر گئے۔

حضور انور کا قافلہ چوک احمدیہ سے ہوتا ہوا قادیان سے امرتسر کے لئے روانہ ہوا اس قافلہ میں قافلہ کی پانچ کاروں کے ساتھ دو پولیس ایسکورٹ کی گاڑیاں بھی تھیں جن میں سے ایک قافلے کے آگے اور دوسری پیچھے تھی ۔ یہ قافلہ سوا بارہ بجے امرتسر سٹیشن پر پہنچ گیا۔حضور انور نے اسٹیشن پر ویٹنگ روم میں انتظار فرمایا۔''شان پنجاب'' گاڑی جو امرتسر سے دو بجکر دس منٹ پر دہلی کے لئے روانہ ہوتی ہے ۔ لیٹ ہو کر تین بجکر پندرہ منٹ پر روانہ ہوئی ۔اس دوران کئی ملنے والے آپ سے شرف ملاقات پاتے رہے ہندو اور سکھ دوست بھی آئے ۔امرتسر میں پنجابی کے ایک اخبار''اجیت'' کے نمائندہ نے وہیں انتظار گاہ میں حضور انور کا انٹرویو بھی لیا۔مکرم سمنت کمار گوئیل صاحب سینئیر سپر نٹنڈنٹ پولیس بھی خاص طور پر گورداسپور سے آپ کے شرفِ ملاقات کے لئے امرتسر اسٹیشن پر

تشریف لائے اورشرف یاب ہوئے۔قافلہ کے ساتھ قادیان سے آئے ہوئے خدّام نے وہیں انتظارگاہ میں کھانا کھایا، پیارے آقا سے مصافحہ کا شرف پایااورتصاویربھی اتروائیں۔

گاڑی جب پلیٹ فارم پرآ گئی توحضوراہل خانہ سمیت گاڑی میں تشریف لےآئے۔آپ گاڑی کے دروازے میں کھڑے رہے۔اس اثنا میں کئی خدام نے شرف مصافحہ پایا۔نیز ہندوبھی بڑی عقیدت سے آ کر ملے۔تین بجکربیس منٹ پرگاڑی نے سیٹی بجائی اورآہستہ آہستہ رینگنا شروع ہوئی توخدام جو پلیٹ فارم پرآقا کو الوداع کے لئے کھڑے تھے ساتھ ساتھ چلنا شروع ہوگئے۔گاڑی تیز ہوئی تو خدّام ساتھ ساتھ بھاگنے لگے۔گاڑی مزید تیز ہوئی تو یہ اوربھی تیزی سے بھاگنے لگے۔ پلیٹ فارم ختم ہوگیاتو خدام پٹڑی کے ساتھ ساتھ بھاگتے رہے حتی کہ گاڑی تیز سے تیز سے اوردورتر ہوتی گئی۔حضورگاڑی کے دروازے میں ہی کھڑے خدّام کودیکھتے رہے اور ہاتھ ہلاتے رہے۔یہاں تک کہ خدام بلکہ امرتسراسٹیشن بھی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

گاڑی تین بجکربیس منٹ پرامرتسر سے روانہ ہوکرشام ساڑھے دس بجے دہلی پہنچی۔ریلوے اسٹیشن پردہلی کے خدام اوران کے علاوہ مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔حضورانورمع اہل خانہ وافرادقافلہ ساڑھے گیارہ بجے مسجد بیت الہادی وایوان المہدی میں پہنچے۔جہاں حیدرآباد سے چالیس کےقریب افراد پیارے آقا سے فیض پانے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔آپ نے ان کوملاقات کا شرف بخشا بعدازاں حضورانوراپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

''FRIDAY The 10th''

اسیرانِ راہِ مولیٰ سکھر کی اعجازی رہائی کا نشان

قادیان سے دہلی کے سفر کے دوران امرتسر اسٹیشن پرانتظارگاہ میں انتظارکافی طویل تھا۔ اس اثنا میں دہلی مشن ہاؤس میں فون کیا گیا تو وہاں سے اچانک ایک غیرمعمولی خوشی کی خبرملی کہ ہائی کورٹ سندھ نے سکھر کے اسیرانِ راہ مولیٰ مکرم پروفیسر ناصراحمد قریشی صاحب اورمکرم رفیع احمد قریشی صاحب کی رہائی کے احکام جاری کردیئے ہیں۔یہ دونوں اسیرانِ راہِ مولیٰ ۱۹۸۴ء سے محض

ازراہِ ظلم سکھر جیل میں پابندِ سلاسل تھے۔

یہ خبر جب حضور کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا جیسے ایک دیرینہ آرزو پوری ہوگئی ہو، جیسے کوئی متاعِ گمشدہ مل گئی ہو ۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔اس خبر نے پیارے آقا کے چہرے پر خوشی اور حمد کا نور بکھیر دیا۔حضور نے حمد و مسرّت کے ملے جلے جذبات میں بتایا:

''قادیان میں اس جمعہ یعنی Friday The 10th کو میں نے خاص طور پر ان کی اعجازی رستگاری کیلئے بارگاہِ ربّ العزت میں التجا کی تھی ۔الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور الہام Friday The 10th کی چمکار پر تصدیق کی ایک اور مہر ثبت کردی۔'' الحمدللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح پر اسیران راہِ مولیٰ کے دکھوں اور تکالیف کا مسلسل ایک گہرا اثر تھا جس کو آپ نے قلب و روح سے نکلی ہوئی ایک نظم کے قالب میں ڈھال کر اس طرح قادرِ مطلق خدا کے حضور پیش کیا:

یارب یہ گدا تیرے ہی در کا ہے سوالی جو دان ملا تیری ہی چوکھٹ سے ملا ہے
گم گشتہ اسیرانِ رہِ مولا کی خاطر مدّت سے فقیر ایک دعا مانگ رہا ہے
جس رَہ میں وہ کھوئے گئے اُس رہ پہ گدا ایک کشکول لئے چلتاہے لب پہ یہ صدا ہے
خیرات کر اب ان کی رہائی مِرے آقا کشکول میں بھردے جو مرے دل میں بھراہے
میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

حضور کی دردبھری دعائیں جو قوّتِ تکوین سے معمور تھیں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر عالم علوی و سفلی میں تصرّف کیا اور نتیجہ کار اسیرانِ راہ مولیٰ سکھر کی اعجازی رہائی کی صورت میں شہود پذیر ہوئیں ۔اسیرانِ راہِ مولیٰ سکھر مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب مرحوم اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب ۱۹۸۴ء سے جیل میں بند تھے ۔انہیں آمرِ وقت کی انتہائی بدنیتی کی بناء پر محض ایک سفّا کانہ فیصلہ کی وجہ سے سزائے موت سنائی گئی تھی لیکن بعد میں یہ سزا عمر قید میں تبدیل کردی گئی تھی۔

جنوری ۱۹۹۲ء یعنی تقریباً آٹھ سال بعد پہلی مرتبہ سندھ ہائی کورٹ میں ان کے مقدّمہ کی سماعت شروع ہوئی ۔مکرم سیّد علی احمد طارق صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس

کیس کے لئے ان کی طرف سے پیش ہونا تھا۔مکرم سید علی احمد طارق صاحب نے اپنی تیاری کی اور محترم چوہدری احمد مختار صاحب مرحوم امیر جماعت کراچی کو کیس کی تمام تفاصیل بتا کر دعا کی درخواست کی۔

۱۳رجنوری کی صبح مکرم طارق صاحب ہائی کورٹ میں پیش ہونے کیلئے گھر سے نکلے تو سیدھے مکرم امیر صاحب مرحوم کے پاس گیسٹ ہاؤس میں پہنچے اور دعا کی درخواست کی۔مکرم امیر صاحب مرحوم نے استفسار کیا کہ کیس پیش کرنے پر کتنا وقت لگے گا۔انہوں نے بتایا کہ دو دن یا شاید اس سے بھی زیادہ وقت لگ جائے۔بہرحال مکرم طارق صاحب عدالت کی طرف روانہ ہوگئے۔مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی تو انہوں نے بتانا شروع کیا کہ یہ کیس خالصۃً بدنیتی پر مبنی ہے۔جو فردِ جرم ان پر عائد کی گئی ہے اُسمیں ایک ذرّہ بھی سچائی نہیں اور یہ مقدمہ سراسر ظالمانہ اور جھوٹا ہے۔ابتدائی دو گھنٹے صرف اسی بحث میں صرف ہوگئے اور ابھی یہ بات جاری ہی تھی کہ فاضل جج صاحب نے کہا ''طارق صاحب! بس کرو اس سے زیادہ بدنیتی ممکن نہیں اور ہم مختصر حکم کے ذریعہ قیدیوں کی رہائی کا حکم دیتے ہیں۔''اور ساتھ ہی فاضل جج صاحب نے سرکاری وکیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''تم ایسے کیس کو ڈیفینڈ کرو جو سراسر بدنیتی پر مبنی ہے۔ہم اس کی آپ کو اجازت نہیں دیتے۔''

سبحان اللہ کیسا عجیب مگر مبنی بر انصاف فیصلہ ہوا۔طارق صاحب کو یقین نہیں آرہا تھا کہ جج صاحب نے کیا کہہ دیا ہے۔عدالت سے فارغ ہوتے ہی دوڑے اور مکرم چوہدری احمد مختار صاحب مرحوم امیر کراچی کو یہ خبر سنائی۔امیر صاحب نے پوچھا کہ فیصلہ کہاں ہے اس پر پریشان ہوئے کہ وہ تو خوشی میں عدالت سے حاصل کرنا بھول ہی گیا ہوں۔چنانچہ دوبارہ عدالت میں گئے اور فیصلہ کی نقل لے کر امیر صاحب کے پاس پہنچے۔مکرم امیر صاحب جماعت کراچی نے فوراً ٹیلیفون پر پیارے آقا کو اسیرانِ راہِ مولا کی رہائی کی خوشخبری سنانے کیلئے دہلی فون کیا۔حضور اس وقت قادیان سے دہلی کے سفر کے لئے روانہ ہوکر امرتسر کے اسٹیشن کی انتظار گاہ میں تشریف فرما تھے۔اسلئے آپ کو براہِ راست یہ پیغام نہ مل سکا لیکن چند لمحوں بعد دہلی سے یہ اطلاع آپ تک پہنچ گئی جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

اسیروں کی رہائی

محترم سید علی احمد طارق صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان، عدالت عالیہ کا حکم لے کرا گلے روز یعنی ۱۴؍جنوری کو سکھر پہنچ گئے ۔امیر صاحب سکھر کے ہمراہ رات ساڑھے گیارہ بجے مسرّت حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کے گھر گئے۔ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب چونکہ امیر صاحب کے ساتھ بے تکلفی کا تعلق رکھتے تھے ۔اس لئے انہیں رات کے اس وقت میں بھی گھر پر خوش آمدید کہا اوران کا مدعا سنااورعدالتِ عالیہ کا حکم دیکھ کرکہا کہ صبح آجائیں جیسے آپ کہیں گے اُسی طرح کرلیں گے ۔امیر صاحب نے کہا کہ یہ کام ہرحال میں ابھی کرنا ہے۔چنانچہ وہ راضی ہوگئے اور دوبارہ گھر جا کر تیار ہو کر نکلے اوراپنے دیگر دوساتھیوں کولیکر سنٹرل جیل گئے اور رہائی کی کارروائی مکمل کی۔وہیں رات ایک بجے وہ کہنے لگے کہ چونکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب سے پوچھنا ضروری ہےاوروہ ٹیلیفون اٹھانہیں رہےاس لئے آپ خودان کے پاس جائیں اور بات کریں۔ان دونوں نے مسرّت صاحب کوبھی ساتھ چلنے کے لئے کہا تو وہ بھی ساتھ جانے پرراضی ہوگئے۔رات ڈیڑھ بجے ان تینوں نے گلزار احمد چنّہ صاحب سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل سکھر کوجا کر جگایا۔ وہ انہیں دیکھ کرسخت حیران ہوئے اور پوچھا کہ اس وقت کیوں آئے ہو؟انہوں نے کہا،جناب !ناصر صاحب اور رفیع صاحب کی رہائی کا حکم ہے۔آپ مہربانی فرمائیں اورانہیں رات کے وقت ہی رہا کرائیں ۔وہ تھوڑے سے توقف کے بعدفرمانے لگے کہ آپ ایسا کریں کہ صبح نماز فجر کے بعد آجائیں۔آپ کے آدمی تیار ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ صبح اگر یہ بات باہر نکل گئی تو ملاں لوگ آپ کے لئے پریشانی پیدا کرسکتے ہیں۔کہنے لگے آپ جائیں۔کچھ نہیں ہوگا۔صبح آپ کے آنے سے پہلے آپ کے آدمی گیٹ پرتیار ہونگے ۔ پھر بتایا کہ محترم آئی ۔جی صاحب جیل خانہ جات سکھر میں موجود ہیں اوررات ساڑھے دس بجے میں ساری پوزیشن انہیں بتا کرآیا ہوں اورصبح انہوں نے معائنہ کے لئے آنا ہےاسلئے میری پوزیشن خراب ہوگی ۔ دوسرے یہ کہ جب سے جیل ٹوٹی ہے ہم نے جیل کی بیرونی دیوار پر متعین پولیس کو بہت زیادہ اختیارات دے دیئے ہیں کہیں ایسا نہ ہوکہ ہم قیدیوں کونکالنے جائیں اوروہ ہم پرفائر کردیں۔ اس کے بعد طارق صاحب وغیرہ رات دو بجے کےقریب واپس لوٹ آئے اورٹیلیفون پرمکرم امیر صاحب کراچی کوتمام کاروائی کی رپورٹ پیش کی ۔نماز فجر کے بعد طارق صاحب اورامیر صاحب سنٹرل جیل کی طرف

روانہ ہوئے۔جیل کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ اسیرانِ راہِ مولیٰ ہاتھ ہلا ہلا کر بے حد خوشی سے اپنی رہائی کا اعلان کر رہے تھے۔الحمدللّٰہ ثم الحمدللّٰہ علیٰ ذلک

اگلا مرحلہ سکھر سے کراچی تک کے سفر کا تھا۔مکرم سیّد علی احمد طارق صاحب کے پاس تو ہوائی جہاز کا واپسی کا ٹکٹ موجود تھا مگر باقی تینوں یعنی مکرم امیر جماعت سکھر،مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب اسیران راہِ مولیٰ کے لئے ٹکٹوں کی ضرورت تھی اور فوکر جہاز میں تین سیٹوں کا ملنا ایک مشکل امر تھا۔لیکن جب یہ سارے کام خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت مرحلہ در مرحلہ پایۂ تکمیل کو پہنچ رہے تھے تو یہ کام بھی محض اس کے فضل سے ہو گیا اور مطلوبہ تین ٹکٹیں مل گئیں اور بالآخر چار افراد کا یہ قافلہ کراچی پہنچا اور کراچی ایئرپورٹ سے جماعتی انتظام کے تحت چند لمحوں میں وہ گیسٹ ہاؤس پہنچ گئے۔محترم چوہدری احمد مختار صاحب مرحوم امیر جماعت کراچی نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور اسی وقت پیارے آقا کو فون کر کے اس خوشخبری سے آگاہ کیا۔

حضور نے محترم ناصر احمد قریشی صاحب سے فون پر بات کی اور فرمایا کہ

''میں جب سے قادیان آیا ہوں۔آپ لوگوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں کر رہا ہوں اور پھر 'Friday the 10th' جو قادیان میں آیا اس میں مَیں نے ایسی خصوصیت سے دعا کی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہ واپس نہیں آئے گی۔''

پھر خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر کر فرمایا۔''آج کتنے دن ہوئے ہیں؟''

ناصر صاحب نے کہا حضور! چار دن فرمایا''دیکھ لیں پھر۔اللہ اکبر''

۱۵؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز بدھ۔دہلی

نماز فجر کے بعد حضور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے اور صبح ۱۰:۰۰ بجے دفتر میں تشریف لا کر اور آج کے پروگراموں کا جائزہ لیا۔پروگرام کے مطابق حضور مشن ہاؤس کے صحن میں تشریف لائے جہاں حیدرآباد (آندھرا پردیش) کے احمدی احباب موجود تھے جن کی تعداد چالیس سے اوپر

تھی۔ یہ لوگ جلسہ سالانہ قادیان میں اس وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تھے کہ ان کے عزیز محترم سیٹھ معین الدین صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد ان ایّام میں وفات پا گئے تھے۔اور اب یہ دوست اپنے آقا کے دیدار اوران سے ملاقات کے لئے دہلی حاضر ہوئے تھے۔حضور نے آدھ گھنٹہ سے زیادہ وقت ان سے ملاقات کی اور اکثر سے تفصیلی گفتگو فرمائی ۔اسی دوران ان میں سے بہت سارے دوستوں نے اپنے آقا کے ساتھ اس ملاقات کے نقوش کو مستقل یادوں میں ڈھالنے کے لئے تصاویر بھی اتروائیں ۔ان سے ملنے کے بعد آپ دفتر میں تشریف لائے اور تین فیملیز اور سات افراد کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔ بعدازاں خاکسار اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے دفتری امور کی بابت اکٹھی ملاقات کی اور آپ سے ہدایات حاصل کیں۔

سکھر کے دونوں اسیران راہِ مولیٰ مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب جو سکھر کی سنٹرل جیل سے رہا ہو کر کراچی پہنچ چکے تھے اُن سے حضور نے فون پر نمازِ ظہر وعصر سے قبل براہ راست بات کی۔حضور ان کی اسیری کے اختتام پر بیحد مسرور تھے۔اسی خوشی کے ظاہری اظہار کے طور پر آپ نے دہلی مشن ہاؤس میں موجود سب دوستوں میں مٹھائی تقسیم کروائی۔نمازِ ظہر وعصر ڈیڑھ بجے ادا کی گئیں ۔بعد دوپہر چار بجے حضور انڈیا کے سابق وزیر خارجہ اِندر کمار گجرال صاحب کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے جہاں ایک گھنٹہ کے لگ بھگ وقت گزارا۔ وہاں سے آپ جب واپس مسجد تشریف لائے تو شام کے دھندلکے تاریکی میں بدل رہے تھے ۔اسی دوران دہلی مشن ہاؤس میں مہمانوں کی خدمت کرنے والے مختلف شعبوں ،حفاظت پر مامور خدّام اور بھارت کے مبلغین کرام جو اس وقت وہاں موجود تھے سب نے اپنے اپنے گروپ میں اپنے آقا کے ساتھ تصویریں اتروائیں۔

حضور انور نے اسکے بعد نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ان کے بعد تین وفات یافتگان یعنی اہلیہ صاحبہ محترم چوہدری آفتاب احمد صاحب لندن، محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ خوشدامن مکرم عبدالعظیم صاحب مرحوم درویش قادیان اور مکرم سیّد عبدالریحان صاحب تبرہ پورہ بہار (بہنوئی مکرم محمد عبدالباقی صاحب بہار) کی نماز جنازہ غائب پڑھائی ۔بعدازاں حضور مسجد ہی میں رونق افروز رہے اور مختلف

احباب سے تعارف حاصل کرتے رہے اور مختلف امور زیرِ بحث لاتے رہے۔ یہ مجلس تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ دفتر میں تشریف لائے اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بعض ہدایات دیں۔ان کے بعد خاکسار اور مکرم آفتاب احمد خان صاحب نے لندن واپسی کے پروگرام سے متعلق ہدایات حاصل کیں۔اس کے بعد حضور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

روانگی برائے لندن

آج کی شب لندن کے لئے روانگی کا پروگرام تھا۔سب ارکانِ قافلہ تیاری میں مصروف تھے۔تیاری مکمل ہونے پر سارے قافلہ کا سامان ۱۰ بجے شب مشن ہاؤس سے ائیر پورٹ پہنچا دیا گیا تھا جسے Check In کروایا گیا اور دیگر معمول کی کارروائی بسلسلہ امیگریشن وغیرہ مکمل کر لی گئی تھی۔ ادھر ۱۵ر جنوری سے تاریخ جست لگا کر ۱۶ میں بدل چکی تھی۔حضور تقریباً ڈیڑھ بجے شب اندرا گاندھی ائیر پورٹ دہلی کے ٹرمینل نمبر ۲ پر تشریف لائے اور سیدھے V.I.P لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ وہاں اپنی بیٹیوں اور مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اُن کی بیگم صاحبہ اور بیٹی کے ہمراہ تقریباً پینتالیس منٹ تک تشریف فرما رہے۔

دہلی ائیر پورٹ پر پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے علاوہ مکرم آفتاب احمد خان صاحب نیشنل امیر یو کے، مکرم چوہدری منظور احمد صاحب وکیل اعلیٰ قادیان، مکرم خورشید احمد انور صاحب ناظم وقفِ جدید، مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امورِ عامہ، مکرم مولوی محمد انعام غوری صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت، مکرم منیر احمد خادم صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت بھی اپنی اپنی مجالس، اہالیانِ قادیان و ہندوستان کی نمائندگی میں آئے تھے۔

حضور VIP لاؤنج سے رات کے سوا دو بجے اٹھے اور بورڈنگ وغیرہ کی رسمی کارروائی کے بعد برٹش ائیرویز کی فلائٹ BA036 میں فرسٹ کلاس میں سیٹ نمبر 02J پر تشریف فرما ہوئے۔اس پرواز کا وقت صبح ۲ بجکر ۳۰ منٹ تھا لیکن کسی وجہ سے ایک گھنٹہ تاخیر سے یعنی مقامی وقت کے مطابق ۳ بجکر ۳۰ منٹ پر روانہ ہوئی۔تقریباً ۹ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد مقامی وقت کے مطابق صبح ۷ بجکر

۵۰منٹ پر برطانیہ کے گیٹ وِک (Gatwick) ائیر پورٹ پر یہ جہاز اترا۔

اس سفر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ آپ کی بیٹیاں، صاحبزادی عطیۃ المجیب طوبیٰ صاحبہ، صاحبزادی یاسمین رحمٰن مونا صاحبہ اور صاحبزادی فائزہ بیگم صاحبہ مع اپنے بیٹے عزیزم مرزا عدنان احمد تھیں۔ان کے علاوہ حسب ذیل افراد نے اس غیر معمولی تاریخی اور افضال و برکات الٰہیہ سے معمور ۳۲ روزہ دورہ سے واپسی پر حضور کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت پائی: مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن، مکرم نصیر احمد قمر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، خاکسار ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، مکرم میجر محمود احمد صاحب چیف سیکیورٹی آفیسر، مکرم ملک اشفاق احمد صاحب عملہ سیکیورٹی، مکرم خالد نبیل ارشد صاحب لندن، مکرم مرزا عبدالباسط صاحب لندن، مکرم وجاہت احمد خان لندن اور جسوال برادران (سعید احمد صاحب، وسیم احمد صاحب اور محمد احمد صاحب) لندن۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا یہ قافلہ گیٹ وِک Gatwick ائیر پورٹ سے ۸بجکر ۴۸ منٹ پر روانہ ہوکر ساڑھے نو بجے لندن مشن ہاؤس میں پہنچ گیا۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ائیر پورٹ پر استقبال کے لئے حسبِ ذیل افراد تشریف لائے ہوئے تھے۔مکرم عبدالباقی ارشد صاحب، مکرم مبارک احمد ساقی صاحب، مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب، مکرم شریف احمد صاحب اشرف ایڈیشنل وکیل المال، مکرم منیر الدین صاحب شمس، مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب امیر لندن، مکرم نذیر احمد ڈار صاحب، مکرم محمد عثمان چینی صاحب۔مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، مکرم منیر احمد جاوید صاحب مکرم پیر محمد عالم صاحب، مکرم رفیق احمد حیات صاحب صدر خدام الاحمدیہ برطانیہ اور بہت سے خدّام اور دیگر کارکنان بھی استقبال کے لئے موجود تھے۔

اگلے روز یعنی ۱۷رجنوری ۱۹۹۲ء کو جمعہ کا روز تھا۔خطبہ جمعہ میں حضور نے سفر قادیان کے بارہ میں تفصیلاً بیان فرمایا۔اسی طرح مؤرخہ ۲۴رجنوری ۱۹۹۲ء کے خطبہ جمعہ میں بھی قادیان کے بارہ میں مختلف امور بیان فرمائے۔ان دونوں خطبات کا متن شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

خطبہ جمعہ (فرمودہ ۱۷؍جنوری ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد اور تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

الحمد للہ کہ قادیان کے تاریخی اور تاریخ ساز سو سالہ جلسہ میں شمولیت کے بعد ہمارا وفد خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بخیر وخوبی اس عارضی دارِ ہجرت میں واپس پہنچ چکا ہے۔ یہ جلسہ بہت ہی مبارک تھا، بہت سی برکتیں لے کر آیا اور بہت سی برکتیں حاصل کرنے والا تھا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس جلسہ کی برکات اور اس کے بعد اترنے والے اللہ کے فضل ہماری اگلی صدی کے گھروں کو بھر دیں گے اور اس کے بہت دور رس نتائج ظاہر ہوں گے۔

اس سلسلہ میں مَیں مختلف پہلوؤں سے جماعت کو آگاہ کر چکا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی اس نئی صورتحال میں کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ مختصراً بعض امور سے متعلق آج بھی میں اس مسئلہ پر گفتگو کروں گا لیکن اس سے پہلے میں ان تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں بھر پور محنت اور اخلاص اور لگن اور وفا کے ساتھ حصہ لیا اور غیر معمولی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ کچھ کام کرنے والے تو ایسے تھے جو لمبے عرصہ سے قادیان کے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے منصوبے بھی بنا رہے تھے، ان پر عمل درآمد کرنے میں بھی حصہ لے رہے تھے اور کافی لمبے عرصے تک کی یہ خاموش خدمت اس جلسہ کی کامیابی پر منتج ہوئی ہے اور خدمت کرنے والے بعد میں شامل ہوئے۔ قافلہ در قافلہ خدمت کرنے والوں کا ہجوم بڑھتا رہا لیکن آغاز میں کچھ ایسے افراد کو خدمت کا موقع ملا ہے جو ایک لمبے عرصہ سے مسلسل بڑی محنت اور توجہ اور حکمت کے ساتھ اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

ان میں سب سے پہلے تو United Kingdom کے **امیر آفتاب احمد خان صاحب** کا نام قابلِ ذکر ہے۔ ان کو بھی احباب اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ بیرونی دنیا سے جس حد تک ہندوستان پر اثرات مترتب ہو سکتے تھے ان کو منظّم کرنے میں اور ان کو بروئے کار لانے میں آفتاب احمد خان

صاحب نے بہت ہی غیر معمولی خدمت کی ہے۔اس کے علاوہ مجھے یہاں مرکزی مددگار کی ضرورت تھی جو صاحب تجربہ بھی ہواور دیگر کاموں سے الگ رہ کر مسلسل ہندوستان اور قادیان سے متعلق مسائل میں میری مدد کر سکے اور مجھ سے ہدایات لے اور اُن پر عمل درآمد کروائے۔اس سلسلہ میں بھی آفتاب احمد خان صاحب کو غیر معمولی مؤثر قابلِ تعریف خدمت کا موقع ملا اور میرا بہت سا بوجھ بٹ گیا اور مسائل آسان ہوئے۔عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کو بات سمجھائی جائے تو تجربہ کار آدمی بھی اس میں کہیں نہ کہیں سمجھنے میں غلطی کر جاتے ہیں اور بار بار پوچھنے اور نگرانی کے باوجود سقم رہ جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے United Kingdom کے امیر صاحب کو یہ ملکہ عطا فرمایا ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ بات سمجھ کر اس کے تمام پہلوؤں کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے ہیں اور پھر ان کو عملدرآمد کے سلسلہ میں یاددہانی کی ضرورت پیش نہیں آتی۔اگر ان کاموں میں مجھے بار بار الجھنا پڑتا تو کام اتنا زیادہ تھا کہ میرے لئے مشکل پیش آسکتی تھی مگر خدا نے بہت فضل فرمایا اور ایک اچھا مددگار اور نصیر مجھے عطا کر دیا۔

پاکستان سے چوہدری حمید اللہ صاحب اور میاں غلام احمد صاحب نے بڑے لمبے عرصہ تک بہت محنت کی ہے اور قادیان جا کر وہاں کے مسائل کو سمجھا اور میری ہدایات کے مطابق ہر قسم کی تیاری میں بہت ہی عمدہ خدمات سرانجام دی ہیں ورنہ قادیان کی احمدی آبادی اتنی چھوٹی ہے کہ ان کے بس میں نہیں تھا کہ اتنے بڑے انتظام کو سنبھال سکتے۔تمام مرد وزن عورتیں بچے ملا کر اس وقت کل ۱۸۰۰ کی تعداد میں قادیان میں درویش اور بعد میں آنے والے بس رہے ہیں اور اتنا بڑا جلسہ جس میں تقریباً ۲۴ ہزار مہمان شرکت کر رہے تھے اسے سنبھالنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔خصوصاً اس لئے بھی قادیان کی وہ آبادی جو مرکزی حصہ میں آباد ہے اس کے پاس مکان بھی بہت تھوڑے ہیں اور باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے ،مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کے لئے رہائش کی سہولتیں مہیا کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔اس ضمن میں انگلستان ہی کے ایک اور مخلص خادم **چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ** اور ان کے ساتھیوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ان کو بھی دعا میں یاد رکھنا چاہئے کیونکہ تعمیری کاموں میں انہوں نے بہت ہی محنت سے اور شوق اور ولولے سے حصہ لیا ہے۔ بہت قیمتی وقت خرچ کر کے میری ہدایت پر قادیان بھی بار بار جاتے رہے اور تعمیری منصوبہ بندی میں

ان کواوران کے ساتھ ایسوسی ایشن کے ساتھیوں کوخدا کے فضل سے خاص خدمت کی توفیق ملی ہے۔ یہ کام ابھی جاری ہیں اور قادیان میں جو تعمیری منصوبے ہیں یہ انشاء اللہ آئندہ کئی سالوں تک پھیلے رہیں گے اور کام بڑھتا رہے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ جس اخلاص کے ساتھ پہلے تمام دنیا کے احمدیوں نے جن کو انجینئرنگ سے تعلق ہے خدمت میں حصہ لیا ہے آئندہ بھی انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرماتا رہے گا۔

قادیان کے ناظر صاحب اعلیٰ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اوران کے ساتھی ناظران اور نائب ناظران نے بھی بہت لمبا عرصہ ان انتظامات کو مکمل کرنے میں بہت محنت سے کام کیا ہے اور قادیان کے درویشوں کا علاقے میں جو نیک اثر ہے اس کے نتیجہ میں علاقے سے تعاون بھی بہت ملا ہے اور وہ سب تعاون کرنے والے بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ہندوستان کی حکومت نے بھی ہر طرح سے تعاون کیا اور پنجاب کی حکومت نے بھی بہت ہی غیر معمولی تعاون کیا ہے۔ یہاں تک کہ تمام عرصہ جب تک کہ میرا وہاں قیام رہا ہے خواہ مختصر عرصے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے کہیں جانا ہوتا تھا تب بھی وہاں پولیس کے تھانے کے انچارج اوران کے ساتھی بہت ہی مستعدی کے ساتھ آگے پیچھے ہر طرح نگرانی کرتے تھے اور باہر نکلنے کی صورت میں جب قادیان سے باہر چند گھنٹے کے لئے جانا پڑا تو اس وقت بھی کوئی چالیس پچاس افراد پر مشتمل پولیس کی نفری تھی۔ جس میں جگہ جگہ کے ڈی ایس پی بھی شامل ہوتے رہے اور انسپکٹر پولیس وغیرہ بہت ہی مستعدی کے ساتھ انہوں نے اس طرح خدمت کا حق ادا کیا ہے جیسے کوئی احمدی خود لگن کے ساتھ شوق سے حصہ لے رہا ہو تو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر صاف کارفرما دکھائی دیتی تھی۔

قادیان کے بوڑھوں مردوں عورتوں بچوں نے تو اپنی طاقت کی آخری حدوں کو چھو لیا۔ جس حد تک ان کے لئے ممکن تھا انہوں نے خدمت کی لیکن باہر سے جانے والوں نے بھی ماشاء اللہ ان کے کام کو آسان کرنے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ انگلستان کی جماعت کو بھی خدا نے توفیق بخشی۔ بہت ہی مستعد کارکن یہاں سے گئے ہیں اور مسلسل اَن تھک رنگ میں انہوں نے خدمت کی ہے۔ اسی طرح پاکستان سے کثرت کے ساتھ شامل ہونے والوں میں سے ایک بڑی تعداد کو بہت عمدہ اور قابل قدر خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح ہندوستان کی جماعتوں میں سے دور دور سے آئے ہوئے

مہمان بھی تھے اور میز بان بھی بن گئے تھے اور ہر موقع پر جب بھی ان کی خدمت کی ضرورت پیش آئی ہے انہوں نے بڑے شوق اور ولولے کے ساتھ اس میں حصہ لیا۔اس سلسلہ میں اڑیسہ کی جماعت کرناٹک کی جماعت اور کیرلہ کی جماعت، کشمیر کی جماعت،آندھرا پردیش کی جماعت، پنجاب کی اور دہلی کی جماعتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان سب جماعتوں میں بہت ہی ولولہ اور جوش پایا جاتا ہے۔

دہلی کے قیام کے دوران کیونکہ مقامی سیکیورٹی کی ضروریات کے لئے دہلی کی مقامی جماعت میں کافی افراد نہیں تھے اس لئے وہاں آندھرا پردیش کے نوجوانوں نے بہت ہی خدمت کی ہے۔دہلی والوں نے بھی بھرپور حصہ لیا اور اسی طرح کشمیر اور دوسری جگہوں سے آنے والے افراد کو بھی خدا نے توفیق بخشی۔غرضیکہ اس جلسہ میں کام کرنے والے اور خادم اور مخدوم دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل جل گئے تھے کہ میرے اور تیرے کی تمیز ممکن نہیں رہی۔ہر شخص میز بان بھی تھا اور مہمان بھی تھا اور یہ ایک ایسا بھرپور جذبہ تھا جو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی کا اعجاز ہے اور ساری دنیا میں آپ تلاش کر کے دیکھ لیں، چراغ لے کے ڈھونڈیں آپ کو ایسی جماعت دنیا کے پردے میں کہیں نظر نہیں آئے گی جو خدا کے فضل کے ساتھ اس طرح گہرے باہمی محبت کے رشتوں میں منسلک ہو کہ خادم اور مخدوم کی تمیز اٹھ جائے۔ہر شخص خادم بھی ہو اور ہر شخص مخدوم بھی ہو۔

اس پہلو سے جب میری نظر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی وآلہ وسلم کے اس ارشاد پر پڑتی ہے کہ **سید القوم خادمھم** (الجہاد لابن المبارک کتاب الجہاد حدیث نمبر:۲۰۹) تو اس کی ایک نئی تفسیر سامنے ابھرتی ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ قوم کا سردار وہی ہوتا ہے جو قوم کا خادم ہو۔سردار کے لئے خادم ہونا ضروری ہے اور قوم کے لئے ضروری ہے کہ خادم ہی کو اپنا سردار بنایا کرے۔یہ دونوں پیغام ہیں لیکن جماعت احمدیہ پر جس شان کے ساتھ اس مضمون کا اطلاق ہوتا ہے اس سے میرے ذہن میں یہ بات ابھری کہ اس دنیا کے آپ ہی خادم ہیں اور آپ ہی مخدوم ہیں کیونکہ یہ دونوں صلاحیتیں یکجا طور پر جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی اور جماعت میں اکٹھی نہیں مل سکتیں۔ آپ نظر دوڑا کر دیکھیں مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں۔ترقی یافتہ مغربی اقوام ہوں یا پیچھے رہ جانے والی مشرقی اقوام،کسی مذہب سے تعلق رکھنے والی ہوں،کسی جغرافیائی حدود سے تعلق رکھنے والی ہوں، یہ اعلیٰ شان کا امتزاج کہ خادم مخدوم ہو جائے اور مخدوم خادم بن جائے، یہ جماعت احمدیہ کے سوا دنیا

میں کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ پس ان معنوں میں آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ آپ ہی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس عظیم الشان عارفانہ تعریف کے مستحق اور اس تعریف کے نتیجہ میں آئندہ دنیا کے سردار بننے والے ہیں کیونکہ آپ کے اندر یہ دونوں صلاحیتیں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

جہاں تک آئندہ زمانے کے حالات کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جلسہ ایک تاریخ ساز جلسہ تھا۔ محض تاریخی جلسہ ہی نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی پیشگوئیاں اس کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان پیشگوئیوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ کے بعد خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کی ہوا چلائے گا اور ہر طرف غیر معمولی ترقی کے سامان پیدا ہوں گے۔

اس ضمن میں ایک خوشخبری تو ہندوستان چھوڑنے سے پہلے ہی وہاں مل گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سکھر کے دو اسیرانِ راہِ مولیٰ لمبی مشقتوں اور دُکھوں کے بعد آزاد کئے گئے۔ آج صبح ہی کراچی میری بات ہوئی تو وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے یہاں تو جماعت میں ایک جشن کا سا سماں تھا اور بہت ہی عزت اور محبت سے جماعت نے ان سے سلوک کیا اور غیر معمولی خوشیوں کے سامان تھے تو یہ بھی اسی مقدس جلسہ کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے۔ اور اس یقین دہانی کے لئے کہ خدا کی طرف سے خاص تقدیر کے طور پر یہ نشان ظاہر ہوا ہے۔ جب میں آج دفتر میں ڈاک دیکھنے گیا تو گوٹھ علم دین سندھ سے آئے ہوئے ایک خط میں ایک خواب درج تھی۔ یہ گوٹھ علم دین کنری ضلع تھرپارکر کے قریب ایک گاؤں ہے جہاں ابتداء میں کچھ احمدی ہوئے تھے اور ان کے اخلاص کی وجہ سے اور غیر معمولی خواہش کے نتیجہ میں کہ مَیں خود وہاں جاؤں۔ بہت پہلے کی بات ہے مَیں کنری سے وہاں گیا اور وہاں لمبی مجلس لگی اور اللہ کے فضل سے تقریباً سارے گاؤں کو ہی احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ تو اس پہلو سے اس گاؤں کے ساتھ میرا خاص تعلق رہا ہے اور میں پوچھتا رہتا ہوں۔ تو جانے سے پہلے میں نے کسی احمدی دوست کو ایک خط لکھا تھا اور پرانی باتیں یاد کرا کے اور بعض پرانے نام لے کر اپنا محبت بھرا پیغام بھیجا تھا اس کے جواب میں ان کا خط آیا ہوا تھا اور خاص بات انہوں نے یہ لکھی کہ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ہمارے سکھر کے اسیر آزاد ہو گئے ہیں اور اللہ کے فضل سے بہت خوشی کا سماں ہے اور میرے پاس بھی وہ تشریف لاتے ہیں تو ایک مہینے کے

خطوں میں ایک ہی رؤیا ہے جس کا تعلق سکھر کے اسیروں کے ساتھ تھا اور ساتھ ہی ان کی دعا بھی ہے کہ خدا کرے میری یہ رؤیا پوری ہو جائے۔ چنانچہ پیشتر اس سے کہ میں وہ خط پڑھتا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ رؤیا پوری ہو چکی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پیار کے اظہار کے انداز ہیں اور یہ یقین دلانے کے لئے ہیں کہ یہ اتفاقی حادثات نہیں ہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے تقدیرِ الٰہی کے مطابق ہو رہا ہے۔ ورنہ ایک سے زیادہ خط الجھے ہوئے خیالات کے آتے ہی رہتے ہیں جس میں مبہم سے رنگ میں بعض خوشخبریاں بھی ہوتی ہیں لیکن سکھر کے اسیران سے تعلق رکھنے والی ایسی واضح خوشخبری اور اس کی Timing کہ کس طرح وہ خط لکھا گیا اور کس وقت پہنچا کہ جب وہ خبر بھی پہنچ رہی تھی، یہ ساری باتیں اہل ایمان کے ایمان کو بڑھانے کا موجب بنتی ہیں۔ پس یہ بھی قادیان کے جلسہ کی برکت اور اس کے بعد آنے والے پُر فضا دَور کی خوشخبری ہے اور اس کے آغاز کی وہ لہریں ہیں جو بعض دفعہ اچھے موسم آنے سے پہلے ہوا میں پیدا ہوتی ہیں اور انسان کی روح کو تراوت بخشتی ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اور بھی بہت سی خوشخبریاں خدا تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہونگی۔

قادیان کے مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ وہاں کی تھوڑی آبادی ہے۔ بعض دوستوں کو قادیان کے اس سفر کے نتیجہ میں بہت امیدیں بندھ گئیں کہ اب قادیان کی واپسی قریب ہے لیکن میں جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں اور گزشتہ خطبہ میں بھی میں نے مختصراً اس پر گفتگو کی تھی کہ واپسی کوئی ایک دم آناً فاناً رونما ہونے والا واقعہ نہیں ہے۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک دفعہ لے کر جائے گا، پھر بار بار لائے گا اور امن کے ماحول میں ایسا ہوتا رہے گا۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ خدا کی کیا تقدیر کب ظاہر ہوگی اور اس کا منشاء کیا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک مرکز سلسلہ باہر ہی رہے، دارالہجرت میں ہی ہو خواہ وہ دارالہجرت پاکستان کا ہو یا کسی اور جگہ کا اور قادیان کے حالات ایسے ہوں کہ بار بار خلفائے سلسلہ کو وہاں جانے کی توفیق ملتی رہے اور باہر بیٹھ کر قریب کی نگرانی کا بھی موقع ملتا رہے۔** اس لئے خوابوں میں بسنا ان معنوں میں تو درست ہے کہ خدا تعالیٰ جو رؤیا دکھائے، جو خوشخبریاں دکھائے ان امیدوں میں انسان بسا رہے، یہی ایمان کی شان ہے لیکن ان معنوں میں خوابوں میں بسنا درست نہیں کہ اپنی مرضی سے اپنے من کی باتوں کو تقدیر بنا بیٹھے اور پھر یہ سمجھے کہ جو میری

خواہشات اور تمنائیں ہیں جیسے میں ان کو سمجھتا ہوں اسی طرح خدا کی تقدیر ظاہر ہوگی ۔ یہ طریق درست نہیں ہے یہ ایک بچگانہ طریق ہے۔

اس لئے سب سے پہلے تو جماعت کو اپنی امیدوں اور امنگوں کی صحت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان کو رستے سے بدکنے اور بھٹکنے نہیں دینا چاہئے ۔ راستے وہی معیّن ہیں جو خدا تعالیٰ کی تقدیر میں مقدّر ہیں اور جن کی خوشخبریاں اللہ تعالیٰ پہلے اپنے برگزیدہ بندوں کو عطا فرما چکا ہے ۔ ان کی روشنی میں مختلف تعبیریں ہوتی رہتی ہیں ۔ مختلف تعبیریں ہوسکتی ہیں اور اس ضمن میں بھی بہت سے خوش فہم لوگ اپنے دل کی تعبیروں کو زبردستی ان الہامات اور پیشگوئیوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تو پھر لوگوں سے شرطیں بھی باندھ بیٹھتے ہیں کہ جو تعبیر ہم نے سمجھی ہے ویسا ضرور ہوگا ۔ یہ درست طریق نہیں ہے ۔ اس سے پہلے بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے زمانے میں ایک ایسا واقعہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم نے منع فرمایا کہ جو خدا کی تقدیر ہے وہ تو ظاہر ہو گی ۔ خوشخبریاں تو بہر حال پوری ہونی ہیں لیکن اپنی مرضی سے ایک تعبیر کر کے اس پر تم شرطیں باندھ بیٹھو کہ یہ ضرور ہوگا یہ درست نہیں ہے لیکن جو ہونا ہے اس کی تیاری تو ہم پر فرض ہے میں اس ضمن میں جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ۔

ایک شخص نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم سے قیامت کے بارہ میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ مراد یہ تھی کہ اگر تمھیں دوسری دنیا میں جانے کا شوق ہے تو یہ شوق ایک بیرونی شوق بھی ہوسکتا ہے، ذاتی دلچسپی نہیں بلکہ تعجب کے رنگ میں استعجاب کے رنگ میں انسان دلچسپی لے سکتا ہے اور یہ دلچسپی بے معنی اور بے حقیقت ہے ۔ اگر دوسری زندگی کو حقیقت جانتے ہو اور شوق اس لئے ہے کہ تمہیں پتہ لگے کہ تمہاری بہبود کس چیز میں ہے اور مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے تو پھر تمہیں اس کی تیاری کرنی چاہئے اور یہی مضمون ہے جو آج کے حالات پر صادق آتا ہے ۔ مستقبل کے متعلق بعض لوگ شوق سے ، یا ذرا اٹکل پچّو کے ذریعہ انسان پیش خبریاں کرتا ہے یا آئندہ زمانے کو دیکھنا چاہتا ہے ، ویسے دلچسپی لیتے ہیں ایسی دلچسپی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ نفس کا ایک بچگانہ کھیل ہے اس سے زیادہ اس کے کوئی بھی معنی نہیں لیکن مستقبل میں ایک دلچسپی ایسی ہے جو زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے تعلق رکھتی ہے ۔ ایک انسان اپنے تن من دھن کو

اسلام اوراحمدیت کے اعلیٰ مستقبل کے لئے وقف کر دیتا ہے اور آئندہ مستقبل میں ہونے والے واقعات اس کی سوچوں کا ایک ایسا حصہ بن جاتے ہیں جو اس کے دل کی فکریں ہوتی ہیں اس کے دماغ کے تفکرات ہیں کہ خدا جانے کیا ہو اور کیسا ہو اور میں اپنے فرائض سرانجام دے سکوں یا نہ دے سکوں۔ یہ وہ دلچسپی ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کا پوچھتے ہو تو بتاؤ کوئی تیاری بھی کی ہے۔

تو جماعت کو اگر قادیان کی واپسی میں اور جماعت کے عالمگیر انقلاب میں کوئی دلچسپی ہے تو اس کی تیاری کرنی ہوگی اور قادیان کے سلسلہ میں ابھی بہت کام باقی ہیں۔ جو کچھ خوشخبریاں سطح پر نظر آئی ہیں اور عام آنکھوں نے دیکھ لی ہیں ان کی مثال تو Iceberg کے اس تھوڑے سے حصے سے ہے جو سطحِ سمندر پر دکھائی دیتا ہے۔ اس کا اصل حصہ تو پانی میں ڈوبا ہوتا ہے یعنی برف کا تودہ جو سمندر میں تیرتا ہے اس کی تھوڑی سی Tip، تھوڑی سی چوٹی ہے جو سمندر سے باہر نظر آتی ہے۔

ایک دفعہ پہلے بھی میں نے یہ مثال دی تھی جس پر ہندوستان کے سفر میں ایک احمدی دوست نے مجھے توجہ دلائی کہ میں غلطی سے ایک اور تین کی نسبت بتا بیٹھا۔ میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے توجہ دلائی کہ ایک اور تین کی نسبت نہیں ہے بلکہ برف کی کثافت پانی کے مقابل پر جتنی کم ہے اسی نسبت سے اس کا ایک حصہ پانی سے اوپر نکلتا ہے اور غالباً یہ دس میں سے ایک حصہ باہر ہوتا ہے اور نو حصے اندر کیونکہ برف کی کثافت پوائنٹ نائن (۹.) ہے یعنی پانی کی کثافت اگر ایک ہے تو برف پوائنٹ نائن ۹. ہے یعنی حجم اس کا زیادہ اور وزن کم تو جس نسبت سے وزن کم ہوگا اسی نسبت سے اس کا ایک حصہ باہر نکلا ہوگا تو بعض دفعہ باہر نکلے ہوئے حصے بھی بہت بڑے بڑے دکھائی دیتے ہیں۔ سمندر میں سفر کرنے والے جانتے ہیں یعنی جن کا کام شمال اور جنوب میں جانا ہے اور وہ ان باتوں کے متعلق اپنی زندگی کے واقعات میں بڑے دلچسپ انداز میں تذکرے بھی کرتے رہتے ہیں کہ بعض دفعہ پانی میں سے برف کا اتنا بلند پہاڑ اونچا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ آدمی حیرت اور استعجاب میں ڈوب جاتا ہے لیکن انسان اگر یہ سوچے کہ اس سے ۹ حصے زیادہ پانی کے اندر ڈوبا ہوا وہ پہاڑ ہے تو اور بھی زیادہ ہیبت بڑھتی ہے۔

تو یہ خوشخبریاں بھی جب پوری ہوتی ہیں تو ان کا ایک حصہ باہر دکھائی دے رہا ہوتا ہے

اور جوڈوبے ہوئے حصے ہیں وہ مسائل سے تعلق رکھتے ہیں جو مسائل حل ہو جائیں وہ سطح سمندر سے باہر دکھائی دے رہے ہوتے ہیں اور جو ابھی ڈوبے ہوئے ہیں وہ ان سے بہت زیادہ ہوتے ہیں پس ہمیں ان ڈوبے ہوئے مسائل کی طرف توجہ کرنی ہوگی ۔ **قادیان کی عظمت اور عزت اور جلال اور جمال کو بحال کرنے کے لئے ساری دنیا کی جماعتوں کو بہت محنت کرنی ہے اور ہندوستان کی جماعتوں کے کھوئے ہوئے وقار اور مقام کو دوبارہ بحال کرنے کے لئے ساری دنیا کی جماعتوں کو بہت محنت کرنی ہوگی۔**

اس سلسلہ میں جہاں تک آبادی کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں قادیان کو Industrialize کرنے میں ضرور محنت کرنی ہوگی ۔ جب تک وہاں تجارتی اور صنعتی مراکز قائم نہ کئے جائیں اس وقت تک صحیح معنوں میں باہر سے احمدی آکر وہاں آباد نہیں ہوسکتے اور مقامی احمدیوں کا انخلاء رُک نہیں سکتا۔ درویشوں نے اور بعد میں آکر بسنے والوں نے اتنی بڑی قربانی دی ہے کہ وہاں پہنچ کر اندازہ ہوتا ہے، دور بیٹھے اس کی باتیں سن کر آپ کو تصوّر نہیں ہوسکتا کہ کتنے محدود علاقے میں رہ کر انہوں نے ساری زندگیاں ایک قسم کی قید میں کاٹی ہیں اور اپنے دنیاوی مفادات کو ایک طرف پھینک دیا، قربان کر دیا اور مقاماتِ مقدّسہ کی حفاظت اور ان کی نگہبانی کے لئے اپنی، اپنے بچوں، اپنی بیگمات کی زندگیاں قربان کیں ۔ بہت ہی بڑی عظیم الشان قربانی ہے، اس کا بھی حق ہے اس لئے ساری دنیا کی جماعتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے بھرپور کوشش کریں۔

چنانچہ یہاں سفر سے پہلے میں نے جو تحریک کی اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ساری دنیا کی جماعتوں نے بہت ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا اور خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی کہ صرف قادیان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کی دیگر جماعتوں کی بھی اس خاص موقع پر خدمت کی توفیق ملی اور یہ جلسہ ان کے لئے روحانی برکتیں بھی لے کر آیا اور جسمانی برکتیں بھی لیکر آیا اور بہت ہی غیر معمولی طور پر ان لوگوں نے اس کی لذّت محسوس کی ہے تو یہ جسمانی طور پر جو خدمات ہیں اسمیں ساری دنیا کی جماعتوں نے حصہ لیا ہے ورنہ یہ ممکن نہیں تھا اور یہ اچھا ہوا کہ پہلے یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ آپ لوگ اپنے طور پر انفرادی طور پر وہاں جا کر کسی کو دینے کی بجائے جماعت کی معرفت کوشش کریں جو کچھ

پیش کرنا ہے جماعت کو دیں تا کہ ایک مربوط طریق پر منظّم منصوبے کے ساتھ جو جو ضرورتمند ہیں ان کو یہ چیزیں پہنچائی جائیں اوران کی عزت نفس پر کوئی ٹھیس نہ آئے، ورنہ انفرادی طور پر جب کوئی انسان کسی غریب کی خدمت کرتا ہے تو لینے والے کی آنکھ جھکتی ہے خواہ وہ چیز کتنی ہی محبت سے پیش کی جائے۔ پس خدا تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا اوراس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے تمام دنیا کے احمدیوں نے اپنے تحائف مرکز کی معرفت بھجوائے اور بہت بڑی رقوم اس سلسلہ میں اکٹھی ہوئیں جن کے نتیجہ میں جو بھی خدمت کی جاسکی ہے وہ ٹھوس ہے اور مختلف رنگ کے مختلف طبقات کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عارضی اور بعض دفعہ مستقل ضرورتیں پوری کرنے کے سامان مہیا ہوئے۔

آئندہ کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی امداد کی ضرورت کو ختم کرنا سب سے اہم خدمت ہے۔ جب ضرورت ہو امداد کرنا لازم ہے اور یہ جماعت کے عالمی فرائض میں داخل ہے لیکن قرآن کریم نے خدمت خلق کا جو اعلیٰ تصوّر پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ ضرورت اٹھا دو اور کسی شخص کو محتاج نہ رہنے دو بجائے اس کے کہ وہ باہر مدد کے لئے دیکھتا رہے۔ وہ اس نظر سے باہر دیکھے کہ کون محتاج ہے جس کی وہ ضرورت پوری کرے۔ یہ اعلیٰ شان کی خدمت کی وہ تعلیم ہے جو قرآن کریم میں ملتی ہے اور جس پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے نہایت ہی حسین رنگ میں عمل کر کے دکھایا ہے۔ پس یہ دوسرا حصہ ہے جو میرے نزدیک بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو اب اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

اس ضمن میں ہندوستان کے جو تاجر ہیں اور ہندوستان کے Industrialist ہیں ان کے متعلق میں وہاں ہدایات دے آیا ہوں۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ قادیان کی اقتصادی بحالی کے لئے پوری کوشش کریں گے لیکن باہر کی دنیا سے بھی کثرت سے لوگ وہاں جاسکتے ہیں اور ہندوستانی قوانین کا لحاظ رکھتے ہوئے وہاں کئی قسم کی صنعتیں قائم کر سکتے ہیں۔ اس کی طرف آنے سے پہلے ایک رؤیا میں بھی اشارہ ہوا جس کی اور بہت مبارک تعبیروں میں سے ایک یہ بھی تعبیر ہے کہ باہر کی دنیا کے صنعتکاروں اور صاحب حیثیت احمدیوں کو قادیان میں خدمت کی توفیق ملے گی۔

جس دن میں نے قادیان سے روانہ ہونا تھا اس صبح کو رؤیا میں دیکھا کہ چوہدری شاہ نواز صاحب مرحوم مغفور بہت ہی اچھی صحت میں اور بہت خوبصورت دکھائی دینے والے قادیان آتے ہیں

اوران کے ساتھ ان کے خاندان کے افراد یعنی مردوں کو میں نے دیکھا ہے اور دور دور کے رشتہ دار اور مدّاح ایک جمگھٹ بنا کر ارد گرد بیٹھے ہوئے ہیں بہت ہی محبت اور تعریف کی نظر سے ان کو دیکھ رہے ہیں۔ جو پگڑی انہوں نے پہنی ہوئی ہے وہ مجھے تو بہت خوبصورت لگ رہی ہے اور باقی ان کو یہ مشورے دے رہے ہیں کہ نہیں اس طرح نہیں آپ اس طرح باندھیں۔ کوئی کہتا ہے اس طرح نہیں اس طرح باندھیں۔ تو میں چوہدری صاحب کو کہتا ہوں کہ چوہدری صاحب آپ تو مجھے اس میں اتنے اچھے لگ رہے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں آپ کو کبھی ایسا لگتا نہیں دیکھا تھا اور چوہدری صاحب یہ کہتے ہیں اور بغیر آواز کے بھی مسلسل ان کے دل کی یہ آواز سنائی دے رہی ہے کہ باقی سب مشورے دینے والوں کو کہتے ہیں تم جو مرضی (مشورے) دو میں تو وہی مانوں گا جو مجھے یہ کہے گا اور کسی کی بات نہیں مانی۔ بار بار ان کے دل سے جس طرح خوشبو اٹھتی ہے اس طرح یہ آواز اٹھکر مجھ تک پہنچتی ہے اور میں بھی بڑے اطمینان اور محبت سے ان کو دیکھتا ہوں کہ اللہ نے خاص اخلاص ان کو بخشا ہے قطعاً کوئی پرواہ نہیں کر رہے کہ کتنے مدّاح ہیں کس طرح تعریفیں کر رہے ہیں اور کیسے کیسے مشورے دے رہے ہیں لیکن یہی کہتے جا رہے ہیں کہ میں تو وہی مانوں گا جو یہ کہے گا۔

چنانچہ اس کی اور بہت سی مبارک تعبیریں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ باہر کے احمدی Industrialists کو قادیان جا کر خدمت کی توفیق ملے گی اور دوسرے اس میں یہ پیغام ہے کہ برکت اسی میں ہوگی جو خلیفہ کی مرضی کے ماتحت کام ہو، اس کی خوشنودی کے مطابق ہو، اور اپنے طور پر یا اپنے حوالی حواشی وغیرہ کے ساتھ ان کے مشوروں پر چل کر خود کوشش کرو گے تو وہ خدا کے نزدیک مقبول کوشش نہیں ہوگی۔ پس یہ ایک تعبیر ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں اور تمام دنیا کے احمدی تاجروں اور صنعتکاروں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اگر اس نیت سے کہ قادیان جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش اور روحانی پیدائش کا مقام ہے اس کی خاطر وہ اپنی توفیق کے مطابق کچھ خدمت کا حصہ لیں تو قادیان کی بہت سی رونقیں بحال ہو سکتی ہیں جن کا مرکزِ سلسلہ کے آخری قیام سے گہرا تعلق ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ایک لمبا عرصہ محنت کا کام ہے۔ مسائل بہت سے ہیں جو ڈوبے پڑے ہیں آپ کو دکھائی نہیں دے رہے مگر بہت مسائل ہیں جن پر نظر پڑتی ہے تو خطرہ

محسوس ہوتا ہے۔Iceberg کی جو مثال میں نے دی ہے یہ عمداً دی ہے کیونکہ اسمیں جو حصہ باہر دکھائی دیتا ہے بڑا خوشنما لگتا ہے اور خوشخبری کا پیغام ہوتا ہے کہ زمین کی طرح کا ایک جزیرہ سمندر کے اندر مل گیا لیکن جو ڈوبا ہوا حصہ ہے اس سے لاعلمی کے نتیجہ میں ہمیشہ حادثات ہوجاتے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے عظیم الشان جہاز نچلے حصوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئے تو مراد یہ ہے کہ جو مسائل گہرے ہیں اور ڈوبے ہیں ان پر اگر نظر نہ رکھی جائے تو وہ خطرناک ہوسکتے ہیں اس لئے قادیان سے تعلق رکھنے والے ان مسائل پر نظر رکھنا ہمیں ضروری ہے جو اس وقت سطح سے نیچے ہیں ان میں ایک حصہ قادیان کے درویشوں کی اقتصادی بحالی کا حصہ ہے یہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے اور دوسرا حصہ قادیان کے باشندوں میں یہ احساس کروانا ہے کہ جماعت احمدیہ کے وقار کے ساتھ تمہارے دنیاوی فوائد بھی وابستہ ہیں اور یہ وہ احساس ہے جو پہلے ہی ابھر چکا ہے۔مثلاً اس دفعہ جلسہ میں چونکہ غیر معمولی تعداد میں لوگ باہر سے تشریف لے گئے تھے اور بعض دفعہ ضرورت کے مطابق انہوں نے وہاں کی دکانوں سے چیزیں خریدیں۔بعض دفعہ قادیان کی محبت اور شوق میں کوئی تحفہ گھر لیجانے کے لئے انہوں نے وہاں سے چیزیں خریدیں تو وہاں کے تاجروں کے ایک نمائندہ نے مجھے بتایا کہ ہمارے تخمینے کے مطابق ایک کروڑ بیس لاکھ روپے کی شاپنگ ہوئی ہے جو قادیان جیسے قصبے کے لئے ایک بہت بڑی چیز تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بار بار تاجروں کے وفود آئے اور بڑی منت سماجت کے ساتھ کہا کہ آپ لوگ واپس آجائیں ساری برکتیں جماعت ہی کی ہیں۔ جماعت ہی کا مرکز ہے۔ آپ کے بغیر کوئی بات نہیں بنتی۔ان کی نظر روحانی رونقوں پر تو نہیں تھی ان کی تو اقتصادی فوائد پر نظر تھی۔اس پہلو سے اگر وہاں اقتصادی خدمت کے کام ہوں تو اس علاقہ پر بہت عمدہ اثر مترتب ہوگا اور جو طلب پیدا ہوچکی ہے وہ اور زیادہ بڑھے گی۔

اس طلب میں صرف اقتصادی فوائد پیش نظر نہیں تھے بلکہ مقامی طور پر جو بھاری اکثریت ہے وہ سکھوں کی ہے اور سکھوں نے دل کی گہرائی سے یہ محسوس کیا ہے کہ یہ جماعت نیک جماعت ہے، نیک لوگوں کی جماعت ہے اور ان کے دل میں نیکی کی عزت اور قدر ہے اور بگڑے ہوئے حالات کی وجہ سے وہ امن چاہتے ہیں۔ چنانچہ سکھوں کے بہت بڑے بڑے وفود یعنی بڑی بڑی حیثیت کے وفود جن کے پیچھے قادیان کی بہت سی آبادی تھی انہوں نے مل کر اس بات کا اظہار کیا کہ ہم

نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ قادیان کی اصل برکت جماعت احمدیہ سے ہے اور یہ صرف قادیان تک محدود نہیں ہے بلکہ اگر جماعت احمدیہ قادیان میں واپس آ جائے تو سارے علاقے کی برکتیں لوٹ آئیں۔ یہ جو تأثر ہے یہ بغیر کسی لاڈ کے، بغیر کسی بناوٹ کے بے اختیار دلوں سے اٹھ رہا تھا۔ یہانتک کہ ایک موقع پر جب میں صبح کی سیر کرتے ہوئے مختلف علاقوں میں چلا جاتا تھا تو واپسی پر ایک گوردوارے کے سربراہ مجھے ملے اور انہوں نے کہا۔آپ گزر رہے ہیں شکر ہے خدا کا کہ ہمیں ملنے کا موقع مل گیا۔انہوں نے کہا کہ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ آپ آئے ہیں تو قادیان میں بڑے مرید بنائے ہیں۔ مراد یہ تھی کہ جماعت احمدیہ کے بہت مدّاح پیدا ہو گئے ہیں اور ایک وفد نے تو یہ کہا کہ ہم تو جماعت احمدیہ کے ساتھ ایسا تعلق رکھتے ہیں کہ ہمیں یہاں کے لوگ آدھا احمدی کہتے ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ ہم پورے احمدی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ جو تائید کی ہوائیں چلائی ہیں یہ کوئی بے مقصد ہوائیں نہیں ہیں اور کوئی عارضی خوشیوں والی ہوائیں نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بتا رہا ہے کہ میں دلوں کو اس طرف مائل کر رہا ہوں اور ان کو مستقل باندھنے کے لئے اب تمہیں محنت کرنی ہوگی اور کوشش کرنی ہوگی اور جن اعلیٰ مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دلوں کو بدلا ہے ان مقاصد کی پیروی سنجیدگی سے کرنی ہوگی۔

اس پہلو سے میں نے جیسا کہ بیان کیا ہمیں وہاں قادیان کو Industrialize کرنے کی بہت ضرورت ہے تا کہ بیرونی غریب جماعتیں کثرت سے وہاں جا کر آباد ہوں۔ بہت سے گجر مسلمان ہیں جو قادیان میں آتے بھی رہے بیعتیں بھی کرتے رہے۔ پھر اپنے کاموں سے ادھر ادھر بکھر جاتے رہے۔ان کو اگر مستقل قادیان میں بیٹھنے کے سامان مہیا ہو جائیں تو ان کے اندر استقامت پیدا ہوگی۔ یہ نہیں کہ آئے تعلق باندھا اور پھر رفتہ رفتہ وہ تعلق بھول گیا بلکہ مستقل مستحکم تعلق پیدا ہوگا تو اس طرح قادیان کی احمدی آبادی بڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی مرکزیت کے مرتبے اور مقام میں رفعت پیدا ہوگی اور ایک وزن پیدا ہو جائے گا۔اس کے نتیجہ میں اور بھی زیادہ علاقہ ایسی نظروں سے جماعت کو دیکھے گا کہ جیسے ہر وقت منتظر ہیں کہ کب آؤ اور برکتیں واپس لے کر آؤ یہ جو احساس ہے یہ اتنا سنجیدہ احساس ہے اور اس تیزی سے وہاں ترقی کیا ہے کہ ایک سکھ لیڈر اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے کافی بڑا وفد لیکر آئے تھے انہوں نے کہا کہ جب

آپ لوگ گئے تھے اور ہم یہاں آکر آباد ہوئے تھے تو لوگ ہمیں کہتے تھے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں ہیں کہ ہم واپس آئیں گے تو ہم آپس میں مذاق کیا کرتے تھے۔ باتیں تو ہم سن لیتے تھے لیکن باہر جا کر آپس میں مذاق کیا کرتے تھے کہ دیکھو جی! کیسی بچگانہ باتیں ہیں۔ ایک دفعہ گیا ہوا کب واپس آتا ہے اور کیسے آسکتا ہے۔ ہم تو اب یہاں آباد ہو گئے۔ کہتے ہیں لیکن اب جلسہ کے بعد ہم یہ باتیں کررہے ہیں کہ مرزا صاحب کی ساری باتیں سچی تھیں اور ان لوگوں نے آنا ہی آنا ہے اور قادیان کو چھوڑنے والے نہیں اور بھولنے والے نہیں۔ انہوں نے لازماً آنا ہے اور وہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی۔ تو دیکھیں خدا تعالیٰ نے آناً فاناً کیسی فضا بدلی ہے اور یہ جو باقی رہنے والی برکتیں ہیں ان میں سے یہ برکتیں ہیں جن کو سنبھالنا اور ان کی مزید افزائش کرنا جماعت احمدیہ کے نیک اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ محض نیک خواہشات سے تعلق نہیں رکھتا۔ پس میں جو نصیحت کر رہا ہوں اس کو سنجیدگی سے قبول کریں۔ جس کو قادیان میں کسی قسم کی صنعت قائم کرنے یا قادیان سے تجارت کرنے کی توفیق ہو اس کو اس میں ضرور کوشش کرنی چاہئے۔

قادیان کے درویشوں کو میں نے یہ نصیحت کی ہے کہ کشمیر وغیرہ سے اور دوسرے اردگرد کے علاقوں سے جو چیزیں باہر ایکسپورٹ ہوتی ہیں تم لوگ مل کر چھوٹی چھوٹی کمپنیاں بناؤ۔ ان میں حصہ لو۔ باہر کے احمدی اس معاملہ میں تمہارے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہمیں لکھو کیا کچھ کر سکتے ہو۔ باہر سے ہم ایسے احمدیوں سے رابطہ کریں گے جو دوسری طرف سے ان کے مددگار ثابت ہوں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجارتیں چمکیں گی اور وہاں لوگوں کے لئے رزق کے اچھے انتظام پیدا ہوں گے بہت سے احمدیوں کو ایمپلائمنٹ (Employment) ملے گی اور یہ نہیں ہوگا کہ بچے پلے اور پھر رزق کی تلاش میں ساری دنیا میں باہر نکل گئے بلکہ اردگرد سے، دور دور کی جماعتوں سے احمدی بچے بڑے شوق کے ساتھ روحانی کشش کے علاوہ اپنے روزگار کی تلاش میں بھی قادیان آنا شروع ہو جائیں گے اور اس طرح قادیان کی آبادی میں نمایاں اضافہ ہوگا۔

قادیان کی آبادی کا ایک حصہ ایسا ہے جس نے بہرحال قادیان کو سرِ دست چھوڑنا ہی چھوڑنا ہے اور وہ خواتین ہیں، بچیاں ہیں۔ چھوٹی آبادی میں رشتوں کے بہت مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ قادیان کے مرد تو تلاشِ روزگار میں باہر نکل جاتے ہیں۔ قادیان کے نکلے ہوئے نوجوان ساری دنیا

میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مڈل ایسٹ وغیرہ میں بھی ہیں اور باہران کی شادیاں بھی ہوجاتی ہیں۔ بچیاں پیچھے خالی رہ جاتی ہیں اوران کے لئے لازم ہے کہ باہر شادیاں کریں کیونکہ وہاں قادیان میں بسنے والے مقامی مردتواتنی تعداد میں موجود ہی نہیں ہوتے۔اس لئے تمام دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ برکت کے لئے اورخدمت کے لئے جہاں تک جس کے لئے ممکن ہووہ قادیان سے رشتے تلاش کرے اوراس سلسلہ میں ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو براہِ راست بھی لکھےاور مجھے بھی لکھے اورناظر صاحب امورِعامہ سے بھی بیشک براہِ راست رابطہ کرے۔ بہت سی ایسی بچیاں ہیں جو بہت ہی عمدہ تربیت یافتہ ہیں لیکن تعلقات کی کمی کی وجہ سے ان کے گردوہ جوایک قیدسی ہے اس میں محدود ہونے کی وجہ سے وہ اوران کے والدین نہیں جانتے کہ اچھا رشتہ کہاں مقدّر ہے۔تو ساری دنیا کی جماعتوں کومنظّم طور پراس مسئلہ کوحل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اورمیں سمجھتا ہوں کہ امراء اگر وہاں پررابطہ کر کےان کی بچیوں کےکوائف اس شرط پرمنگوائیں کہ تصویروں کےساتھ بھجوائیں، تفصیل سے بھجیں ہم اپنی تحویل میں رکھیں گے،عزت واحترام کے ساتھ ان قواعد کا خیال رکھیں گےاورمناسب رشتوں کی راہنمائی کریں گے کہ فلاں فلاں جگہ وہ کوشش کرلیں تواس سےاس مسئلہ کےحل میں بہت مدد ملے گی۔ جماعت احمدیہ کارشتہ ناتے کاجوانتظام ہے،اس میں یہ ذمہ داری نہ جماعت قبول کرتی ہے نہ کرسکتی ہےاورعقلاً کرنی بھی نہیں چاہئے کہ دونوں فریق کویقین دلائے کہ رشتہ اچھا ہوگااورآپ کرلیں گویا کہ جماعت کی ذمہ داری ہے۔ یہ بالکل نامناسب بات ہے۔ نہ جماعت ایسا کرے گی، نہ جماعت سےایسی توقع رکھنی چاہئے ورنہ ہررشتہ جس میں خدانخواستہ کوئی نہ کوئی الجھن پیدا ہوجائے اسکی ذمہ داری جماعت پرتھوپی جائے گی۔ جماعت کی ذمہ داری یہ ہوگی کہ وہ حتی المقدوراپنےعلم کے مطابق فریقین کاایک دوسرے سے تعارف کروائے گی اورجومعلومات انسان کومعلوم ہوسکتی ہیں اورہرقسم کی معلومات انسان کونہیں ہوسکتیں،اندر کےحالات ایسے ہیں جوخدا کےسوا کوئی نہیں جانتاوہ صدق کے ساتھ اورسچائی کے ساتھ فریقین تک پہنچادے گی۔اس سے زیادہ جماعت اورکچھ نہیں کرسکتی اورنہ جماعت سے اس سے زیادہ کسی کوتوقع رکھنی چاہئے لیکن ان حدود کے اندر بہت مدد ہو جاتی ہے۔ ورنہ باہر کے رشتوں میں اتنے اندھیرے ہیں،اتنے پردے ہیں،ایسی لاعلمی کی باتیں ہیں،ایسی دھوکے کی باتیں ہوتی ہیں کہ جوکچھ نظرآتا ہےاکثرجھوٹ اورفریب ہی ہوتا ہے یااندھیرے

کی چھلانگ ہے۔تو جماعت احمدیہ کوخدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ ہر مسئلے کے گرد روشنی کی ایک فصیل کھڑی کر دیتی ہے اس روشنی کے نتیجہ میں بہت کچھ دیکھنے کی توفیق مل جاتی ہے۔تو تجارت میں بھی اور انڈسٹری میں بھی جماعت کا جو مرکزی نظام ہے اسی حدتک کام کرے گا اور رشتوں کے معاملہ میں بھی اسی حدتک کام کریگا۔تعارف کروائے گا اور لاعلمی کے بہت سے اندھیرے دور کرے گا اور بہت سے وسائل پر روشنی ڈالے گا کہ یہ یہ امکانات روشن ہیں ۔ہماری اطلاع کے مطابق فلاں شخص کی یہ Reputation ہے، جہاں تک جماعت کو توفیق ہے ہم نے جائزہ لیا ہے، یہ ٹھیک نظر آ رہا ہے باقی آپ کا کام ہے کہ اپنی تجارت ہے، اپنی ذمہ داریاں ہیں، اپنے رشتے کرنے ہیں۔دعا بھی کریں، استخارے بھی کریں اور مقدور بھر ذاتی کوشش کر کے مزید چھان بین بھی کریں۔

تو اس تمہید کے بعد میں توقع رکھتا ہوں کہ رشتوں کے معاملے میں بھی تمام عالمگیر جماعتیں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گی۔نہ صرف وہاں سے رشتوں کے کوائف منگوائیں بلکہ اپنے ہاں کچھ ایسے لوگ جو بعض بڑی عمر کو پہنچ جاتے ہیں ان کے نام اور کوائف اور تصویریں بھی قادیان بھجوائیں اور درمیانی عمر کے اچھے رشتے بھی کیونکہ ضروری نہیں کہ ساری بچیوں کی عمریں بڑی ہو رہی ہوں۔چند کی ہو رہی ہیں۔باقی اکثر ایسی ہیں جو اچھی تعلیم یافتہ سلجھی ہوئی ہر لحاظ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے نوک پلک سے درست اور شادی کی عمر میں ہیں تو ان کو ایسے لڑکوں کے کوائف بھی بھجوائیں جن کو قادیان میں شادی کی خواہش ہو اور وہاں والے بھی ان کو دیکھیں اور ان کی تصویریں اور ان کے کوائف جان کر رابطے قائم کرنا شروع کریں۔

اس سے اگلا جو قدم ہے اس کا رشتوں سے ایک تعلق ہے اس لئے اب بعد میں مَیں اسے بیان کرتا ہوں بہت سے احمدی دوستوں نے جلسہ کے بعد اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ قادیان میں جائیداد بنائیں۔مکانات خریدیں اور دوسری جائیداد بنائیں تا کہ جلسہ کے دنوں میں جو تنگی محسوس ہوئی تھی وہ آئندہ نسبتاً کم محسوس ہو اور جس حد تک ہو سکے رہنے والوں کے لئے فراخی میسر آئے اور وہ یہ خواہش رکھتے تھے کہ بے شک انجمن کے نام پر لے لی جائے، روپیہ وہ بھیجیں گے اور سارا سال انجمن استعمال کرے، جب ہم جلسہ پر آئیں تو ہمیں بھی اور ہمارے مہمانوں کو بھی وہاں ٹھہرنے کی سہولت ملے۔یہ تجویز اچھی ہے۔قادیان کی بحالی کے سلسلہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم وہاں کثرت سے

جائیدادیں بنائیں لیکن اس ضمن میں جو ملکی قوانین ہیں ان کو بہرحال پیش نظر رکھنا ہوگا۔ ان کا ہم مطالعہ کروار ہے ہیں اور انشاء اللہ جماعت کو راہنمائی ہوگی لیکن ایک راستہ ایسا ہے جس کا رشتوں سے تعلق ہے، جس شخص کی شادی قادیان میں یا بھارت کی جماعتوں میں ہو جائے۔ مثلاً کشمیر میں بھی یہ بڑا مسئلہ ہے۔ ادھر اڑیسہ وغیرہ میں بھی ہماری بہت سی احمدی بچیاں اس عمر کو پہنچ رہی ہیں کہ زیادہ دیر ہو تو پھر مایوسی کی طرف مائل ہو جائیں گی تو جن دوستوں کو ہندوستان میں جائیدادیں بنانے کی خواہش ہو اور ان کے عزیز مثلاً شادی کی عمر کے ہوں اور وہ وہاں شادی کروالیں تو جس بچی سے شادی ہوئی ہے اس کے رشتہ دار بھی ان کے نام پر جائیدادیں لے سکتے ہیں۔ وہ خود بھی لے سکتے ہیں۔ روپیہ بھجوانے میں آسانی پیدا ہو جائے گی کیونکہ باہر کے رشتہ دار کو حق ہے کہ وہ اپنے عزیزوں کو وہاں روپیہ بھیج سکے تو اقتصادی مسئلہ ہے جو اس معاشرتی مسئلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس ضمن میں دوست اس بات کو پیشِ نظر رکھیں گے کہ وہاں جائیداد بنانی ہے اور ممکن ہو تو اپنے رشتہ داروں کے نام پر بنائیں ورنہ ہر شخص کی جائیداد انجمن تو نہیں سنبھال سکتی اور یہ بھی ابھی تحقیق طلب ہے کہ انجمن کو اس طرح بے نامی جائیداد خریدنے کی حکومت اجازت بھی دے گی کہ نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو معروف اور مستند رستے ہیں ان کو اختیار کیا جائے۔

زمینیں خریدنے کے سلسلہ میں ایک نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے تعلقات کے پیش نظر بعض لوگ پھر پھرا کر بعض لوگوں سے سودے کر لیتے ہیں۔ قادیان کے حالات میں یہ بہت نامناسب اور جماعت کے مفاد کے منافی حرکت ہے۔ اگر ہم نے وہاں Rehabilitate ہونا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارا پروگرام ہے اور جس طرح وہاں کی آبادی میں ایک طبعی طلب پیدا ہو چکی ہے تو یہ خطرہ ہے کہ وہاں کی جائیدادیں بہت تیزی کے ساتھ مہنگائی کی طرف مائل ہو جائیں۔ ابھی اس جلسہ کے نتیجہ میں ہی قادیان میں قیمتیں عام ہندوستان کی قیمتوں سے ڈیڑھ گنا بڑھ گئی تھیں۔ وہی چیزیں جب ہم قادیان میں ڈیڑھ سو روپے کی لے رہے تھے دہلی میں سو (۱۰۰) کی مل رہی تھیں، امرتسر میں بھی اسی قیمت پر۔ تو اگر جائیدادوں کی طرف یہ رجحان ہوا جیسا کہ ہونا ہے اور ابھی سے آثار ظاہر ہیں تو بے ہنگم طریق پر جائیدادیں خریدنے کے نتیجہ میں جماعت کو بہت مالی نقصان پہنچے گا اور مرکزی مفادات کو بھی نقصان پہنچے گا۔ انفرادی طور پر بھی ہر شخص نقصان اٹھائے گا۔

ایک آدمی اپنی طرف سے یہ چالا کی کر رہا ہے کہ میں جلدی سے سودا کرلوں بعد میں قیمتیں بڑھ جائیں گی تو دراصل اس کی اس عجلت کے پیچھے ایک بدنیتی کارفرما ہوتی ہے۔ بدنیتی یا خودغرضی کہہ لیں۔ خالصۃً نیکی نہیں ہوتی جائیداد خریدنے میں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ اِس وقت وقت ہے میں لے لوں، کل کو جب مہنگائی بڑھے گی اور لوگوں میں طلب پیدا ہوگی تو اس زمین کا ایک حصّہ بیچ کر میں بہت منافع حاصل کر کے دوسرے حصّہ پر اپنا مکان آسانی سے بنا سکتا ہوں۔ اسے بدنیتی نہ کہیں لیکن خالص نیکی نہ رہی بلکہ کچھ اغراض نفس بھی شامل ہوگئیں اور اس کے نتیجہ میں اس نے یہ نہیں سوچا کہ اگر میں اس طرح کھلی مارکیٹ میں جا کر قیمتیں خراب کرنے لگوں تو کل کو آنے والے میرے بھائیوں کو بڑا نقصان پہنچے گا۔ جماعت نے جو بڑے وسیع رقبوں کی زمینیں حاصل کرنی ہیں اور آئندہ جو ہمارے منصوبے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے پاس وہاں کثرت سے زمینیں ہوں تا کہ ان میں مرکزی منصوبوں پر عمل درآمد ہو سکے، ان کو بڑا شدید نقصان پہنچے گا۔ جو چیز آج ایک لاکھ روپے کی مل رہی ہے وہ دیکھتے دیکھتے ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ، تین لاکھ کی ہو جائے گی تو وہی جماعتیں جو باہر سے قربانی کر رہی ہیں ان کی قیمت خرید گویا کہ 1/3 (One Third) رہ جائے گی اور نقصان پہنچانے والے بھی وہی باہر کے لوگ ہوں گے جو ایک طرف جماعت کی معرفت چندے بھی بھیج رہے ہیں اور دوسری طرف ان چندوں کو ملیامیٹ کرنے کا بھی انتظام کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ یاد رکھیں کہ کوئی شخص براہِ راست وہاں کوئی سودا نہیں کرے گا۔ میں وہاں انجمن کو ہدایات دے آیا ہوں کہ جس نے سودا کرنا ہے وہ آپ کو لکھے یا مجھے لکھے اور ہم ان کی خاطر تلاش کر کے مناسب قیمتوں پر بغیر کسی منافع کے جگہ ڈھونڈ کر دیں گے۔ آگے ان کا کام ہے وہ پسند کریں کہ یہ جگہ لینی ہے یا فلاں جگہ لینی ہے لیکن پورے اعتماد کے ساتھ ان کو اس نظام کے مطابق چلنا چاہئے۔ ان کو اس سے زیادہ اور کیا چاہئے کہ دنیا کا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا نظام دیانتداری کے ساتھ ان کی خدمت کے لئے تیار ہے اور ان کے اپنے آخری مفاد کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انفرادی سودا بازیوں کی بجائے جماعت کی معرفت اپنا کام کریں اور اس کے نتیجہ میں ایک اور خطرہ سے بھی ہمیں نجات مل جائے گی کیونکہ بعض علاقے ایسے ہیں جہاں جماعت کو دلچسپی ہے کہ جماعت وہاں ضرور زمین بنائے اور انفرادی لینے والے جب وہاں ایک دو اڈے بنا لیتے ہیں تو ساری سکیم تباہ ہو جاتی ہے چنانچہ ایک دو ایسے واقعات میری نظر میں آئے۔

قادیان کے پھیلاؤ کی خاطر ہم نے ایک منصوبہ بنایا ہوا ہے اس منصوبے میں جن علاقوں میں بعض آئندہ پروگرام تھے ان میں بعض لوگوں نے اپنے طور پر زمینیں لے لیں چنانچہ ان کو میں نے متنبہ کیا۔ میں نے کہا یہ درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جماعت میں بڑا اخلاص ہے انہوں نے کہا جس قیمت پر ہم نے لی ہیں ہم حاضر ہیں آپ ہم سے واپس لے لیں یا چاہیں تو اس کے متبادل ہمیں کوئی جگہ دے دیں۔ چنانچہ بعض دفعہ متبادل جگہ دے دی گئی۔ بعض دفعہ اسی قیمت پر وہ زمین ان سے لے لی گئی تو خدا کے فضل سے اب تک کوئی خرابی نہیں پیدا ہوئی لیکن خرابی کے احتمالات دکھائی دینے لگ گئے ہیں۔ اس لئے میں ساری دنیا کی جماعتوں کو سمجھاتا ہوں کہ یہ بہت اچھا کام ہے۔ وہاں جائیدادیں لینی چاہئیں لیکن نظام کے مطابق، نظام کے رستے سے اور دستور اور طریقے کے ساتھ یہ کام کریں تاکہ ساری جماعت کے مفاد کے تقاضے پورے ہوں اور انفرادی مفاد جماعتی مفاد سے ٹکرائے نہیں۔

اب چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے آخری ایک شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آج کے خطبہ کو ختم کروں گا۔ وہاں کی سکھ آبادی نے جس محبت کا سلوک کیا ہے اس میں ایک خاص پہلو یہ تھا کہ اپنے مکانات پیش کئے اور بعض لوگوں کو جب یہ خبریں ملیں کہ غیر احمدی آبادی میں بھی مہمان ٹھہرائے جا رہے ہیں تو بڑے ذوق شوق سے وہاں دوڑتے ہوئے آئے۔ بعض لوگ رات بارہ ایک دو بجے تک ٹھہرے رہے جب تک قافلے آ نہیں گئے کہ ہم اس وقت جائیں گے جب ہمارے حصے کے مہمان دو گے اور بعض ایسے خاندان جنہوں نے مہمان اپنے گھر ٹھہرائے تھے انہوں نے بعد میں ملاقاتیں کیں اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسا سرور آیا ہے، ایسا لطف آیا ہے کہ کبھی زندگی میں ایسا مزہ نہیں آیا تھا۔ ایک کمرے میں ہم سب اکٹھے ہو گئے اور سارا گھر مہمانوں کو دے دیا اور مہمانوں نے بھی ہم سے محبت کا ایسا سلوک کیا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ صدیوں کے آشنا ہوں۔ بچپن سے اکٹھے رہے ہوں تو یہ جو تحریک کی تھی یہ خاص طور پر اسی نیت سے کی گئی تھی۔ قادیان کو میں نے لکھا تھا کہ آپ کے پاس ساری محنتوں کے باوجود، کوششوں کے باوجود ابھی بھی مہمانوں کو ٹھہرانے کی جگہ نہیں ہے۔ آپ غیر مسلموں خصوصاً سکھوں تک پہنچیں اور ان سے کہیں کہ قادیان کے مہمان ہیں۔ تم بھی قادیان کے باشندے ہو اس میں حصہ لو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ دونوں طرف کے تعلقات وسیع ہوں گے اور قادیان

کی واپسی کا صرف اس چھوٹے سے حصے سے تعلق نہیں ہے جو اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے۔ سارے قادیان کے دلوں کا ہمارے قبضہ میں آنا ضروری ہے اور اس ضمن میں یہ جو کوشش تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مؤثر اور بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ آنے سے پہلے جو وفود ملے ان میں سے ایک وفد اسی سلسلہ میں ملا تھا۔ اس نے کہا کہ ہم سے تو لوگ ناراض ہیں کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا اور جو قصے ہم آگے لوگوں کو سناتے ہیں کہ اس طرح مہمان تھے۔ ایسے ایسے عجیب انسان تھے۔ ایسی شرافت کے ساتھ انہوں نے ہم سے برتاؤ کیا۔ ایسی محبت اور اخلاص کے ساتھ سلوک کیا۔ کہتے ہیں وہ قصے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم کیوں پیچھے رہ گئے تو انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ آئندہ اگر آپ ہمیں پہلے اطلاع کریں تو قادیان میں شاید ہی کوئی گھر ہو جو مہمان رکھنے کے لئے تیار نہ ہو اور اس وقت قادیان کی آبادی کا جو پھیلاؤ ہے اگر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آثار ظاہر فرمائے ہیں وہ ان عہدوں پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اسی طرح احمدیت کی محبت سے بھرے رکھے تو آئندہ مہمان ٹھہرانے کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔ جس طرح پرانے زمانہ میں قادیان کی چھوٹی آبادی تیس تیس چالیس چالیس ہزار مہمانوں کو ٹھہرالیا کرتی تھی اب یہ آبادی جو وسیع ہو چکی ہے، کچھ اور بھی بہت سے مہمان خانے بننے والے ہیں یہ سب ملا کر میں سمجھتا ہوں کہ ڈیڑھ دو لاکھ تک بھی وہاں مہمانوں کے ٹھہرانے کا انتظام ہوسکتا ہے۔ اس کے لئے تیاری کا جتنا وقت چاہئے اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ ہماری توفیق بڑھا رہا ہے۔

اس دفعہ ہم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ حکومت ہندوستان پچاس ہزار تک اجازت دے دے مگر تجربہ نے بتایا کہ پچاس ہزار کی ہمارے اندر توفیق نہیں تھی۔ نہیں سنبھال سکتے تھے۔ یعنی پوری کوشش کے باوجود سارے کارکن مل کر بھی کام کرتے تب بھی قادیان کے حالات ابھی ایسے نہیں ہیں کہ جماعت احمدیہ قادیان میں اتنے مہمان ٹھہرا سکے لیکن اب وہ وسعتیں پیدا ہوتی دکھائی دے رہی ہیں آغاز ہو چکا ہے تو اگلے سال میں سمجھتا ہوں اگر خدا نے توفیق دی اور یہی اس کا منشاء ہوا کہ ہم پھر وہاں اس جلسہ میں جائیں تو پہلے کی نسبت دو تین گنا زیادہ مہمانوں کو وہاں ٹھہرایا جاسکے گا۔ پس ہندوستان کی حکومت نے جو دس ہزار کی شرط لگائی وہ معلوم ہوتا ہے تقدیرِ خیر ہی تھی جسے ہم تقدیرِ شرّ سمجھ رہے تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ پورا تعاون نہیں کیا لیکن ہندوستان کی حکومت کہتی

تھی کہ یہاں کے حالات ایسے ہیں ہماری ساری فوجیں، ہماری پولیس وغیرہ سارے پنجاب میں اس طرح مصروف ہے کہ ہم اتنے زیادہ آدمیوں کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتے۔ اس لئے تعاون کرنا چاہتے ہیں مگر مجبوری ہے۔ان کا تو یہ عذر تھا لیکن دراصل جو مجھے دکھائی دیا ہے وہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ کی ہمارے اندر بھی استطاعت نہیں تھی، طاقت نہیں پیدا ہوئی تھی۔اس لئے طاقت کو بڑھائیں تو اللہ تعالیٰ باقی آسانیاں خود پیدا فرما دیگا اور طاقت کو بڑھانا بھی اسی کا کام ہے۔

اس لئے آخر پر میں ایک دفعہ پھر تمام عالمگیر جماعتوں کی طرف سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے قادیان کے جلسہ کو کامیاب بنانے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔اپنوں کا بھی، غیروں کا بھی، ہندوستان کی حکومت کا بھی، پنجاب کی حکومت کا بھی، پاکستان کی حکومت کا بھی کہ انہوں نے کوئی روک نہیں ڈالی اور جیسا کہ خطرہ تھا کہ معاندین جو حسد کی آگ میں جل رہے تھے وہ رستے میں شرارت پیدا کریں گے۔اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حکومت پاکستان نے اس معاملہ میں ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی ورنہ کئی شرارتیں پیدا ہو سکتی تھیں۔کئی تکلیف دہ واقعات رونما ہو سکتے تھے،اللہ تعالیٰ نے اس شر سے بھی ہمیں بچایا۔اس پہلو سے میں حکومتِ پاکستان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آخر پر دو ایسے مرحومین کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں جن کا جماعت انگلستان سے تعلق تھا اور وہ دونوں ہم وہیں پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں۔ایک ہمارے کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ ہیں جو جماعت احمدیہ انگلستان کے ایک بہت ہی پیارے اور ہر دلعزیز انسان تھے۔بڑی عمر کے باوجود ان کا دل جوان تھا ان کا جسم جوان صحت مند، ہر قسم کے مقابلوں میں حصہ لیتے، ہر وقت مسکراتے رہتے اور بڑی عمر میں دین کی خدمت کا ایسا جذبہ تھا کہ ایک دفعہ میں نے تحریک کی کہ گورمکھی جاننے والے ہمارے پاس کم رہ گئے ہیں تو انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ گورمکھی زبان سیکھی اور اس میں بہت اعلیٰ سرٹیفیکیٹ حاصل کئے۔ان کی گورمکھی کی جو تحریر میں نے دیکھی ہے۔اخباروں میں بھی چھپتی رہی ہیں ان کی کتابت ہی ایسی خوبصورت تھی کہ آدمی حیران رہ جاتا تھا۔یہ سب کام انہوں نے اس عمر میں ولولے اور جوش سے سیکھے اور انگلستان کی جماعت میں تو یہ ایک خلا ہے جو بہرحال رہے گا۔ جماعت دیر تک ان کو یاد رکھے گی۔ان کے لئے دعائیں کرتی رہے گی۔باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی میں درخواست کرتا ہوں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ان کی بڑی خواہش تھی کہ قادیان میں دفن

ہوں اس خواہش کا اظہار وہ مجھ سے بھی کر چکے تھے اور یہ بھی بڑی خواہش تھی کہ میں جنازہ پڑھاؤں تو قادیان میں ان کی اچانک وفات سے ان کی یہ دونوں دلی خواہشات پوری ہوگئیں۔ بہشتی مقبرہ میں ان کو تدفین نصیب ہوئی۔ مجھے ان کی قبر پر جا کر دعا کی بھی توفیق ملی۔

دوسرے ہمارے چوہدری آفتاب احمد صاحب بھی ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو انگلستان کی جماعت میں بہت معروف ہے۔ خدمت دین میں پیش پیش اور سارا خاندان اور ان کی ساری اولاد ہی اللہ کے فضل سے بہت ہی اخلاص رکھتی ہے اور سلسلہ کے کاموں میں پیش پیش ہے ان کی بیگم صاحبہ کی بہت خواہش تھی کہ وہ قادیان جلسہ دیکھیں۔ باوجود اس کے کہ بہت ہی خطرناک بیماری تھی۔ جگر بار بار کام کرنا چھوڑ دیتا تھا۔ میں نے ان کو مشورہ بھی دیا کہ آپ نہ جائیں۔ یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ اس سفر کی صعوبت آپ برداشت نہیں کر سکیں گی لیکن پتہ نہیں ڈاکٹر کو کیا کہہ کر اس سے اجازت لے لی کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں کوئی بات نہیں۔ وہاں جا کر بہت زیادہ تکلیف بڑھ گئی وہاں تو خدا تعالیٰ نے فضل کیا۔ جب دعا کے لئے وہ بار بار کہتی رہیں اور ڈاکٹروں نے کوشش کی۔ پھر جب ہم دِلّی آکر دوبارہ گئے ہیں تو اس وقت وہ پاکستان کے لئے روانہ ہو چکی تھیں اور ٹھیک تھیں لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ وہاں جا کر یہ تکلیف عود کر آئی اور ہسپتال میں داخل ہوئیں اور غالباً اپریشن ہونا تھا۔ ہوا یا نہیں اللہ بہتر جانتا ہے مگر ہسپتال ہی میں وفات ہوگئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ تو آپ کے نمائندوں میں سے ایک کو خدا تعالیٰ نے قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت بخشی جلسہ دیکھنے کے بعد اور ایک کو ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت بخشی۔ یہ تو ان کے لئے بھی سعادت ہے اور ساری جماعت انگلستان کے لئے بھی ہے لیکن ان کے اہل وعیال ان کے بچے بہرحال غمگین ہیں اور ان کی جدائی کا دکھ محسوس کرتے ہیں۔ مرحومین کو بھی دعا میں یاد رکھیں اور ان خاندانوں کو بھی دعا میں یاد رکھیں۔

آج کا خطبہ جاپان، ہمبرگ جرمنی اور پاکستان میں کراچی اور ماریشس میں سنا جارہا ہے اور پورے لنڈن میں بھی یہ اس وقت مختلف جگہوں پر Relay ہو رہا ہے۔ ہمارے جسوال برادران نے ماشاء اللہ یہ بہت ہی عمدہ انتظام کیا ہے اور قادیان میں بھی ان بھائیوں کو غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اگر یہ ہمت نہ کرتے، بہت ہی محنت اور کوشش سے کام نہ لیتے تو وہاں کے خطبات

یہاں سنائی نہیں دیئے جاسکتے تھے۔ایسے آلے ساتھ لیکر گئے جو بڑے بوجھل اور بہت ہی محنت طلب تھے۔ان کو وہاں جاکر Install کیا۔وہاں سارا انتظام سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے جماعت انگلستان کو جلسہ کے موقع پر یہ بھی ایک سعادت بخشی ہے کہ ان کے کارکنوں میں سے جسوال برادران کو غیر معمولی تاریخی خدمت کی توفیق بخشی ہے۔اللہ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ان سب جماعتوں کو جو یہ خطبہ سن رہی ہیں میں سب یو کے کی جماعت کی طرف سے اور اپنی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا پیغام دیتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴؍جنوری ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (البقرہ:۲۷۴)

پھر فرمایا:۔

پیشتر اس سے کہ میں خطبہ کا مضمون شروع کروں جو دوست مسجد میں حاضر ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر ذرا آگے کو کھسک آئیں کیونکہ باہر سردی زیادہ ہے اور بہت سے دوست باہر سردی میں بیٹھے ہوں گے نماز کے لئے اگر ان کو باہر جانا پڑے تو دوبارہ جاسکتے ہیں۔ باہر اعلان کروادیا جائے یا دوست سن ہی رہے ہوں گے۔ بہر حال جو بھی باہر سردی میں مشکل محسوس کرتے ہوں گے وہ اندر تشریف لے آئیں۔ امید ہے کچھ نہ کچھ جگہ نکل آئے گی (حضور انور نے حاضرین کو آگے آگے ہونے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا) اور آگے آجایئے۔ آپ ذرا آگے کی طرف سرکیں قریب آجائیں۔ مسجد میں گنجائش نکل آئی ہے۔ نماز کے لئے ضرورت ہوگی تو چند منٹوں کے لئے وہ نماز کے لئے باہر تشریف لے جائیں۔ باقی خطبہ اندر آکر سن سکتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۷۴ ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ان فقراء کے لئے یہ خدمتیں اور یہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے جو خدا کی راہ میں گھیرے میں آگئے اور ایسے گھیرے میں ہیں کہ جس کے نتیجہ میں باہر نکل کر کسبِ معاش ان کے لئے ممکن نہیں اور وہ زمین میں کھلا پھر نہیں سکتے۔ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں جا نہیں سکتے یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ جاہل ان کو امیر سمجھتا ہے۔ بے ضرورت سمجھتا ہے مِنَ التَّعَفُّفِ کیونکہ انہیں مانگنے کی عادت نہیں۔ کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ یعنی اے محمد ﷺ! تو ان کی علامتوں

سے جو ان کے چہرے پر ظاہر ہیں۔ان کی پیشانیوں پر ظاہر ہیں ان سے ان کو پہچانتا ہے لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وہ پیچھے پڑ کر لوگوں سے مانگتے نہیں ہیں۔وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو کچھ بھی تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو، مال دیتے ہو۔خیر سے مراد یہاں مال ہے۔فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ اسے بہت جانتا ہے۔

یہ آیت اور اس سے پہلے کی جو آیات ہیں جن میں صدقات کا مضمون بیان ہوا ہے، تمام اہل تفسیر کے نزدیک اصحاب الصُّفَّہ پر اطلاق پانے والی آیات ہیں۔اصحاب الصفہ وہ مہاجرین تھے مسجد نبوی کے ایک تھڑے پر زندگی بسر کر رہے تھے۔ان کے متعلق مختلف روایات ہیں۔اصحاب الصفّہ کی جو تعداد ہے اس میں بھی اختلافات ہیں لیکن بالعموم جو مستند روایات ہیں مثلاً بخاری میں بھی ستّر کا ذکر ہے کہ کم و بیش ستّر اصحاب الصفہ تھے جو دن رات مسجد نبوی میں ہی رہائش پذیر تھے۔ان کا پس منظر یہ ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف آنا شروع ہوئے تو ان کے لئے گزراوقات کی کوئی صورت نہیں تھی۔مسجد میں جب ایک گروہ اکٹھا ہو جاتا تھا تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ یہ اعلان فرمایا کرتے تھے کہ جس کے گھر دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے اس طرح یہ مہاجرین مختلف گھروں میں بٹتے رہے لیکن کچھ ایسے تھے جن کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی، وہ رفتہ رفتہ اسی مسجد میں ہی بسیرا کر گئے اور ان کی تعداد بڑھتے بڑھتے ستّر یا بعض کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہوگئی۔شانِ نزول تو اصحاب الصفّہ ہی ہیں لیکن قرآن کریم کی آیات کو کسی شانِ نزول کی حدود میں محصور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ دائمی کلام ہے اور تمام عالم پر اثر انداز ہے اس لئے شانِ نزول تک قرآن کریم کی آیات کے مضامین کو محدود کرنا یہ خود محدود عقل کی علامت ہے اور قرآن کریم کی شان کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض لوگ یہ رجحان رکھتے ہیں کہ شانِ نزول بیان کی اور معاملے کو وہیں ختم کر دیا گویا کہ ہر آیت اپنی شان نزول کے ساتھ مقید ہو کر ماضی کا حصہ بن چکی ہے یہ درست نہیں ہے۔ شانِ نزول کچھ بھی ہو آیات اپنے اندر اس بات کی قوی گواہی رکھتی ہیں کہ ان کا اطلاق وسیع تر ہے اور آئندہ آنے والے زمانوں پر بھی ہوتا چلا جائے گا۔مثلاً یہی آیت جس میں یہ ذکر ہے کہ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ کہ جاہل ان کو تعفّف کی وجہ سے غنی شمار کرتا ہے۔ اب جہاں تک اصحاب الصفّہ کا تعلق ہے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں ہوسکتا تھا جو اصحاب الصفّہ کو غنی شمار کرتا

ہو کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ہم میں سے اکثر کے پاس تو چادر بھی نہیں تھی جس کو اوڑھ لیتے اور کھانے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ رات کو کوئی دوست کھانا پیش کر دیتے تھے، صبح آنحضور ﷺ آ کر ہمارا حال دریافت فرماتے اور پوچھا کرتے کہ کچھ کھانے کو ملا یا نہیں؟ اور اس پر ہم عرض کرتے کہ یا رسول اللہ کچھ ملا، تو بہت خوش ہوتے۔ خدا کا شکر ادا کرتے کہ الحمد للہ خدا کی راہ میں فقیروں کو کچھ کھانے کو مل گیا۔

یہ کیفیت جن لوگوں کی ہو ان کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ کوئی بھی جاہل خواہ کیسا بھی جاہل کیوں نہ ہو ان کو امیر سمجھتا تھا اور حاجت مند نہیں سمجھتا تھا یہ ایک بالکل غلط بات ہے اس کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ۔ پھر اگلی بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے متعلق فرمایا کہ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمٰهُمْ تُو اُن کے چہروں کی علامتوں سے ان کو پہچانتا ہے۔ اصحاب الصفہ کو تو چہروں کی علامتوں سے پہچاننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی ۔ وہ سب سامنے تھے۔ ان کا حال ظاہر و باہر تھا۔ آنحضرت ﷺ دن رات ان کی فکر میں غلطاں رہا کرتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کو پہچاننے کی ضرورت ہو۔ یہ شانِ نزول تو یقیناً اصحاب الصفہ ہی ہوں گے جیسا کہ روایات میں بیان ہوا ہے لیکن تمام مسلمان سوسائٹی میں خدا کے ایسے بہت سے بندے تھے جن کے رزق کی راہیں تنگ ہو چکی تھیں اور جو عام روز مرّہ کی زندگی میں اپنی غربت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انہی کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جس کو دو تین کھجوریں میسر آ جائیں یا دو لقمے میسر آ جائیں بلکہ مسکین وہ ہے جو خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ گزارا کرتا ہے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ اپنی ضرورتوں کو دوسروں پر ظاہر نہیں کرتا۔ پس اصحاب الصفہ تو اپنے حالات کی وجہ سے ظاہر ہو کر سامنے آ چکے تھے کچھ آیات کا مضمون اُن پر اِن معنوں میں ضرور صادق آتا ہے کہ شدید غربت کے باوجود ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے اور فاقوں کے باوجود کسی سے مانگتے نہیں تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت بارہا آپ نے سنی ہوگی اور بارہا سنائی بھی جائے تو وہ کبھی پرانی نہیں ہوتی کہ ایک دفعہ فاقوں سے بے ہوش ہو گئے اور لوگ سمجھے کہ مِرگی کا دورہ ہے چنانچہ جوتیاں سنگھانے لگے ۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کو ہوش میں لانے کے لئے تھپڑ بھی مارے گئے اور لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ مرگی کا دورہ ہے حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ میں فاقوں کی وجہ سے

بے ہوش ہوا تھا۔تو جن کی یہ کیفیت ہے ان کا خواہ وہ اصحاب الصفہ میں تھے یا باہر تھے۔اس وقت تھے یا آئندہ آنے والے تھے ان سب پر ان آیات کا مضمون اطلاق پاتا ہے۔پھر فرمایا: اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ؕ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کی راہ میں گھیرے میں آ گئے اوران کا باہر جانا ممکن نہیں تھا۔بعض مفسرین مثلاً قرطبی نے یہ لکھا ہے کہ مراد یہ تھی کہ وہ روزی کمانے کے لئے باہر نہیں جاسکتے تھے کیونکہ اردگرد حالات خراب تھے۔یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ اصحاب صفہ کے علاوہ اور مسلمان بھی سارے مدینہ میں بس رہے تھے۔وہ جب باہر جاسکتے تھے اور کما سکتے تھے تو صرف اصحاب الصفہ پر ہی کیا قیامت آپڑی تھی کہ وہ باہر نہیں جاسکتے تھے ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ جسمانی لحاظ سے باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے کیونکہ ایک اور روایت بھی اس تفسیر کو غلط قرار دیتی ہے جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی کہ جو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ بہتر ہے۔جس کو دیا جائے اس کی نسبت جو ہاتھ دینے والا ہے وہ بہتر ہے اس قسم کی نصائح کے اثر کے نتیجہ میں اصحاب الصفہ کے متعلق آتا ہے کہ یہ جنگلوں میں لکڑیاں کاٹنے کے لئے چلے جایا کرتے تھے اور جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور وہاں بیچ کر جو کچھ ملتا خود غربت کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے تو اس لئے یہ خیال کہ باہر کا ماحول ان کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا تھا یہ درست نہیں ہے۔ان پر کچھ اور قیود تھیں اور وہ قیود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کی قیود تھیں۔یہ آنحضرتؐ کا دامن چھوڑ کر باہر جانا نہیں چاہتے تھے۔بعض روایات میں آتا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا نہیں۔ہم تو یہیں رہیں گے،اسی مسجد میں رہیں گے۔ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ یارسول اللہؐ!ان کو حکم دیں کہ یہ بھی باہر نکل کر کام کریں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ان کا حال معلوم نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں۔کیوں بیٹھے ہوئے ہیں ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ سے سوال کیا گیا کہ تم کیوں نہیں باہر نکلتے تو انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میری بہت سی عمر،عمر کا ایک بڑا حصہ جہالت میں ضائع ہو گیا۔اب زندگی کے باقی دن ہیں،میں نہیں چاہتا کہ ایک لمحہ بھی ایسا آئے کہ آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائیں اور میں دیکھ نہ سکوں یا آپ کی باتیں نہ سن سکوں تو یہ محبت کے قیدی تھے۔اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ سے مراد یہ ہے کہ بہت اعلیٰ مقصد کے لئے اللہ کی راہ

میں خود قیدی بن کر بیٹھ رہے تھے ورنہ جس طرح مدینہ میں بسنے والے باقی انصار اور مہاجرین کے لئے زمین کھلی تھی اور وہ اپنی کمائی کی خاطر جب چاہیں جہاں چاہیں جا سکتے تھے اس طرح ان پر بھی تو کوئی قید نہیں تھی۔

یہ جو مضمون ہے یہ اس زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ قادیان کے احمدی باشندوں پر صادق آتا ہے۔ ان کے متعلق بھی جو مضمون میں نے پہلے بیان کیا تھا کہ غربت اور تنگی اور مشکلات کا دور گزرا ہے یہ جسمانی قید تو کوئی نہیں تھی کہ جس کے نتیجہ میں وہ ان مشکلات کے دور میں سے گزرے اور آج تک گزر رہے ہیں بلکہ محض ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر خود اپنے آپ کو انہوں نے محصور کر رکھا ہے اور وہ مقاماتِ مقدّسہ کی حفاظت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الدّار کی حفاظت ہے اور قادیان کی مقدّس بستی کو ہمیشہ آباد رکھنے کا عزم ہے۔

پس ایک اصحاب الصفہ وہ تھے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں تھے۔ کچھ وہ تھے جو مدینہ میں بستے تھے۔ محمد رسول اللہؐ ان کو پہچانتے تھے اور باقی سب کو دکھائی نہیں بھی دیتے تھے کیونکہ وہ سائل نہیں تھے، مانگنے کے عادی نہیں تھے۔ عزت دار لوگ تھے اور ایک وہ بھی ہیں جو آخرین میں پیدا ہوئے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں پیدا ہوئے اور وہ اصحاب الصفّہ خاص طور پر آج قادیان میں بسنے والے درویش ہیں۔ درویش کی اصطلاح تو اب انہوں نے ان لوگوں کے لئے مخصوص کر لی ہے جو قادیان سے ہجرت کے دوران وہاں ٹھہرے تھے لیکن میں جب درویش کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ وہ سارے جو قادیان کی عزت اور اس کے تقدّس کی خاطر قربانی کی روح کے ساتھ قادیان آبسے۔ یہ سارے دور یشانِ قادیان ہی ہیں اور ان پر اصحاب الصفّہ کا اور ان آیات کا مضمون بہت عمدگی سے صادق آتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیوض میں سے ایک فیض قرآن کریم میں یہ بھی بیان ہوا کہ وہ آخرین کو اولین سے ملانے والا ہے یعنی ان کے غلاموں میں سے ایک ایسا پیدا ہوگا جو دورِ آخر میں بسنے والے محمد مصطفیٰ ؐ کے غلاموں کو اوّل دور میں پیدا ہونے والے غلاموں کا ہم عصر کر دے گا، ان کا ساتھی بنا دے گا۔ پس قادیان کے یہ درویش بھی انہی ساتھیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے ۱۳۰۰ سے لیکر ۱۴۰۰ سال تک کے زمانے کی فصیل پاٹ دی اور خدا کے فضل سے اوّلین میں شمار ہوئے۔

ان کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا بہت سی ایسی تجویزیں ہیں جو میرے زیرِ غور ہیں اور جن کے متعلق مختصراً مختلف وقتوں میں قادیان میں بھی میں جماعت کے سامنے گزارش کرتا رہا ہوں۔ پچھلے خطبہ میں بھی میں نے کچھ بیان کیا تھا۔ اب اسی مضمون کو کچھ اور آگے بڑھا کر جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ کس رنگ میں ہمیں قادیان کے ان درویشوں کے حقوق ادا کرنے ہیں کیونکہ ان کا ہم پر احسان ہے۔ ہمارا ان پر احسان نہیں ہوگا اگر ہم ان کی خاطر کچھ کریں۔ وہ صحابیؓ جس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا تھا کہ یارسول اللہؐ! آپ اصحاب الصفہ کو حکم کیوں نہیں دیتے کہ یہ باہر نکل جائیں، اس کا ایک بھائی اصحاب الصفہ میں شامل تھا خود باہر نکلتا تھا اور کماتا تھا اور اچھا کھاتا پیتا تھا۔ اس کے ذہن میں دراصل خاص طور پر اپنا بھائی تھا کہ یہ بھی ہاتھ پاؤں کا ٹھیک ٹھاک ہے۔ یہ کیوں پاگلوں کی طرح یہاں بیٹھ رہا ہے، نکما ہے۔ آنحضرت ﷺ اس کو حکم دیں تو یہ بھی باہر نکلے۔ اس کے جواب میں جو بات آنحضور ﷺ نے بیان فرمائی جس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ تم نہیں اس کا حال جانتے۔ وہ یہ بات تھی کہ بعض دفعہ خدا بعضوں کی وجہ سے دوسروں کو رزق عطا کرتا ہے اور تمہیں کیا پتہ کہ تمہیں جو رزق مل رہا ہے وہ اس کی برکت سے مل رہا ہو۔ یہ ان کے وہ چھپے ہوئے حال تھے جن کا ایک ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس جواب میں کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قادیان کے درویشوں کی برکت بھی اسی طرح سب دنیا کی جماعتوں کے اموال میں شامل ہوچکی ہے۔ ان کی سہولتوں اور ان کی آسائشوں میں شامل ہوچکی ہے۔ وہ لوگ جو شعائر اللہ کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں ان کی برکتیں پھیلتی ہیں اور ہم اگر ان کی خاطر کچھ کریں گے تو ان پر احسان کے طور پر نہیں بلکہ ان کے احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش میں کچھ کریں گے۔ اگر ان کی برکت سے خدا تعالیٰ نے ہمیں مثلاً وسیع رزق عطا نہ بھی کیا ہو تب بھی ان کا حق ہے کہ وہ ساری جماعت کی خاطر ایک فرضِ کفایہ ادا کرتے ہوئے قادیان میں بیٹھ رہے اور انہوں نے بہت ہی عظیم خدمت سرانجام دی ہے لیکن جیسا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان کی ہے اس میں ادنیٰ سا بھی شک نہیں کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر اسیر ہوجاتے ہیں جیسا کہ پاکستان میں اسیر ہیں جن کو باہر نکلنے کی اس لئے طاقت نہیں کہ زنجیروں نے باندھ رکھا ہے یا جیل خانے کی دیواریں حائل ہیں یا وہ گیٹ حائل ہیں جن میں سلاخیں جڑی ہوئی ہیں۔ وہ بھی اصحاب الصفہ کی ایک قسم ہیں اور

قادیان کے وہ درویش خصوصیت کے ساتھ جن پر ظاہری پابندیاں کوئی نہیں ہیں۔کوئی زنجیریں ان کے پاؤں باندھنے والی نہیں۔کوئی ہتھکڑیاں ان کے ہاتھوں کو جکڑنے والی نہیں لیکن ایک فرض کی ادائیگی کے طور پر ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر قربانی کرتے ہوئے وہ نسلاً بعد نسلٍ قادیان کے ہورہے ہیں ان کا حق ہے اور ان کے حقوق ہمارے اموال میں داخل ہیں اور ہماری سہولتوں میں داخل ہو چکے ہیں۔یہ وہ مضمون ہے جو قرآنِ کریم نے ایک دوسری جگہ بیان فرمایا ہے۔جہاں فرمایا:
وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذّاریات:۲۰) کہ جو لوگ امیر ہیں کھاتے پیتے ہیں جن کو آسائشیں عطا ہوئی ہیں ان کے اموال میں سائل کے حق بھی ہیں اور محروم کے حق بھی ہیں۔محروم سے یہاں مراد وہ مسکین ہے جس کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمائی اور یہ تعریف اصحاب الصفہ کے ضمن میں بیان ہوئی تھی۔پس قادیان والے سائل تو نہیں ہیں لیکن بہت سے خاندان محرومین میں داخل ہیں۔ان کے لئے جو تحائف جماعت نے بھجوائے، بہت ہی اچھا کام کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سے بہت فوائد حاصل ہوئے لیکن یہ ایسا کام ہے جو مستقلاً باقاعدہ منصوبے کے تحت کرنے والا کام ہے۔

وقفِ جدید کا میں نے جو نیا اعلان کیا تھا کہ وقفِ جدید کو باہر کی دنیا میں بھی عام کردیا جائے صرف پاکستان تک محدود نہ کیا جائے۔اس سے اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اس میں اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر تھی کہ قادیان اور ہندوستان کی محصور جماعتوں کے لئے ہمیں باہر سے بہت کچھ کرنا تھا اور اگر یہ تحریک نہ ہوتی تو بہت سے ایسے اہم کام جو سرانجام دینے کی توفیق ملی ہے ان سے ہم محروم رہتے۔پس اس کے لئے جہاں تک چندوں کا تعلق ہے میں کوئی اور خصوصی تحریک نہیں کرنا چاہتا۔وقف جدید کی تحریک کو آپ مزید تقویت دیں۔اس وقت تک وقف جدید بیرون میں تقریباً ایک لاکھ پاؤنڈ کے وعدے ہو چکے ہیں اور وقف جدید کا قادیان سے یا ہندوستان کی جماعتوں سے جو گہرا تعلق ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارے کی صورت میں اس طرح بھی ظاہر ہوا کہ میں نے قادیان میں جلسہ کے دوران پڑھائے جانے والے جمعہ میں یہ بیان کیا تھا کہ جب وقف جدید کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ربوہ میں پہلا خطبہ دیا ہے تو وہ ۲۷/دسمبر تھی اور جلسہ کا درمیانی دن تھا اور قادیان میں اب جب میں حاضر ہوا تو جلسہ کے عین درمیان میں جمعہ آیا اور وہ ۲۷/دسمبر

کا دن تھا اور اسی دن وقفِ جدید کا مجھے بھی اعلان کرنا تھا۔ کیونکہ دستور یہی ہے کہ سال کے آخری جمعہ میں اعلان کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت میری توجہ اس طرف مبذول کروائی گئی کہ یہ توارد کوئی خاص معنی رکھتا ہے۔ پس یقیناً یہ توارد اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وقفِ جدید کا ایک تعلق تو پاکستان سے تھا جس کا آغاز پاکستان سے کیا گیا لیکن وہ دوسرا تعلق جس کے لئے میں نے تحریک کی تھی یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضا یافتہ فعل ہے اور خدا کے منشاء اور تائید کے مطابق ہی ایسا ہوا ہے اور قادیان اور ہندوستان کی جماعتوں کو بھی تمام بیرونی دنیا کے احمدیوں کی غیر معمولی مالی امداد اور قربانی کی ضرورت ہے اور وہ وقفِ جدید کے راستے سے کی جائے۔

چنانچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس وقت تک ایک لاکھ پاؤنڈ سالانہ کے وعدے ہو چکے ہیں لیکن جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے ہمیں قادیان اور ہندوستان پر سالانہ کم از کم ایک کروڑ خرچ کرنا ہوگا اور آئندہ کئی سالوں تک اس کو مسلسل بڑھانے کی کوشش کرنی ہوگی کیونکہ جو تفصیلی منصوبے قادیان کی عزت اور احترام کو بحال کرنے کے لئے میں نے بنائے ہیں اور جو تفصیلی منصوبے ہندوستان میں جماعت کے وقار اور جماعت کی تعداد اور رعب اور عظمت کو بڑھانے کے لئے بنائے ہیں وہ کروڑہا روپے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے جلسہ قادیان میں بھی بیان کیا تھا کہ میرا یہ تجربہ ہے کہ جب بھی ہم کوئی نیک کام خدا کی خاطر، اس کی رضا کی خاطر شروع کرتے ہیں تو خواہ کتنے بڑے اموال کی ضرورت ہو اللہ تعالیٰ رستے کی سب روکیں دور فرما دیتا ہے اور وہ اموال مہیا ہو جاتے ہیں اور اگر کم بھی ہوں تو ان میں برکت بہت پڑتی ہے اور کبھی بھی میں نے یہ نہیں دیکھا کہ کوئی منصوبہ خالصةً للہ بنایا گیا ہو اور جب اس پر عمل کرنا ہو تو روپے کی کمی یا دیگر ایسی مجبوریاں حائل ہو جائیں اور ہم اس پر عمل درآمد کرنے سے محروم رہ جائیں ایسا کبھی نہیں ہوا نہ آئندہ کبھی انشاء اللہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے خاص سلوک ہے۔ یہ ایک زندہ خدا کا تعلق ہے جو ہمیشہ جاری رہے گا جب تک جماعت خدا تعالیٰ سے تعلق قائم رکھے گی۔ پس فکر کے طور پر میں عرض نہیں کر رہا بلکہ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ آئندہ قادیان اور ہندوستان کی محصور جماعتوں کے لئے جو بھی خدمتیں کرنی ہوں ان کے لئے رخ، رستہ وقف جدید کے چندے کا رستہ ہے۔ اس راہ سے باقاعدہ مسلسل قربانی پیش کرتے رہیں جو وقتی طور پر

تحریکیں ہیں وہ ایک دوسال کے کام تو کر دیتی ہیں لیکن مستقل ضرورتیں پوری نہیں کرسکتیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قادیان اور ہندوستان کی ضرورتیں لمبے عرصہ کی ضرورتیں ہیں اور جماعت کے بہت بڑے مفادات ان سے وابستہ ہیں۔ ہندوستان میں جماعت کی خدمت کرنے میں اتنے عظیم الشان عالمی مفادات ہیں کہ اگر آپ کو ان کا تصوّر ہو تو دل میں غیر معمولی جوش پیدا ہو اور کبھی بھی اس خدمت سے نہ تھکیں۔ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ صدی کے ساتھ ہندوستان کی جماعتوں کے بیدار ہونے، قادیان کی عظمت کے بحال ہونے اور وہاں کثرت سے جماعت کے پھیلنے کا ایک بہت ہی گہرا تعلق ہے اور یہ تعلق مقدّر ہے۔اس کے نتیجہ میں عظیم انقلابات برپا ہوں گے اس لئے اس بات کو معمولی اور چھوٹا نہ سمجھیں۔ جب خدا آپ کو غور کی توفیق عطا فرمائے گا تو آپ اندازہ کریں گے کہ کتنے بڑے بڑے عظیم مقاصد اس منصوبے کے ساتھ وابستہ ہیں۔

جہاں تک قادیان کے اندر بعض منصوبوں پر عملدرآمد کا تعلق ہے، ہسپتال بھی ان منصوبوں میں سے ایک تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہسپتال کو بہت بہتر حال تک پہنچانے کی توفیق مل چکی ہے۔گزشتہ دو تین سال سے ہم یہ کوشش کر رہے تھے کہ بجائے اس کے کہ ایک چھوٹی سی ڈسپنسری جہاں ایک اَن کوالیفائیڈ غیر تعلیم یافتہ ڈاکٹر بیٹھا ہو اور آنے والے کی مرہم پٹی کرلے یا پیٹ درد کے لئے کوئی مکسچر بنا کر دے دے، قادیان کا ہسپتال تو چوٹی کا ہسپتال ہونا چاہئے۔اس میں ہر قسم کی جرّاحی کے سامان ہونے چاہئیں۔ ہر قسم کے جدید سامان اور آلات مہیا ہونے چاہئیں۔اس ہسپتال کا نام روشن ہونا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ قادیان کے ہر مریض کو کٹھیوں میں ڈال کر بٹالہ یا امرتسر یا جالندھر بھجوایا جائے، بٹالہ یا امرتسر یا جالندھر یا دیگر علاقوں سے لوگ قادیان کے ہسپتال میں شفاء کے لئے آئیں۔ کیونکہ جو شفا خدا نے قادیان کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہے اُس سے اردگرد کا علاقہ فی الواقعہ ہی محروم ہے کیونکہ اس شفا کے ساتھ دعاؤں کا بھی تعلق ہے۔اس شفاء کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیئے گئے وعدوں کا تعلق ہے۔پس اگر ہسپتال کی ظاہری حالت بہتر بنائی جائے تو مجھے یقین ہے کہ جو شفا اس ہسپتال میں تمام پنجاب کے باشندوں کو یا باہر سے آنے والوں کو نصیب ہوگی اس کا عشر عشیر بھی وہ باہر نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ ابھی سے یہ محسوس ہونا شروع

ہوا ہے کہ اگر چہ ابھی پوری طرح قادیان کے ہسپتال کے وقار کو بحال نہیں کیا جا سکا۔لیکن جو کچھ بھی کیا جا چکا ہے اس کے نتیجہ میں مریضوں کا غیر معمولی رخ ہو چکا ہے اور بہت سے مریض دور دور سے آتے ہیں جن کو توفیق ہے کہ بہت بڑے ہسپتالوں میں جا کر زیادہ سے زیادہ اخراجات کرسکیں وہ بھی قادیان یہ کہہ کر اس نیت کے ساتھ آتے ہیں کہ جو شفاء یہاں میسر ہے وہ باہر نہیں مل سکتی ۔ پس اس ضمن میں ابھی آنے سے پہلے ان کی بعض ضروریات کے سامان مہیا کر کے آیا ہوں ۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے جو کچھ پیش کیا تھا اسی میں سے وہ خرچ بھی کیا گیا۔بہترین ایکسرے کی مشینیں وہاں لگ چکی ہیں ۔تجربات کی بہترین مشینیں کچھ وہاں لگ چکی ہیں کچھ مہیا کی جارہی ہیں ۔ہر قسم کے جدید آلات جو مریضوں کی سہولت کے لئے ضروری ہیں اُن کے لئے اخراجات مہیا کر دیئے گئے ہیں اور موجودہ ہسپتال کے ساتھ قادیان کا جو رہائشی علاقہ تھا سردست اس میں سے ایک حصہ ہسپتال کے لئے وقف کر دیا گیا ہے ۔اس سے پہلے خدا تعالیٰ نے جو توفیق بخشی تھی کہ مکانات بنائے جائیں اوران میں سے کچھ تقسیم کے لئے بھی ہوں ۔ یہ سکیم تھی جو بیوت الحمد کے نام سے جاری کی گئی تھی اس میں تقسیم کے لئے جو مکانات تھے وہ تو بیس تھے لیکن ۲۳ مکانات بنائے گئے تھے ۔اب ان کا یہ فائدہ پہنچ رہا ہے کہ قادیان کے مرکزی علاقے سے بعض درویش خاندانوں کو دوسری جگہ منتقل کرنا ضروری ہو تو بڑی سہولت سے ایسا ہوسکتا ہے ۔چنانچہ یہ تجویز مکمل ہوگئی ہے۔مکانوں کی نشاندہی ہوگئی ہے ۔اب دوسرے دَور میں یہاں سے انشاء اللہ عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ وہاں جا کر اُن مکانوں کو ہسپتال کے اندر جذب کرنے کے لئے نہایت جدید طریق پر اک ایسا منصوبہ پیش کریں گے کہ جس سے یہ نہیں لگے گا کہ گویا پرانے مکان ساتھ مدغم کئے گئے ہیں بلکہ ایک ہی رنگ کا مکمل ہسپتال رونما ہوگا تو آئندہ چھ سات مہینے کے اندر اندر انشاء اللہ وہاں کے ہسپتال کے اندر ایک نئی شان وشوکت پیدا ہوگی اور یہ ساری عالمی جماعت کی قربانیوں کا نتیجہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی جماعت قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہے گی ۔

ہسپتال کے سلسلہ میں ایک یہ بھی منصوبہ بنایا گیا ہے کہ بیرونی ڈاکٹر جو کسی نہ کسی فن میں غیر معمولی شہرت رکھتے ہیں یا ملکہ ان کو عطا ہوا ہے اور وہ جب بھی ان کو توفیق ملے قادیان کے ہسپتال کے لئے وقف کریں اور اس صورت میں ہم وہاں کیمپ لگایا کریں گے ۔مثلاً کوئی آنکھوں کے

آپریشن کا ماہر ہے اور وہ ایک مہینہ دو مہینے وقف کرتا ہے تو دور دور کے علاقے سے لوگوں کو یہ دعوت دی جائے گی کہ آئیں اور قادیان سے مفت فیض حاصل کریں اور ان آپریشنوں کی کوئی فیس نہیں لی جائے گی یا اگر لی گئی تو اس رنگ میں کہ صاحب حیثیت امراء سے کچھ لے لیا جائے گا اور غرباء کا محض مفت علاج ہوگا اسی طرح دل کے ماہرین ہیں۔ پھیپھڑوں کے ماہرین ہیں اور انتڑیوں وغیرہ کی بیماریوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین ہیں۔ اعصابی امراض کے ماہرین ہیں، سرجری میں ہڈیوں کی سرجری کے سپیشلسٹ، دل کی سرجری کے سپیشلسٹ وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک میں نظر ڈال کر دیکھ رہا ہوں خدا کے فضل سے ہر مرض کے علاج میں اس وقت احمدی ماہرین مہیا ہو چکے ہیں اور خدا کے فضل سے اپنے اپنے دائرے میں بہت شہرت یافتہ لوگ ہیں۔

ہر قسم کی جراحی کا کام اگر چہ اس وقت وہاں نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے لئے ایک سپورٹ کمپلیکس کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ مثلاً دل کا سرجن یعنی جو دل کا ماہر جرّاح ہے وہ ہر جگہ تو ہسپتال میں جا کر اپریشن نہیں کرسکتا۔ اس کے لئے بہت سے ایسے متعلقہ سامان چاہئیں۔ بہت سے ایسے ماہرین چاہئیں جو سب مل کر وہ فضا قائم کرتے ہیں جس میں جرّاحی کا وہ درخت لگتا ہے تو امید یہی ہے کہ انشاء اللہ رفتہ رفتہ اس ہسپتال کو بڑھاتے بڑھاتے اس مقام تک پہنچا دیں گے کہ جس میں دنیا کے بہترین ہسپتالوں میں اس کا شمار ہو اور خدا کے فضل سے آغاز ہو چکا ہے۔

ایک اور پہلو تعلیم کا ہے۔ اس حصہ میں میں جماعت کو دعاؤں کی تحریک کرتا ہوں کہ ابھی بہت سی روکیں ہیں۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کے سکول اور کالج کا تعلق ہے اگر چہ حکومت نے صدر انجمن کے نام یہ جائیدادیں بحال کر دی ہیں اور اس میں ہم ہندوستان کی عدلیہ کے بڑے ممنون ہیں جنہوں نے بہت ہی اعلیٰ انصاف کے ساتھ کاروائی کی۔ کسی تعصب کو انصاف کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا اور اس ثبوت کے مہیا کرنے پر کہ وہ صدر انجمن احمدیہ جو اُن چیزوں کی مالک تھی بلا انقطاع قادیان میں موجود رہی ہے اور وہی مالک ہے اس لئے اس کو مہاجر قرار دے کر تمہیں ان جائیدادوں پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس دلیل پر ہندوستان کی عدلیہ نے انصاف کا بہت ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا اور یہ جائیدادیں بحال کر دیں۔ لیکن جب تک یہ جائیدادیں بحال ہوئیں اس وقت تک بہت سے اداروں پر دوسرے قابض ہو چکے تھے۔ مثلاً تعلیم الاسلام کالج جو پہلے تعلیم الاسلام

سکول ہوا کرتا تھا اسے اس وقت سکھوں کا ایک ادارہ ہے جو چلا رہا ہے۔ نام اس کا مجھے یاد نہیں، خالصہ نام سے کوئی ادارہ ہے اور وہ انہی کے قبضہ میں ہے مگر صورتحال یہ ہے کہ اس کا معیار اتنا گر چکا ہے کہ دیکھ کر رونا آتا ہے۔ جس حال میں ہم نے تقسیم کے وقت اس عمارت کو چھوڑا تھا اس حال سے بہت زیادہ بدتر ہو چکی ہے لیکن اس کو بحال کرنے کے لئے یا اس میں مزید اضافے کی خاطر کوئی بھی خرچ نہیں کیا گیا یہاںتک کہ جو کمرہ زیرِ تعمیر تھا، جس کی چھت پڑنے والی تھی، جس حالت میں اینٹیں پڑی تھیں اسی طرح آج بھی پڑی ہیں اور وہ تالاب جسے پیچھے چھوڑ کر آئے تھے جو سکول کا سوئمنگ پول (Swimming Pool) تھا بعد میں کالج کا بن گیا اسے اس زمانہ میں ٹینک (Tank) کہا کرتے تھے اور اس کی حالت یہ ہے کہ اس میں اب گندا پانی جمع ہے کوئی دیکھ بھال کا انتظام نہیں۔ لیکن وہ وقارِ عمل سے اور بڑی دعاؤں کے ساتھ تیار کیا گیا تھا۔ اسکی تعمیر ایسی اعلیٰ اور پختہ ہے کہ میں نے پھر کر دیکھا ہے ایک اینٹ بھی ابھی اپنی جگہ سے نیچے نہیں بیٹھی حالانکہ کھلے آسمان کے نیچے بغیر دیکھ بھال کے پڑا ہوا ہے۔ تو اصل دعا تو یہی کرنی چاہئے کہ قادیان میں تعلیمی اداروں کو بحال کرنا ہے تو یہ عمارتیں جماعت کو واپس ملیں۔ اس سلسلہ میں کچھ گفت و شنید کا میں وہاں آغاز کر آیا ہوں۔ کچھ یہاں سے سکھوں کی اس لیڈر شپ سے بھی بات کریں گے جو باہر ہے اور پنجاب میں بھی اس تحریک کو چلایا جائے گا۔ اگر وہ ہمیں یہ ادارہ واپس کر دیں تو بہت وسیع کھیل کے میدان بھی اس کے ساتھ ہیں اور ایسا شاندار کالج دوبارہ وہاں قائم کیا جا سکتا ہے جو تمام پنجاب بلکہ ہندوستان میں ایک شہرت اختیار کر جائے۔ دور دور سے طلباء وہاں آئیں۔ بہترین اس کے معیار ہوں اور اس کے ساتھ ہی سکول کا قیام بھی تعلق رکھتا ہے۔ پہلے خیال تھا کہ کالج کے قرب میں الگ سکول تعمیر کیا جائے جو بہترین معیار کا ہو۔

مگر سوال یہ ہے کہ اگر سکول بہترین معیار کا بنا دیا جائے اور کالج جس حال میں ہے اسی حال میں ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ سکول کے چند سالوں کے بعد بچوں کو پھر باہر نکلنا پڑے گا اور پھر غیر فضا سے بداثرات قبول کرنے کے احتمال باقی رہیں گے اور محض سکول سے کسی مقام کی شان نہیں بڑھا کرتی۔ اس کے ساتھ ایک تعلیمی تسلسل ہونا چاہئے۔ آئندہ تعلیم کا انتظام۔ اس سے آگے تعلیم۔ حتّٰی کہ اس معیار کو زیادہ سے زیادہ بلند کیا جائے اور پھر وسیع کیا جائے۔ یہ مقاصد ہیں

جن کے پیش نظر ہمیں قادیان میں تعلیمی سہولتیں مہیا کرنی ہیں اور بہت اعلیٰ پیمانے کی تعلیمی سہولتیں مہیا کرنی ہیں ۔میرے ذہن میں جو نقشہ ہے وہ یہ ہے کہ زبانوں کے لحاظ سے بھی یہ بہترین سکول اور بہترین کالج ہو جائیں اگر جرمن زبان پڑھانی ہے تو باہر سے جرمن قوم کے لوگ وہاں جا کر ٹھہریں اور خدا کے فضل سے ایسے موجود ہیں جو میری تحریک پر اپنے آپ کو پیش کر دیں گے ۔انگریز انگریزی پڑھائیں ۔عرب عربی پڑھائیں اور اسی طرح مختلف زبانوں کے ماہرین جو اپنے ہاں اہل زبان کہلاتے ہیں وہ جا کر ان بچوں کو تعلیم دیں تو اس پہلو سے پنجاب میں خصوصیت کے ساتھ اتنا بڑا خلا ہے ۔اگر ہمیں یہ توفیق ملے تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑی دور دور تک اس تعلیمی ادارے کا شہرہ ہوگا۔ کیونکہ بدنصیبی سے سکھوں نے توہّم پرستی کے تابع ہو کر پنجابی پر اتنا زور دے دیا ہے کہ اب وہاں تقریباً تمام اداروں میں پنجابی میں ہی تعلیم دی جا رہی ہے اور باقی زبانیں عملاً کالعدم ہیں یا انہیں کالجوں سے اگر با قاعدہ دیس نکالا نہیں ملا تو ان کی حوصلہ افزائی کا ایسا انتظام نہیں ہے جس کی وجہ سے باقی زبانیں عملاً مر چکی ہیں یا محض رسمی طور پر پڑھائی جاتی ہیں اور اس کا شدید نقصان سکھ قوم کو پہنچے گا ۔میں نے ان کے لیڈروں کو یہ بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تم لوگ بہت ہی غلط فیصلہ کر چکے ہو ۔پنجابی کو مقام دو، بے شک اس کی خدمت کرو، یہ تمہارے لئے جائز ہے، قومی لحاظ سے ضروری بھی ہوگا ،لیکن بین الاقوامی زبانوں کو چھوڑ کر اگر صرف پنجابی میں تعلیم دی تو باہر نکل کر یعنی پنجاب سے باہر جا کر یا تم جتنی تعلیم دے سکتے ہو ان حدود سے اوپر جا کر یہ بچے کیا کریں گے ۔دنیا میں سائنس کی ساری کتابیں یا انگریزی میں ملیں گی یا جرمن میں ملیں گی یا فرنچ میں ملیں گی یا Japanese میں ملیں گی اور پنجابی میں تو کوئی کتاب نظر نہیں آئے گی اور دنیا کے دوسرے ادارے ان کو قبول ہی نہیں کریں گے تو یہ دراصل ایک وسیع پیمانے پر علمی خودکشی ہے ۔مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہندوستان کی جماعت کا ایک قانون یہ ہے کہ کسی صوبے میں جو تعلیمی پالیسی ہے، اس صوبے سے متعلق ادارے اس تعلیمی پالیسی کے اختیار کرنے کے پابند ہیں لیکن ہر صوبے میں مرکزی تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے کے امکانات ہیں ۔اس لئے پنجاب کا کوئی تعلیمی ادارہ دہلی کے تعلیمی نظام سے متعلق ہونا چاہے تو وہ ہو سکتا ہے ۔علی گڑھ کے تعلیمی نظام سے متعلق ہونا چاہے تو وہ ہو سکتا ہے اور اس پر پھر اسی ادارے کا قانون صادر ہوگا جس سے وہ متعلق ہے تو اس لئے جماعت احمدیہ کی

راہ میں ایک نہایت اعلیٰ پیمانے کا تعلیم اور تدریس کا نظام جاری کرنا مشکل نہیں ہے اور قانوناً کوئی روک نہیں ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ نمونہ جب قائم ہوگا تو باقی سکھ اداروں کو بھی ہوش آئے گی اور وہ بھی ہماری تقلید کی کوشش کریں گے اور قومی فائدہ پہنچے گا۔ تو اس ضمن میں جب باہر سے اساتذہ بلانے کا یا اور خدمات کا وقت آئے گا تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ ساری دنیا کی جماعتیں اس میں حصہ لیں گی۔

سرِ دست تو میں دعا کی تحریک کر رہا ہوں کہ بہت باقاعدگی سے، سنجیدگی سے دل لگا کر دعا کریں کہ قادیان کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنے کے لئے خدا پھر ہمیں توفیق بخشے کہ پرانے تعلیمی اداروں کی روایات کو زندہ کر سکیں اور جو کردار وہ پہلے ادا کرتے رہے ہیں از سرِ نو پھر وہ یہ کردار ادا کر سکیں۔ قادیان کو تو ساری دنیا میں علم کا مرکز بننا ہے اور خدا نے اس کام کے لئے اُسے چن رکھا ہے۔ پارٹیشن سے پہلے کی بات کر رہا ہوں کہ جن دنوں میں قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھا مگر علمی لحاظ سے اس کی بڑی شان تھی اور پنجاب میں دور دور تک قادیان کے سکول سے نکلے ہوئے طلباء کی عزت کی جاتی تھی، احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ کالجوں میں داخل کرنے کی راہ میں کوئی روک نہیں ہوا کرتی تھی۔ انگریزی زبان کا معیار اتنا بلند تھا اور کھیلوں کا معیار اتنا بلند تھا کہ ان دو غیر معمولی استثنائی امتیازات کی وجہ سے قادیان کے طلباء جب چاہیں گورنمنٹ کالج میں، ایف سی کالج میں، کسی بہترین ادارے میں داخل ہونا چاہیں تو ان کو عزت کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو خدا کے فضل سے یہ دونوں امتیاز حاصل تھے کہ انگریزی زبان میں بھی غیر معمولی ملکہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا، ایک قدرت حاصل تھی اور فٹ بال کے بھی بہترین کھلاڑی تھے یہاں تک کہ جب میں گورنمنٹ کالج میں داخل ہوا ہوں تو اس وقت تک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تصویر اُن طلباء کی صف میں لٹکی ہوئی تھی جنہوں نے گورنمنٹ کالج میں غیر معمولی اعزازی نشانات حاصل کئے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مجھے بتایا کہ ان کا انگریز پروفیسر غالباً سٹیفنسن نام تھا، مجھے پوری طرح یاد نہیں، اس نے ایک دفعہ اُن سے کہا کہ قادیان میں تم لوگ کیا کرتے ہو؟ وہاں تو میں نے دیکھا ہے کہ دو چیزوں کے کارخانے لگے ہوئے ہیں، اچھے انگریزی دان اور اچھے کھلاڑی۔ جو بھی قادیان کا طالب علم آتا ہے اس کا

زبان کا معیار بہت بلند ہے اور کھیلوں کا معیار بہت بلند ہے اور کھیلوں کا معیار واقعۃً اتنا بلند تھا کہ قادیان کی سکول کی ٹیم پنجاب کے چوٹی کے کالجوں سے ٹکرایا کرتی تھی اور اکثر ان کو شکست دے دیتی تھی۔ قادیان کی کبڈی کی ٹیم سارے پنجاب میں اوّل درجے کی ٹیم تھی۔ تو کھیلوں کا معیار بھی تعلیم کے ساتھ ساتھ بلند تھا اور ان دونوں چیزوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ اچھے تعلیمی اداروں میں ہمیشہ اچھے کھلاڑی بھی پیدا ہوتے ہیں اور لازماً عقل اور ذہن کی صحت کے ساتھ جسمانی صحت کی طرف بھی یہ ادارے توجہ دیتے ہیں۔

اب قادیان میں دوسری مشکل یہ درپیش ہے کہ ان کے لئے کھیلوں کا کوئی انتظام نہیں ہے میں نے سکول کے بچوں سے بچیوں سے سوالات کئے۔ وہاں لجنہ سے، خدام الاحمدیہ سے جائزے لئے تو یہ دیکھ کر بہت ہی تکلیف ہوئی کہ غیروں نے تو تعلیم کی طرح کھیلوں کی طرف بھی توجہ چھوڑ دی ہے اور قادیان کے سکولوں اور کالجوں میں کوئی بھی معیار نہیں رہا، نہ تعلیم کا نہ کھیل کا، ہر لحاظ سے پیچھے جا پڑے ہیں حالانکہ اللہ کے فضل سے علاقے میں صحت کا معیار بہت بلند ہے اور اگر جذبہ ہوتا، ایک انتظام کے تحت علم اور صحت دونوں کیطرف توجہ کی جاتی تو قادیان ابھی بھی خدا کے فضل سے یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ پنجاب میں اسی طرح چمکے جس طرح پہلے چمک کر دکھا چکا ہے تو کھیلوں کی طرف ہمارے اندرون میں یعنی قادیان کے اس حصہ میں بھی کوئی توجہ نہیں جس میں درویش بستے ہیں اور اس طرح بچوں کی زندگیاں ضائع ہو رہی ہیں۔ لڑکیوں کے لئے کھیلنے کا کوئی انتظام نہیں۔ محدود علاقے میں قید ہیں۔ پس تعلیمی منصوبے کے علاوہ ایک منصوبہ یہ بنایا گیا ہے کہ ان کے لئے ہر قسم کی صحت جسمانی کے سامان مہیا کئے جائیں۔ بہترین جمنیزیم بنائے جائیں۔ لجنہ کے لئے ایک کھلی زمین خرید کر یا اگر کوئی موجودہ زمین اس کام کے لئے مل سکتی ہو تو اسے احاطہ کر کے لڑکیوں اور عورتوں اور طالبات وغیرہ کے لئے وقف کر دیا جائے۔ وہاں ہر قسم کی جدید کھیلوں کے انتظام ہونے چاہئیں اور باہر سے کوئی احمدی بچیاں کسی فن میں مہارت رکھتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی کئی کھیلوں کی اچھی اچھی ماہر بچیاں ہیں تو وہ وہاں اپنا وقت لگائیں۔ وہاں جا کر ان کو تعلیم و تربیت دیں۔ تو ان کے لئے کچھ تو ایسا سامان ہونا چاہئے جس سے وہ دل کی فرحت اور سکینت محسوس کریں۔ محض ایک سنجیدہ ماحول میں جو روحانی سہی لیکن اتنا تنگ ماحول ہے کہ اس میں زندگی گھٹی

گھٹی محسوس ہوتی ہے۔ایسے ماحول میں ان بچیوں کواورلڑکوں اور بڑوں کو زندگی بسر کرنے پر مجبور رکھنا یہ ظلم ہے اس لئے عالمی جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی اس قسم کی علمی اور صحت جسمانی کی ضرورتیں ضرور پوری کریں اوراس شان سے پوری کریں کہ علاقے میں اسکی کوئی مثال نہ ہو۔پس اس بارہ میں میں ہدایات دے آیا ہوں کہ اب تفصیلی منصوبے بنانا تمہارا کام ہے۔بناؤاور جوبھی بناؤ گے انشاءاللہ عالمی جماعت فراخدلی کے ساتھ ان پر عمل درآمد کرنے میں تمہاری مدد کرے گی۔اور میری خواہش ہے کہ آئندہ جلسہ سے پہلے پہلے عورتوں اور مردوں کے لئے یہ سپورٹس کمپلیکس مکمل ہوچکے ہوں یا مکمل نہ سہی تو نظر آنے شروع ہوں اوران کا فیض دکھائی دینے لگے۔ہمارے احمدی بچوں کے چہروں پر صحت دکھائی دے۔اس لئے یہ بھی وہ ایک ضروری منصوبہ ہے جوشروع کیا جاچکا ہے لیکن یہ قادیان تک محدود نہیں رکھنا۔علمی اور صحت کے یہ دونوں منصوبے ہندوستان کی باقی جماعتوں میں ممتد ہوں گے کیونکہ ان کی بھی محصور کی سی ایک کیفیت ہے۔بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں مسلمان بعض راہنماؤں کی غلطیوں کی وجہ سے اپنے بنیادی حقوق سے محروم رکھے جارہے ہیں۔ان میں جماعت احمدیہ بھی ان تکلیفوں میں حصہ دار بنی ہوئی ہے اگرچہ غلط پالیسیوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کا کوئی تعلق نہیں لیکن دوسری مصیبت یہ ہے کہ پاکستان کی طرح کے ملاں وہاں بھی جماعت کے خلاف نفرت کی تحریکات چلاتے اور بھڑکاتے ہیں اورکوئی ہوش نہیں کررہے کہ باہر کی دنیا میں کیا گندا اثر پیدا کررہے ہیں۔اس لئے احمدیوں کے لئے دوہری مشکلات ہیں اوروہ ان مخالفتوں میں محصور ہو چکے ہیں۔چنانچہ بعض جماعتوں کے ساتھ جب تفصیلی انٹرویو ہوئے تو پتہ لگا کہ واقعتہً ان کی محصور کی سی کیفیت ہے۔وہ عام روز مرّہ کے اپنی زندگی کے حقوق سے کلیۃً محروم ہیں۔مسلمان ان سے کنی کتراتے ہیں۔ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات نہیں رکھتے کیونکہ ان کو نفرتوں کا نشانہ بنایا گیا ہےاور ہندو ویسے ہی دور ہٹتے چلے جارہے اوردن بدن ہندوقوم پرستی یا تشدّد پرستی کی جوتحریکات ہیں وہ زیادہ قوی ہوتی جارہی ہیں۔اور یہ دراصل پاکستان اور بعض دوسرے مسلمان ممالک کی جہالت کا طبعی نتیجہ ہے۔سورَنگ میں ان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اسے قومیائی حدود میں جکڑو نہیں اورغیروں کے مقابل پر ایسے ذرائع اختیار نہ کرو کہ وہ سمجھیں کہ تم اپنے مذہب کو زبردستی ان پر ٹھونستے اوران کو ان کے حقوق سے محروم کرتے

ہو۔اگرایسا کروگے تو اس کا ردعمل پیدا ہوگا۔اوراگراس کے بعد ہندومنوسمرتی کی تعلیم کی طرف رخ کریں اور یہ اعلان کریں کہ اگر پاکستان میں مسلمانوں کوحق ہے کہ قرآن کی تعلیم کو ساری قوم پر ٹھونس دیں خواہ کوئی اسے قبول کرے نہ کرے تو ہمارا کیوں حق نہیں کہ ہم منوسمرتی کی تعلیم کو ساری ہندوستانی قوم پر ٹھونسیں خواہ کوئی قبول کرے یا نہ قبول کرے۔پس غلطیوں کے یہ جو دوررس نتائج ہیں ان سے آنکھیں بند ہیں۔دوقدم سے زیادہ دیکھ نہیں سکتے اور یہ جو نظر کی کمزوری کی بیماری ہے یہ جب راہنماؤں میں ہوجائے تو ساری قوم کے لئے ہلاکت کا موجب بنتی ہے۔بہرحال ہندوستان میں جو یہ شدید رَو چل پڑی ہے یہ بہت ہی خطرناک عزائم کو ظاہر کررہی ہے اور دن بدن مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ رَو اسی طرح چلتی رہی تو سارے مسلمان وہاں محصور ہوکر رہ جائیں گے اوراحمدیوں پر تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دوہری حصار ہے ایک حصار غیروں کی غلطی کی وجہ سے ہے اور ایک حصار دل کی مجبوری کی وجہ سے خدا کی خاطر جو بھی مخالفت ہوانہوں نے بہرحال قبول کرنی ہے اور بڑی وفا کے ساتھ احمدیت سے وابستہ رہنا ہے۔یہ وہ اصحاب الصفہ ہیں جو وسیع تر دائرے سے تعلق رکھنے والے اصحاب الصفہ ہیں۔

پس قادیان کے لئے بہبود کی جو سکیمیں ہیں ان سے ہندوستان کی باقی جماعتوں کو محروم نہیں رکھا جائے گا اور وہاں بھی صوبائی امارتیں قائم کرکے جہاں نہیں تھیں وہاں قائم کردی گئی ہیں اور جہاں تھیں ان کو بیدار کیا گیا ہے۔یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جہاں اقتصادی ترقی کے منصوبے بناؤ وہاں تعلیمی ترقی کے بھی منصوبے بناؤ۔چنانچہ کشمیر میں خدا کے فضل سے پہلے ہی بہت سے سکول بڑی اعلیٰ روایات کے ساتھ چل رہے ہیں۔باقی صوبوں کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اسی طرح مدارس قائم کریں اور جہاں جہاں ممکن ہو کالجز قائم کریں۔ٹیکنیکل کالجز کی وہاں بڑی ضرورت ہے اور قادیان میں بھی انشاءاللہ خیال ہے کہ اعلیٰ پائے کا ٹیکنیکل کالج بھی قائم کیا جائے گا۔تو سارے ہندوستان کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو ایک کروڑ سالانہ کی رقم بھی کوئی چیز نہیں ہے لیکن اگر وقف جدید کے ذریعہ ایک سال کے اندر اندر ایک کروڑ کی رقم بھی مہیا ہوجائے تو میں سمجھتا ہوں کہ شروع کرنے کے لحاظ سے خدا کے فضل سے کچھ نہ کچھ سرمایہ میسر آجائے گا اور باقی اللہ تعالیٰ اور رستے عطا کرتا رہتا ہے۔جماعت احمدیہ کی عالمی قربانیوں کا جو مجموعہ ہے اس میں سے جہاں مرکزی منصوبوں

پر خرچ ہو رہے ہیں مختلف مما لک پر خرچ ہو رہے ہیں ایک حصہ اس میں سے بھی قادیان اور ہندوستان کی احمدی جماعتوں کے لئے مزید مخصوص کیا جاسکتا ہے تو آپ دعاؤں میں یاد رکھیں اور مالی قربانیوں کی جہاں تک توفیق ملے اسے بڑھانے کی کوشش کریں۔ وقف جدید کی مالی قربانی پر نظر ثانی کریں۔ بہت سے احمدی ہیں جو غربت اور تنگی کی حالت میں بھی ہر چندے میں شامل ہیں۔ وہ تقریباً اپنی استطاعت کی حدّ کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی خاطر وہ جو قربانیاں پیش کرتے ہیں یا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت دے گا اور ان کی حدود وسیع تر کرتا چلا جائے گا۔

وہ آیت جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی اس سے پہلے اس مضمون کی آیات ہیں جو میں اب آپ کے سامنے رکھ کر اس خطبہ کو ختم کروں گا جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے خدا کی خاطر خود محصور ہو گئے اور جن کے رزق کی راہیں تنگ ہو گئیں یا بند ہو گئیں جو لوگ قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دین اور دنیا دونوں جگہ جزاء دینے والا ہے اور ان کے اموال کو رکھتا نہیں بلکہ ان میں بہت برکت دیتا ہے۔ پس وہ برکت جو درویشوں کے ذریعے دوسروں کو پہنچتی ہے اس مضمون کو قرآن کریم نے یہاں ایک خاص رنگ میں کھول کر بیان فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس نصیحت کا اس آیت سے ہی تعلق ہے جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ تمہیں کیا پتہ کہ کن لوگوں کی وجہ سے تمہارے اموال میں برکت پڑ رہی ہے۔ پس جو لوگ ان غریبوں پر خرچ کرتے ہیں جو خدا کی خاطر محصور ہوئے خدا کا واضح وعدہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں بہت برکت دے گا۔ فصاحت و بلاغت کا عجیب انداز ہے کہ پہلے یہ مضمون بیان فرمایا اور پھر بعد میں ان لوگوں کا ذکر کیا جن کی خاطر ان لوگوں کو برکت ملنے والی ہے۔ فرمایا: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ اگر تم خدا کی راہ میں اخراجات کو قربانیوں کو کھول کر پیش کرو، اعلانیہ کرو تا کہ دوسروں کو تحریک ہو تو فَنِعِمَّا هِيَ۔ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ: یہ بھی اچھی بات ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لیکن اگر تم ان کو مخفی رکھو اور خدا کی راہ کے فقیروں پر خرچ کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ان غریبوں کی خدمت کا جو سب سے بڑا فیض تمہیں پہنچے گا وہ

یہ ہے کہ وَ یُکَفِّرُ عَنۡکُمۡ مِّنۡ سَیِّاٰتِکُمۡ اللہ تعالیٰ تمہاری بدیاں دور کریگا۔تمہاری کمزوریاں دور فرمائے گا۔ پس تمام دنیا میں ہمیں تربیت کے جو مسائل درپیش ہیں خاص طور پر ترقی یافتہ یا آزاد منش مما لک میں ان کا ایک حل قرآن کریم نے یہ بھی پیش فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں محصور اور غرباء پر خرچ کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کی کمزوریاں دور فرمائے گا اور خود تمہاری اصلاح کے سامان مہیا فرمائے گا۔ پھر فرمایا وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۔ یاد رکھو کہ تم جہاں بھی جو کچھ بھی خدا کی راہ میں کرتے ہو تمہارے اعمال سے خدا خوب واقف ہے۔ ہر چیز پر اس کی نظر ہے۔تمہارا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جو خدا کی نظر میں نہ ہو۔ پھر فرمایا: لَیۡسَ عَلَیۡکَ ہُدٰىہُمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اے محمدؐ! تجھ پر ان کی ہدایت فرض نہیں ہے۔تو نے پیغام پہنچانا ہے۔نصیحت کرنی ہے اور تو بہترین نصیحت کرنے والا ہے۔وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ہاں اللہ ہی ہے جس کو چاہے گا ہدایت بخشے گا۔جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔پھر اس جملہ معترضہ کے بعد واپس اس مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلِاَنۡفُسِکُمۡ جو کچھ تم یادرکھو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو فَلِاَنۡفُسِکُمۡ وہ دراصل اپنی جانوں پر خرچ کر رہے ہو۔ یہ نہ سمجھو کہ دوسروں پر کوئی احسان کر رہے ہو۔تمہارا خرچ اپنے فوائد کے لحاظ سے اور برکتوں کے لحاظ سے خود تم پر ہو رہا ہے۔وَ مَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ اللّٰہِ لیکن ہم جانتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے تربیت یافتہ ساتھی اپنے نفوس میں برکت کی خاطر خرچ نہیں کر رہے بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کر رہے ہیں۔ پس یہ مراد نہ سمجھی جائے۔کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ یہ تعلیم دے رہا ہے کہ اپنے نفس پر خرچ کرنے کی خاطر خرچ کرو۔ فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تمہارا اعلیٰ مقصد خدا کی رضا ہے مگر جب خدا کی رضا حاصل ہو جاتی ہے تو محض دین میں نہیں ہوتی بلکہ دنیا میں بھی رضا مل جاتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ایک نتیجہ ہے کہ جو یہ فرمایا گیا کہ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنی جانوں پر خرچ کرتے ہو۔ان دونوں آیات کے ٹکڑوں کو ملا کر پڑھا جائے تو مضمون یہ بنے گا کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو محض اللہ کے پیار کی خاطر اس کی محبت جیتنے کے لئے اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو لیکن اس رضا کا ایک ظاہری نتیجہ بھی ضرور نکلے گا اور وہ یہ کہ تمہارے اموال میں ایسی برکت ملے گی کہ گویا تم دوسروں پر نہیں بلکہ خود اپنی جانوں پر خرچ

کرنے والے تھے اوراس کی مزید تفسیر یہ فرمائی کہ: وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرہ:۲۷۳) اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے یقین جانو وہ تمہیں خوب لوٹا یا جائے گا۔ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ میں صرف لوٹانے کا مضمون نہیں بلکہ بھرپور طور پر لوٹایا جائے گا اور تم سے کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ طرزِ بیان ہے۔ جب کہا جائے کہ کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا تو مراد یہ نہیں ہے کہ محض عدل کیا جائے گا بلکہ بالکل برعکس مضمون ہوتا ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ان سے ظلم نہیں کیا جائے گا تو مراد یہ ہوتی ہے کہ انہیں بہت زیادہ دیا جائے گا۔ ظلم تو درکنار اتنا عطا ہوگا کہ احسانات ہی احسانات ہوں گے۔ یہ ایک طرز بیان ہے جو مختلف زبانوں میں ہے۔ عربی میں اور خصوصیت کے ساتھ قرآن کریم میں اس طرز بیان کو اختیار فرمایا گیا تو لَا تُظْلَمُوْنَ، وَلَا يُظْلَمُوْنَ کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ ظلم نہیں کرے گا جتنا دیا اتنا واپس کردے گا۔ مراد یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اتنا دے گا کہ تمہارے پیٹ بھر جائیں گے تم کانوں تک راضی ہو جاؤ گے۔ یہ معنی ہے اس آیت کا۔ یہ سب بیان کرنے کے بعد فرمایا لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اس وقت جو ہم خرچ کرنے کی تاکید کر رہے ہیں تو یہ عام خرچ نہیں بلکہ خصوصیت سے ان فقراء کی خاطر خرچ ہے جو خدا کے رستے میں گھیرے میں آ گئے اور ان میں زمین پر چل کر اپنے کمانے کے لئے گنجائش نہیں رہی۔ وہ محبت کی رسیوں میں باندھے گئے اور ہمیشہ کے لئے محمد مصطفیٰ ﷺ کے قرب میں انہوں نے ڈیرے ڈال دیئے حالانکہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔ کھانے کے بھی وہ محتاج ہیں۔ پہننے کے بھی، اوڑھنے کے بھی محتاج ہیں۔ ان کی ساری ضرورتیں خدا پر چھوڑ دی گئی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ تمہیں فرماتا ہے کہ تم ان کی ضرورتیں پوری کرو خدا تمہاری ضرورتیں پوری کرے گا اور تمہاری ضرورتیں پوری کرنے میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو بھی انہی معنوں میں اصحاب الصفہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ جس رنگ میں بھی ہوں جہاں بھی ہوں خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ان کی خدمت کی توفیق بخشے اور ان کا فیض خدا تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں ساری دنیا کی جماعت پر نازل ہوتا رہے۔

باب پنجم

”رنگہائے قادیان“

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے تاریخی

ریکارڈ کے بعض رنگا رنگ پہلو

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء پر حضورؒ کا پیغام

جلسہ سالانہ قادیان (بھارت) منعقدہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ؍دسمبر ۱۹۹۰ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل پیغام بھجوایا جس میں آپؒ نے قادیان آنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

پیارے شرکائے جلسہ سالانہ قادیان!

اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے آپ کو اس عظیم بابرکت اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کی بنیاد سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے) نے ۲۷؍دسمبر ۱۸۹۱ء کو اسی مقدّس بستی قادیان میں رکھی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلے جلسہ میں حاضرین کی تعداد ۷۵ تھی لیکن غالباً اس تعداد میں عورتوں کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے لئے علیحدہ انتظام ہی شروع نہ ہوا ہو۔ خدا کی تقدیر نے بعد ازاں ثابت فرما دیا کہ جس مبارک وجود نے اس جلسہ کی داغ بیل ڈالی اور اس کے چند مصاحب جو اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ ان کا مقام خدا کی نظر میں بہت بلند تھا اور ان کی عاجزانہ راہیں خدا کو پسند آئیں۔ چنانچہ آج جبکہ تقریباً ایک سو سال اس پہلے جلسہ کو گزر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں دنیا بھر میں اتنے

ممالک میں جماعتیں قائم ہوچکی ہیں کہ حاضرین جلسہ کی تعداد سے ان ممالک کی تعداد کہیں زیادہ ہے اوران میں سے ہر ملک میں ان کے سالانہ جلسوں کے شرکاء کی حاضری بھی ۵ ۷ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔آخری جلسہ جس میں مجھے پاکستان میں شمولیت کی توفیق ملی اس ایک جلسہ میں خدا کے فضل سے اڑھائی لاکھ سے زائد مردوزن شریک تھے۔انگلستان کے گزشتہ جلسہ میں بھی آٹھ ہزار کے لگ بھگ اورجرمنی کے جلسہ میں دس ہزار سے زائد حاضری تھی۔اسی طرح افریقہ اور یورپ اورایشیا کے بکثرت ایسے ممالک ہیں جن میں ہزارہا کی تعداد میں جلسہ میں شرکت کی جاتی ہے۔پس خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ'' بابرگ وبار ہوویں اک سے ہزار ہوویں'' کا منظر دنیا میں ہر طرف دکھائی دیتا ہے۔

میری نصیحت آپ کو یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے تعداد میں اتنی برکت دی ہے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس دعا کو غیر معمولی طور پر شرف قبولیت بخشا ہے کہ'' بابرگ وبار ہوویں، اک سے ہزار ہوویں'' وہاں ہمیشہ اس دعا کے دوسرے حصہ پر بھی آپ کی نظر رہے اورایسے نیک اعمال بجالائیں کہ آپ حضرت (اقدس) کی روحانی اولاد کے طور پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نیک تمناؤں پر پورا اترنے والے ہوں اور آپ کے حق میں حضرت (اقدس) کا یہ منظوم کلام پوری شان سے صادق آئے۔

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں

بیعت لدھیانہ کے ذریعے ۱۸۸۹ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدّس ہاتھوں سے مشیّت الٰہی نے جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔اس عظیم تاریخ ساز واقعہ کی یاد میں جماعت احمدیہ عالمگیر نے ۱۹۸۹ء کوسوسالہ جشن تشکر کے سال کے طور پر منایا۔پس اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکّر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کے لئے موزوں سال ۱۹۹۱ء بنے گا۔احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری دلی تمنا کو برلانے میں دعاؤں کے ذریعے میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں یہ تاریخی جلسہ تشکّر منعقد کررہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہوسکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

اس دعا کے ساتھ یہ دعا بھی لازم ہے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا فرمائے اور ہندوستان کے شمال وجنوب میں نفرتوں کی جو تحریکات چلائی جارہی ہیں اور ہندوستانی بھائی اپنے ہندوستانی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ وحشت دور کرے اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہندو، مسلمانوں اور سکھوں اور پارسیوں اور دیگر مذاہب کے سب لوگوں کو اختلاف مذہب کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ بات سب اہل ہند کے دل میں جاگزیں فرمائے کہ کوئی سچا مذہب خدا کے بندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ مذہب کی صداقت کا نشان یہی ہے کہ بندگانِ خدا سے رحمت وشفقت کی تعلیم دے۔ یاد رکھیں کہ جو مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ خالق سے بھی محبت نہیں کرتا۔

پس احباب جماعت کو کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کو اور اسی طرح باقی دنیا کو بھی امن نصیب فرمائے۔ قیامِ امن کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو میں پہلے ہی بارہا نصیحت کر چکا ہوں۔ اب خصوصیت سے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں آئندہ سال کے تاریخی جلسہ کے انعقاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلے سے کہیں بڑھ کر ہندوستان کے لئے اور اپنی قوم کے لئے اس کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے نجات بخشے۔ ہر قسم کے خطرات سے بچائے۔ یہ دن جو آپ قادیان گزارنے کے لئے آئے ہیں ان کا ہر لمحہ مبارک آئے۔ روحانی فیوض سے آپ کے دامن بھر دے اور روحانی دولت سے مالا مال ہو کر آپ خیر و عافیت سے اپنے وطن اور گھروں کو لوٹیں اور جو فیض آپ نے یہاں سے پایا ہے اسے دوسروں تک بھی پہنچانے کی سعادت حاصل کریں۔

خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۱ رجنوری ۱۹۹۱ء)

کمیٹی صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کے نام پیغام بھجوایا اور آئندہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے متعلق ارشاد فرمایا۔

''اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے اسکے لئے موزوں سال ۱۹۹۱ء کا بنے گا۔احباب جماعت سے میں یہ درخواست کروں گا کہ میری اس دلی تمنّا کو برلانے میں دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں یہ تاریخی جلسہ تشکر منعقد کررہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہوسکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔'' (مکتوب از لندن ۱۹۹۰۔۱۲۔۵)

۲ر جنوری ۱۹۹۱ء کو مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک مفصل خط لکھا کہ اس عظیم الشان جلسہ میں شرکت کے لئے کثرت سے سب ممالک سے احمدی شرکت کریں گے۔قریباً ۲۵۰۰۰۔افراد کے قیام وطعام کا انتظام کرنا ہوگا۔شرکاء کے لئے قادیان اور انڈیا کے ویزا کے حصول کے لئے خاص کوشش کرنی ہوگی۔انڈین حکومت کو بھرپور تعاون کے لئے آگاہ کرنے کے لئے روابط کرنے ہوں گے۔اور حضور کی شرکت کے مدنظر حفاظت کے خصوصی انتظام کرنے ہوں گے۔وغیرہ وغیرہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا خط حضورؒ نے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ ربوہ کو اس ارشاد کے ساتھ بھجوایا کہ۔''آپ اس جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں بحیثیت افسر جلسہ سالانہ ان پر غور کریں اور مشورہ دیں۔نیز عمومی طور پر صدر انجمن احمدیہ میں بھی یہ مسئلہ رکھیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین اور بیش از پیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق دے۔کان اللہ معکم۔''

اس خط کے جواب میں ۱۹۹۱۔۲۔۱۱ کو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا کہ۔

قادیان کے جلسہ ۱۹۹۱ء کے بارے میں حضور کا ارشاد مل گیا ہے۔مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب یہاں (آئے ہوئے) ہیں ان سے گفتگو ہوچکی ہے۔نائب افسران جلسہ اور خاکسار بھی مل کر

discuss کر چکے ہیں۔صدر انجمن احمدیہ کا اجلاس بھی عنقریب حسب ارشاد حضور اس معاملہ پر غور کرے گا۔اسکے بعد حضور کی خدمت میں تفصیلی رپورٹ لکھ کر بھجواؤں گا۔انشاء اللہ ''

چنانچہ اس کے بعد افسر جلسہ سالانہ اور نائب افسران جلسہ سالانہ نے باہم مل کر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقع پر کی جانے والی تیاریوں کے متعلق ۹۱-۳-۷ کو حضور انور کی خدمت میں ۸ صفحات پر مشتمل ایک مفصل رپورٹ بھجوائی۔جس میں جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۰ تا ۲۵۔ہزار افراد کے رہائش ، طعام،سفر،مردانہ،زنانہ جلسہ گاہ کے انتظام کے متعلق سفارشات اور شرکاء کے لئے ویزا کے حصول کے لئے لائحہ عمل تجویز کیا گیا۔اور شرکاء کے آمدورفت کے انتظامات کے متعلق تفصیلات پیش کی گئیں۔

قادیان میں میسر رضا کاروں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔اس لیے یہ بھی سفارش کی گئی کہ پاکستان سے جانے والوں میں سے انتظامات جلسہ کے لئے کم از کم چار سو تجربہ کار رضا کار قادیان کے رضا کاروں کی معاونت کے لئے مختص کئے جائیں اور حسب ضرورت نانبائی ، باورچی ، قصاب،الیکٹریشن لاؤڈ سپیکر کے کام کے واقف اور ترجمانی کے کام سے واقف سٹاف بھی بھجوایا جائے۔نیز متعدد دوسری سفارشات بھی پیش کی گئیں۔

افسر صاحب جلسہ سالانہ کی پیش کردہ اس سکیم کا جائزہ لینے کے لیے لندن میں حضور انور نے مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر یو۔کے،مکرم مبارک احمد ساقی ایڈیشنل وکیل التبشیر اور چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب افسر جلسہ یو۔کے پر مشتمل کمیٹی مقرر فرمائی۔افسر صاحب جلسہ سالانہ ربوہ کی رپورٹ پر حضور انور نے جو ارشادات فرمائے۔مکرم مبارک احمد ساقی ایڈیشنل وکیل التبشیر نے ان پر مشتمل خط ۹۱-۳-۲۶ کو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کو لکھا۔

مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے بارہ میں آپ کی طرف سے ارسال کردہ سکیم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موصول ہوئی ہے۔اس بارہ میں حسب ذیل ہدایات نوٹ فرمالیں۔

1۔فرمایا ہے کہ انتظامات اور دیگر امور سرانجام دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرلی جائے جس کے حسب ذیل ممبران ہوں گے۔

1۔ چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ　　2۔ ناظر صاحب خدمت درویشاں

3۔ ناظر اعلیٰ صاحب　　4۔ ناظر صاحب امور عامہ

5۔ ناظر صاحب اصلاح وارشاد　　6۔ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان۔

اسکے علاوہ افسر جلسہ سالانہ کے درج ذیل نائبین بھی اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔

1۔ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب　　2۔ مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

3۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب

افسر صاحب جلسہ سالانہ اس کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے۔ کمیٹی کا نام ''**کمیٹی صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان**'' ہوگا۔ فرمایا ہے کہ ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو مشورہ میں شامل کیا جائے۔ لیکن انتظامی امور کا بوجھ ان پر نہ ڈالا جائے۔ وہ LAISON آفیسر ہوں گے۔ مزید جلسہ سالانہ کے دوران مجھے بعض دیگر کاموں کیلئے انکی ضرورت ہوگی۔

2۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ، مکرم مرزا غلام احمد صاحب اور مکرم ناظر صاحب خدمت درویشاں فوری طور پر قادیان جاویں اور جملہ انتظامات کا جائزہ لیں۔ فرمایا ہے کہ ناظر صاحب خدمت درویشاں کو سردست چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔

3۔ جو کام مستقل نوعیت کے ہیں اور لمبا وقت چاہتے ہیں مثلاً تعمیرات وغیرہ انہیں فوری طور پر شروع کروا دیا جائے۔ حضور کے جانے کا پروگرام ہو یا نہیں یہ علیحدہ بات ہے۔

4۔ قادیان جاتے وقت مندرجہ بالا ناظر صاحبان کے علاوہ بعض دیگر احباب کو بھی شامل کرلیا جائے جن کا مشورہ انتظامات کے سلسلہ میں مفید ہوسکتا ہے۔ مثلاً آرکیٹیکٹ، سول انجینئر، اوورسیئر وغیرہ۔ اسطرح Masons اور Plumbing کے ماہر وغیرہ، لمبے وقت کے لئے وقف کریں اور آپکے دورہ کے بعد یہ لوگ کام شروع کردیں۔

5۔ قادیان میں جو سٹاف ہے وہ انتظامات کے لئے بالکل ناکافی ہے لازماً پاکستان سے ایک ٹیم تیار کرنی ہوگی جو جلسہ سے کچھ عرصہ قبل وہاں پہنچ جائے اور انتظامات کے ضمن میں وہاں کے سٹاف کے ساتھ کام کرے گی۔

6۔ ویزوں کے جاری کئے جانے کے لئے ہم یہاں متعلقہ آفیسروں سے بات کریں گے۔ اس کے علاوہ ہندوستان بھی کسی نمائندہ کو بھجوا کر وہاں کی حکومت سے جلسہ کے انتظامات اور ویزے جاری کئے جانے کے

بارے میں رابطہ کیا جائیگا۔

7۔قادیان میں جو32مکانات بنانے کی سکیم ہے اسبارہ میں یہ بات مدنظر رہے کہ یہ سارے مکانات بیوت الحمد سکیم کے تحت نہیں بنائے جارہے ہیں۔

ان میں سے بعض مکان ان فیملیوں کو آباد کرنے کے لئے استعمال کئے جاویں گے جو اس وقت خستہ مکانوں میں رہ رہے ہیں۔گویا یہ مکانات سردست خستہ عمارات کی متبادل جگہ ہے اور پرانے ،خستہ گھروں کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ ان کو مسمار کر کے وہاں نئی آبادی ہوگی۔نئی سکیم کے مطابق جو مکان تیار ہو جائیں گے انہیں جلسہ کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

8۔عورتوں کے جلسہ گاہ کے لئے باغ والی جگہ ناموزوں ہے کیونکہ یہ مردانہ جلسہ گاہ سے مغرب کی طرف ہے۔اسطرح نمازوں کی ادائیگی کے وقت عورتیں امام سے آگے ہوں گی اور اسطرح نماز میں شامل نہ ہوسکیں گی۔اس لئے اس جگہ کو تبدیل کیا جائے۔حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کے مکان والی طرف ان کے جلسہ گاہ کا انتظام ہوسکتا ہے۔اسکا جائزہ لیا جائے۔

9۔ایک تجویز یہ ہے کہ سابق تعلیم الاسلام کالج کی انتظامیہ سے بات کی جائے اور مسجد نور اور کالج کے سامنے والی زمین ،کھیلوں کے بڑے میدان جہاں پارٹیشن سے قبل جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا۔اس کے استعمال کی اجازت حاصل کی جائے۔

اس جگہ کے حصول کا ایک فائدہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسجد نور کی تزئین اور اسکی مرمت کا موقع مل جائے گا۔نیز چونکہ مہمانوں کا قیام وہاں کے قریبی سکولوں اور کالجوں میں ہوگا یہ جگہ زیادہ موزوں ہوگی۔اس کے ساتھ ہی دارالسلام کوٹھی حضرت نواب محمد علی صاحب کے استعمال کا بھی جائزہ لیا جاسکتا ہے اور اس کی حدود میں عارضی رہائش کا بھی جائزہ لیا جائے۔

بہر صورت یہ بات مدنظر رکھی جائے کہ وہ جگہ جہاں گزشتہ چند جلسے ہوتے رہے ہیں وہ بہرحال چھوٹی نظر آرہی ہے۔مہمانوں کی تعداد کے مطابق ناکافی ہوگی۔

10۔فرمایا ہے کہ سارے انتظامات کا ابتدائی ڈھانچہ تیار ہو جائے تو پھر مکرم منیر فرخ صاحب کو بھی ترجمہ کے لئے جائزہ لینے کے لئے قادیان بھجوایا جائے۔

11۔فرمایا ہے کہ دو کی بجائے تین لنگر ہوں گے۔ایک جگہ چاول ساتھ سالن جسے پرہیزی کھانا کہا جاتا ہے تیار ہوں۔

☆ ۔روٹی پلانٹ مشینیں نصب ہوں اور ضرورت کے مطابق سالن کا انتظام ہو۔

☆ ۔یو۔پی کے نانبائی جن کے بارہ میں رپورٹ میں ذکر ہے کہ وہ تندوروں وغیرہ کا خود انتظام کریں گے۔

یہ جائزہ بھی لے لیا جائے کہ اگر یو۔پی سے کافی تعداد میں نانبائی مل سکتے ہیں تو پھر کیا روٹی پلانٹ کے لگائے جانے کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔

12۔لنگر خانہ کی Site کا فیصلہ کر کے وہاں ضروری تعمیر شروع ہو جانی چاہیے اگر رہائش گاہیں جلسہ گاہ سے دور ہوں گی تو ممکن ہے کہ کھانا وہاں لیجانے کے لیے ویگنوں یا ٹریکٹر ٹرالیوں کی ضرورت ہو۔اس پہلو کو بھی دیکھ لیا جائے۔

13۔دارالانوار میں رہائش کا انتظام ہو سکے تو ٹھیک رہے گا۔

14۔باہر سے آنے والے مہمانوں کی لئے Toilets کا مناسب انتظام کرنا ہوگا۔

15۔بعض یورپین ممالک اور امریکہ،کینیڈا،انڈونیشیا،سنگاپور،جاپان وغیرہ کو یہ تحریک کی گئی ہے کہ وہ قادیان میں گیسٹ ہاؤس بنوائیں۔ان کے لئے فوری طور پر site کا فیصلہ ہونا ضروری ہے۔اس کا پلان بنا کر یہاں بھجیں۔یہ گیسٹ ہاؤس دو منزلہ ہونگے۔نیچے اجتماعی رہائش کے لئے کمرے ہوں گے،جبکہ اُوپر کے حصہ میں فلیٹ ٹائپ کمرے ہوں گے۔جہاں فیملیاں ٹھہر سکیں گی۔کچن بھی شامل ہوں گے۔اسبارہ میں چوہدری رشید آرکیٹیکٹ صاحب نقشہ تیار کر کے بھجوائیں گے۔

فرمایا ہے کہ ممکن ہے بعض ممالک سے رقم پہنچنے میں دیر لگے اس لئے انتظار نہ کیا جائے۔کام شروع ہو جائے۔رقم ساتھ کے ساتھ جاتی رہے گی۔

16۔مکرم آفتاب احمد خان صاحب کو ویزوں کے حصول اور دیگر رابطوں کے لئے ہدایات دی گئی ہیں۔

17۔**اخراجات:**۔ قادیان کے جلسہ سالانہ کے اخراجات کے سلسلہ میں وہاں کا بجٹ بہت کم ہے۔
مستقل تعمیرات کے لئے صد سالہ جوبلی فنڈ کی مد سے رقم لی جائے گی۔

18۔آپ کی طرف سے بھجوائی جانے والی سکیم کے تحت مہمانوں کی تعداد بیس ہزار متوقع ہے۔فرمایا ہے کہ یہ تعداد تیس ہزار (30,000) تک جا سکتی ہے اسکے مطابق پلان تیار کیا جائے۔

19۔جو مغربی ممالک اپنے عارضی مہمانوں کے لئے گیسٹ ہاؤس تیار کریں گے۔ان میں بستروں کا بھی

انتظام ہو۔البتہ پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے مہمانوں کو تلقین کی جائے کہ وہ اپنے بستر ساتھ لے کر آویں۔لیکن ایمرجنسی کے طور پر ایک ہزار بستر بنانے پر بھی غور کیا جائے۔

20۔پریس اور گورنمنٹ کے نمائندگان کے لئے خصوصی انتظامات ہوں۔اس کیلئے ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا جائے جو ان امور کا ذمہ دار ہو۔

21۔سیکورٹی کا ہندوستان کے خصوصی حالات کے پیش نظر خاص انتظام ہو۔حکومت کے تعاون کا جائزہ لے لیا جائے۔

والسلام خاکسار

دستخط مکرم مبارک احمد ساقی صاحب

(ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

اس دوران ۹۱-۳-۱۵ کو حضور نے اپنے اپنے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر کے متعلق جرمنی، یو۔کے،کینیڈا اور U.S.A کے علاوہ اور بعض دوسرے امراء کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

مکرم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی تو میرا خیال ہے کہ اس سال قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کروں۔اگر امسال نہ بھی توفیق ملے تو آئندہ کوشش اور دُعا یہی ہوگی کہ قادیان کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کا موقعہ ملے۔اگر میں جلسہ پر گیا تو خیال ہے کہ یورپ۔امریکہ۔کینیڈا وغیرہ ممالک کی جماعتوں سے کثرت سے دوست وہاں پہنچیں گے۔اسی طرح پاکستان اور ایشیا کے دیگر ممالک سے بھی بہت سے احباب اس جلسہ میں شامل ہوں گے۔لیکن اس وقت تک وہاں مہمانوں کے قیام وغیرہ کے لیے مکانات کی بہت دقت پیدا ہوتی ہے خواہ وہ پاکستانی الاصل ہوں یا مقامی باشندے۔اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر کینیڈا۔امریکہ۔انگلستان۔جرمنی اور اسی طرح دیگر یورپین ممالک اپنے اپنے حالات کا جائزہ لیکر قادیان میں اپنے اپنے گیسٹ ہاؤس تعمیر کرنا چاہیں تو وہاں کسی خاص مناسب جگہ پر یہ سارے گیسٹ ہاؤس اکٹھے تعمیر کیے جاسکتے ہیں۔

غالباً یہ مناسب ہوگا کہ نچلے فلور پر ایک طرف خواتین کے اجتماعی قیام کا انتظام ہو اور ایک طرف

مردوں کے اجتماعی قیام کا۔اور دونوں کے لیے ضروری سہولتیں اپنے اپنے حصہ میں ہوں۔بیچ میں ایک جگہ مشترکہ طور پر باہر سے آنے والے اور ملنے والوں کے لیے استعمال ہوسکتی ہے۔اُوپر کی منزل پر چھوٹے چھوٹے فیملی یونٹس سٹوڈیو فلیٹ ٹائپ کے ہوجائیں جس میں چھوٹا سا چولہا بھی مہیا ہوجائے اور Wash basin بھی۔ٹائلٹ اور باتھ روم وغیرہ ایک طرف اکٹھے بن سکتے ہیں۔

اس عمومی نقشے کے پیش نظر اگر آپ کے ملک کی جماعت کو دلچسپی ہو تو جائزہ لیکر مطلع فرمائیں۔ فی الحال اس کا تخمینہ لگانا تو مشکل ہے۔لیکن میرا خیال ہے کہ مختلف سائزوں کے مطابق ایسے گیسٹ ہاؤس پر اگر بہت چھوٹا ہو تو پانچ لاکھ تک اور درمیانے درجہ کا معقول سائز ہو تو بیس لاکھ روپے تک کا بن سکے گا۔ لیکن یہ تفصیلات تو بعد میں طے ہوں گی پہلے آپ اپنے اندازے لگا کر کوائف سے مطلع کریں کہ اندازاً آپ کے ملک کو کتنے فیملی کمروں کی اور کتنی اجتماعی رہائش کی ضرورت پیش آئے گی اور اندازاً کتنا خرچ آپ اپنے ملک کی طرف سے پیش کرسکیں گے۔اس کے مطابق پھر آرکیٹیکٹ صاحب مشورہ دیں گے،چونکہ وقت تھوڑا ہے۔اسلیے جتنی جلدی ممکن ہو مجھے مذکورہ بالا کوائف بھجوائیں تا کہ اس کی روشنی میں مزید اقدامات کیے جاسکیں۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

والسلام خاکسار

(دستخط حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع)

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ،مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نائب افسر جلسہ سالانہ اور مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب ناظر خدمت درویشاں ۳۰/اپریل ۱۹۹۱ء کو دہلی پہنچے اور وہاں سے قادیان کا ویزا حاصل کرنے کے بعد ۴/مئی ۱۹۹۱ء کو قادیان پہنچے۔اس سفر میں مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر یو۔کے بھی اُن کے ہمراہ تھے۔

سفر پر روانہ ہونے سے پہلے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے حضور سے ہدایات مرحمت فرمانے کی درخواست کی تو حضور انور نے اُن کو مورخہ ۹۱-۴-۲۴ کو لکھا کہ:۔

”اصل بات یہ ہے کہ آپ اور امیر صاحب یو۔کے میرے نمائندہ ہیں۔“

اس کے بعد پاکستان سے مندرجہ ذیل چار انجینئرز صاحبان نے قادیان آکر اپنا اپنا کام شروع کردیا:۔

1۔مکرم چوہدری محمد عبد السمیع صاحب

2۔مکرم راجہ ناصر احمد صاحب سرگودھا ان کے سپرد sewerage اور sanitation کے انتظامات تھے۔

3۔مکرم چوہدری رشید احمد صاحب انجینئر ادارہ تعمیر ربوہ۔ان کے سپرد لنگروں کی تعمیر۔مسجد نور اور مسجد دارالانوار کی مرمت کے انتظامات تھے۔

4۔مکرم میاں رفیق احمد صاحب ان کے سپرد روٹی پلانٹ کا بنانا تھا۔

اس کے بعد دسمبر ۱۹۹۱ء تک مختلف کاموں کی مہارت رکھنے والے اور مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے احباب باری باری مسلسل قادیان جاتے رہے اور اپنا اپنا کام کر کے واپس آتے رہے۔ان میں آرکیٹیکٹ ،انجینئر ،مکینک ،پلمبر ،راج ،کار پینٹر ،الیکٹریشن ،سینیٹری کے کاریگر ،نانبائی، باورچی ، قصاب، ڈاکٹرز ،مرکزی دفتروں کے کارکن اور متفرق احباب سبھی شامل تھے۔

حیدرآباد دکّن سے مکرم ظہورالدین صاحب انجینئر اور اڑیسہ سے سول انجینئر مکرم فیروز صاحب تشریف لائے۔اور ۳۲ کوارٹرز کی تکمیل کا کام اُنہوں نے سنبھالا۔

مرکزی کمیٹی کے تینوں ممبران نے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان اور صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ناظران اور افسران صیغہ جات اور افسر صاحب جلسہ سالانہ قادیان مکرم منظور احمد گجراتی صاحب اوران کے ناظمین جلسہ سالانہ کے ساتھ مل کر جلسہ سالانہ کی منصوبہ بندی کا کام شروع کر دیا۔

مرکزی وفد نے ۴رمئی ۱۹۹۱ء تا ۱۲رجون ۱۹۹۱ء تک قادیان میں قیام کیا اور جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء کی ممکن منصوبہ بندی کی۔وفد نے اس منصوبہ بندی پر مشتمل اپنی پہلی رپورٹ 7/05/91 کو حضور انور کی خدمت میں بذریعہ fax بھجوائی۔جو 13 صفحات پر مشتمل تھی۔

اسی رپورٹ میں جلسہ گاہ۔دارالانوار میں چار گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر مسجد نور کی مرمت۔مسجد دارالانوار کی مرمت۔دارالضیافت کے علاوہ بالمقابل مکان حضرت مولانا سرورشاہ صاحب ایک لنگر اور محلّہ ناصر آباد میں دوسرے لنگر کے قیام کی تجویز۔مہمانوں کی قیامگاہوں کا نقشہ (مع تعداد مہمانان جوان قیامگاہوں میں ٹھہر سکیں گے۔) مختلف جگہوں پر ۱۵۰ چھولداریاں لگانے کی تجویز۔بیرکس کی تعمیر۔کالونی ۳۲ کوارٹرز (متصل قبرستان عام) کے بارے میں سفارشات۔

مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک، دارالمسیح کی جلسہ سے قبل Restorationاور اسکے sewerage کے انتظام کے متعلق سفارشات ۔۲۰ سے ۳۰ ہزار کس کے کھانا کی تیاری اور قیام وطعام کے جملہ انتظامات (خرید اجناس، حصول خیمہ جات وشامیانے، روشنی، آب رسانی، پرالی، خرید دیگ وغیرہ، خرید برتن stainless steel، لنگروں کی تعمیر، جنریٹرز کے انتظام، ٹرانسپورٹ کا انتظام، خرید Pick up، تیاری ۱۰۰۰ بستر) کے بارے میں سفارشات پیش کی گئیں۔ جن کو بالعموم حضور انور نے منظور فرمایا۔ اور ان کے بارے میں حضور انور کا جواباً مندرجہ ذیل خط موصول ہوا۔

لندن

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی مراسلہ بذریعہ فیکس 17/05/91 از قادیان مشتمل بر 13 صفحات موصول ہوئی۔ آپ کے مشورے عمومی طور پر منظور ہیں۔ بعض جگہ میں نے ان پر نوٹس دیئے ہیں جو آپ کو بھجوائے جارہے ہیں۔ اس کے علاوہ حسب ذیل امور بھی پیش نظر رکھیں۔

گیسٹ ہاؤسز کے بارہ میں ایک قابل غور بات یہ ہے کہ ان کو دارالانوار کی بڑی سڑک پر رکھا جائے یا مکانات کو۔ چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کا رجحان اس طرف ہے کہ مکانات کو باہر کی سڑک پر رکھنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ روزمرّہ استعمال ہوتے ہیں اسطرح نگرانی رہے گی۔ اور گیسٹ ہاؤسز اندر کی طرف ہوں۔ مکانیت کے لحاظ سے یہ ممکن ہوگا یا نہیں یا اس میں کیا ترمیم کرنی پڑے گی۔ اس بارہ میں اگر کوئی دقتیں ہوں تو ۹۱۔۵۔۲۷ تک انتظار کرلیں۔ چوہدری عبدالرشید صاحب خود وہاں تشریف لا رہے ہیں۔ موقعہ پر افہام وتفہیم سے معاملہ طے ہوجائے گا۔

لنگر خانوں کے متعلق جو تجویز دی گئی ہے اس میں جہاں دو مکان منہدم کرکے دوسری جگہ لے جانے کی تجویز ہے اور لنگر خانہ کے لئے ایک جگہ تجویز ہوئی ہے اس سلسلہ میں عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کا خیال ہے کہ لنگر خانہ کو ساتھ کے رستہ کے بالمقابل دو کنال زمین پر منتقل کردیا جائے تو موزوں رہے گا اور یہ سارا پلاٹ مکانات یا بیرکس وغیرہ کے لئے استعمال ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں جن دو مکانات کو منہدم کرنا ہے۔ انکو بھی اس جگہ کی تعمیر کی سکیم میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ وہاں آرہے ہیں مزید مشورہ وہاں سے موقعہ پر دے دیں گے۔

Over head tank سے متعلق بھی عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ سے مشورہ کرلیں۔

مذکورہ بالا ترمیم یا مزید غور کے قابل امور کے علاوہ باقی تمام تجاویز منظور ہیں۔اب وقت کم ہے فوری کام ہونا چاہیئے۔

والسلام خاکسار

دستخط (حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع)

وفد نے اپنی دوسری رپورٹ 17/02/91 کو حضور انور کی خدمت میں بھجوائی۔ یہ رپورٹ بھی 13 صفحات پر مشتمل تھی۔اس رپورٹ میں قادیان میں تعمیرات کی نگرانی کا نظام تجویز کیا گیا۔جلسہ گاہ کے انتظامات کے متعلق سفارشات پیش کی گئیں۔نیز جلسہ پر کن زبانوں میں ترجمانی ہوگی۔ملکی شوریٰ کے انعقاد کے لئے تاریخ تجویز کی گئی۔انڈیا میں متعیّن مبلغین کو جلسہ پر قادیان بلوانے کے متعلق سفارش۔جلسہ گاہ،مردانہ وزنانہ کی تیاری کے اخراجات،اس دوران انڈیا کے صوبائی امراء کا اجلاس قادیان میں منعقد ہوا۔ان کے مشورے اوران کو دی گئی ہدایات کے بارے میں رپورٹ۔

چار گیسٹ ہاؤسز، ہائی سکول کی عمارت،۳۲ کوارٹرز کی تعمیر،مسجد اقصیٰ کے تہہ خانہ کی تعمیر اور مسجد اقصیٰ کے جنوب کی طرف عارضی بیوت الخلاء کی تعمیر،قادیان میں روٹی پلانٹ اور ترجمانی کے آلات کی تیاری،۳ جنریٹرز کی خرید کے متعلق سفارش،قادیان میں انٹرنیشنل فون اور فیکس جلسہ سے قبل لگوانے کے متعلق سفارش،صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس موجود ٹرانسپورٹ کے علاوہ،مزید دو کاریں اور ایک پک اپ خریدنے کی سفارش،نئے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر کے متعلق مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کے ساتھ مل کر کمیٹی نے جو سفارشات تیار کیں۔۳۲ کوارٹرز کے لئے پانی کی فراہمی کے انتظامات کے بارے میں سفارشات۔

حضور انور کی طرف سے ان سفارشات پر منظوریاں موصول ہونے کے بعد وفد ۹۱۔۶۔۱۹ کو پاکستان واپس آ گیا۔اس دوران خطوط،فیکس اور فون کی ذریعہ قادیان سے رابطہ رہا اور کام کی پیش رفت سے متعلق اطلاعات ملتی رہیں۔

مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب اور مکرم مرزا غلام احمد صاحب دوسری بار ۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء اور تیسری بار

نومبر ۱۹۹۱ء میں قادیان گئے اور قادیان میں جلسہ کی تیاری کا جائزہ لیا اور حسب ضرورت ہدایات دیں۔اس دوران جلسہ کے ناظمین کے ساتھ اجلاسات کئے اور ان کے کاموں کی پیش رفت کا جائزہ لیا اور ربوہ آ کر کام کی پیش رفت کی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں بھجوائی۔اور بعض مزید سفارشات بھی پیش کیں۔اسی طرح نومبر ۱۹۹۱ء میں ربوہ سے نور ہسپتال قادیان کو بعض مزید سہولتیں بھی مہیا کرنے کے لئے سفارشات حضور انور کی خدمت میں بھجوائی گئیں۔

اس جلسہ کے لئے حضور انور نے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کو افسر رابطہ جلسہ سالانہ مقرر فرمایا۔

نوٹ:1 ۔پاکستان سے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقع پر ڈیوٹی ادا کرنے والے رضا کاران کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی۔

دیگر ممالک سے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقع پر خاص طور پر انگلستان سے آنے والے احباب نے بھی ڈیوٹیوں میں بھر پور حصہ لیا۔

2۔مختلف ممالک سے جلسہ سالانہ قادیان 1991ء میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا ملک وار گوشوارہ درج ذیل ہے:۔

گوشوارہ شرکت کنندگان جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء

نمبر شمار	نام ملک	تعداد	نمبر شمار	نام ملک	تعداد
1	بھارت/قادیان	11229	9	سنگاپور	24
2	پاکستان	5968	10	فرانس	2
3	انگلینڈ	383	11	فجی	3
4	جرمنی	245	12	ہالینڈ	33
5	کینیڈا	75	13	عمان	2
6	امریکہ	124	14	اردن	1
7	ماریشس	63	15	سویڈن	18
8	ناروے	18	16	سپین	5

17	بیلجیم	4	29	گوئٹے مالا	2
18	یوگنڈا	2	30	جنوبی افریقہ	1
19	ایران	38	31	جاپان	4
20	گیمبیا	1	32	ملائشیاء	15
21	ڈنمارک	3	33	مصر	2
22	ابوظہبی	9	34	سوئیٹزرلینڈ	10
23	تھائی لینڈ	3	35	پرتگال	1
24	کینیا	4	36	انڈونیشیا	64
25	زائرے	1	37	نائیجیریا	19
26	سری لنکا	57	38	بنگلہ دیش	14
27	نیپال	15	39	روس	1
28	آسٹریلیا	2			

کل تعداد=18594 (بمطابق رجسٹریشن 91-12-27)

نقشہ فرائض کارکنان جلسہ سالانہ قادیان

افسر رابطہ

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ربوہ

مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان

رابطہ دفتر جلسہ سالانہ

مکرم چوہدری منظور احمد گجراتی صاحب افسر جلسہ، مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب (افسر جلسہ)

ریز رو نمبر ۲

مکرم مبشر احمد بٹ صاحب۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

ذاتی لنگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مکرم محمد اسلم شاد صاحب منگلا۔ پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ۔

طبی امداد

مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب۔ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب

نگرانی حاضری

مکرم محمد اکبر صاحب۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

سپلائی

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

ریلوے ریز رویشن

مکرم محمود احمد ملکانہ صاحب۔ مکرم عبدالقدیر نیاز صاحب

استقبال

مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب ۔مکرم سعادت احمد جاوید صاحب

ٹیمز

مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ۔مکرم عبدالسلام صاحب

مکانات

مکرم مجیب احمد اسلم صاحب ۔مکرم سید نصیر الدین صاحب

صفائی ۔آب رسانی ۔روشنی

مکرم چوہدری منصور احمد چیمہ صاحب ۔مکرم چوہدری رحمت علی خان صاحب ۔مکرم رانا عبدالغفور صاحب

اجرائے پرچی خوراک

مکرم محمود احمد عارف صاحب ۔مکرم طاہر احمد عارف صاحب

مہمان نوازی مرکزی وغیرہ

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری ۔مکرم خواجہ طاہر احمد صاحب

گوشت

مکرم محمد شفیع صاحب ۔مکرم چوہدری فضل احمد صاحب

مہمان نوازی بیوت الحمد کالونی

مکرم زین الدین حامد صاحب ۔مکرم منیر احمد بسمل صاحب

قیام گاہ تہہ خانہ ۔مسجد اقصیٰ

مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب ،مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب

مہمان نوازی مستورات

مکرم ماسٹر احمد الیاس صاحب۔مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب

مہمان نوازی نصرت گرلز ہائی سکول

مکرم ایم علی کنجو صاحب۔مکرم حکیم نذیر احمد ریحان صاحب

قیام گاہ اور گرلز ہائی سکول

مکرم محمد یوسف صاحب انور قادیان

کوٹھی ڈپٹی محمد شریف

مکرم شیخ محمود احمد صاحب۔مکرم راجہ نصیر احمد صاحب

قیام گاہ دید کور پرائمری سکول

مکرم ظہور الدین صاحب قادیان

مہمان نوازی فیملیز۔

مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب قادیان (حلقہ مسجد نور)

حلقہ مسجد مبارک

مکرم مولوی طاہر احمد چیمہ صاحب

حلقہ ناصر آباد

مکرم رضوان احمد صاحب۔مکرم نور الدین چراغ صاحب

مہمان نوازی چھولداریاں ناصر آباد

مکرم ظفر اللہ ناصر صاحب۔مکرم مختار صاحب

مہمان نوازی بیوت الحمد

مکرم سیّد صباح الدین صاحب

مہمان نوازی بڈھامل بلڈنگ

مکرم مولوی سید طفیل احمد صاحب

مہمان نوازی چھولداریاں بہشتی مقبرہ

مکرم بشیر احمد صاحب طاہر

قیام گاہ دارالمسیح

مکرم فاروق احمد صاحب

مہمان نوازی گیسٹ ہاؤسز

مکرم محمد کریم الدین صاحب شاہد۔مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب

قیام گاہ ایوان خدمت

مکرم محمد یعقوب صاحب جاوید

قیام گاہ فاطمہ ہائی سکول

مکرم مولوی خورشید انور صاحب۔مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب

قیام گاہ گورنمنٹ ہائی سکول

مکرم عزیز احمد اسلم صاحب۔مکرم نصیر الحق صاحب

قیام گاہ جنج گھر

مکرم باسط رسول صاحب

ستنام سنگھ میموریل پرائمری سکول

مکرم محمود احمد خادم صاحب

ٹی آئی کالج

مکرم ظہیر احمد صاحب۔مکرم طارق احمد جاوید صاحب

قیام گاہ دفاتر

مکرم مولوی کریم صاحب۔مکرم شریف احمد صاحب

چھولداریاں بالمقابل خالصہ کالج

مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب مکرم محمد یوسف صاحب۔

قیام گاہ ڈی۔اے۔وی پرائمری سیکشن

مکرم گیانی عبداللطیف صاحب۔

لنگر نمبر ا

مکرم محمد عارف صاحب۔(حضرت) صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب

روٹی پکوائی

مکرم رشید احمد صاحب ربوہ

لنگر نمبر ۲۔

مکرم مظفر اقبال چیمہ۔مکرم حنیف احمد محمود۔مکرم مبشر مجید باجوہ صاحب

لنگر نمبر ۳

مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی۔مکرم حمید احمد خالد صاحب

تربیت

مکرم حکیم محمد دین صاحب۔مکرم محمد اسماعیل منیر صاحب

نگران قیام گاہ مستورات

محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ بیگم حضرت مرزا وسیم احمد صاحب (صدر لجنہ بھارت)

بٹالہ سے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے اشدّ معاند
مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب
کے کھوج کی کوشش

فاعتبروا یااولی الابصار

''انہیں فلک نے یوں مٹا دیا کہ مزار تک کا پتہ نہیں''

۱۹؍دسمبر ۱۹۹۱ء کو جب بٹالہ اسٹیشن پر ریل گاڑی رُکی تو حضور نے خاکسار (ہادی علی) کو ارشاد فرمایا کہ کسی دن یہاں آ کر مولوی محمد حسین بٹالوی کے بارہ میں پتا کیا جائے کہ ان کا کوئی جاننے والا بھی یہاں ہے کہ نہیں۔

چنانچہ حضور انور کے اس خصوصی ارشاد کے مطابق خاکسار، قادیان کے مقامی دوستوں مکرم فضل الٰہی خان صاحب اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب مصنّف ''اصحاب احمد'' کے ہمراہ اس غرض کے ساتھ مورخہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۹۱ء کو بٹالہ گیا۔ وہاں جا کر ہم نے بٹالہ میں ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے نئے اور پرانے باشندوں سے رابطہ کیا اوران سب کے انٹرویوز یکارڈ کئے۔ ان لوگوں میں ڈاکٹر، تاجر، کالج کے پرنسپل، وکیل، سرکاری ملازم اور جرنلسٹ وغیرہ شامل ہیں۔

اس مہم کے نتیجہ میں یہ حیرت انگیز حقیقت سامنے آئی کہ اس شہر میں ایک شخص بھی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے نام سے آشنا نہیں اور وہ قبرستان بھی صفحۂ ہستی سے نابود ہو چکا ہے جس میں وہ دفن کئے گئے تھے۔ **فاعتبروا**۔ مذکورہ بالا افراد کے بیانات پر مشتمل رپورٹ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمتِ اقدس میں پیش کی گئی۔ درج ذیل ہے۔ خاکسار مورخہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل مکرم ملک صلاح الدین صاحب مکرم فضل الٰہی خان صاحب کے ہمراہ بٹالہ گیا۔

۳۔ ڈاکٹر سیوا سنگھ صاحب (سکھ)

۱۹۲۲ء میں بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ پہلے فرنیچر کا کاروبار تھا پھر ایک لمبے عرصہ سے مطب چلا رہے ہیں۔ صاحب علم دوست ہیں۔ انہوں نے بٹالہ میں مسلمانوں کی مساعی کو بغور مشاہدہ کیا

تھا۔ چنانچہ بٹالہ میں عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی مظہر علی اظہر کے احمدی علماء سے مناظرے بھی سنے ہوئے تھے۔ ان سے جب مولوی محمد حسین بٹالوی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا:۔

''اس شخص کے بارے میں کبھی بھی سنا نہ کبھی کسی محفل میں اس کا نام آیا۔
لٹریچر وغیرہ میں بھی کبھی اس کا نام نہیں آیا۔''

۴۔ جسونت سنگھ صاحب (پیدائش ۱۹۲۴ء بٹالہ)

پاک و ہند پارٹیشن کے وقت جرنلسٹ تھے ۱۹۴۷ء میں قادیان کی رپورٹ اخباروں میں بڑی سچائی سے اور تفصیل سے دیتے رہے۔ مختلف سیاسی تحریکوں میں حصہ لیا۔ نہرو کے زمانہ میں ڈسٹرکٹ کانگرس ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر رہے۔ بٹالہ میں کانگرس کمیٹی کے صدر رہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بارے میں جب پوچھا گیا تو فرمایا کہ

''مولوی محمد حسین بٹالوی کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا، نہ میں نے ان کے بارے میں کبھی کچھ سنا، لوگوں سے کثرت سے ملنا جلنا رہتا ہے۔ لیکن کسی سے کبھی بھی اس شخص کے بارے میں نہیں سنا جس کے بارے میں آپ پوچھ رہے ہیں۔''

۵۔ جانکی ناتھ صاحب

۱۹۵۱ء میں یہاں بٹالہ آکر آباد ہوئے۔ ان کی ورکشاپ ہے اور مشینری کا بزنس ہے۔ ان کے والد بٹالہ میں بزنس کی تقریباً ہر ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ ان کے بڑے بھائی لوکل کمیٹیوں کے ممبر اور صدر رہے اسی طرح انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک کے صدر رہے۔ روٹری کلب کے ڈسٹرکٹ گورنر بھی رہے۔ ان سے جب مولوی محمد حسین بٹالوی کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ

''انہیں گزشتہ چالیس سال سے تقریباً بٹالہ کے ہر شخص سے تعارف ہے انہوں نے کبھی کسی شخص سے مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق کچھ نہیں سنا۔''

۶۔ کیول کرشن نگروال صاحب (بزنس مین)

جدی پشتی بٹالہ کے رہنے والے ہیں اور بٹالہ کے ابتدائی ہندو خاندانوں میں سے ہیں۔ ان سے جب مولوی محمد حسین بٹالوی کے بارہ میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ

''اس نام کے کسی شخص کو نہ میں جانتا ہوں، نہ اس کے متعلق کبھی کچھ سنا ہے۔

اگر آپ بٹالہ کی ڈیڑھ لاکھ کی آبادی میں سے ہر شخص سے پوچھ کر بھی دیکھیں تو غالبًا ایک شخص بھی ایسا نہیں ملے گا جو اس نام کے شخص کو جانتا ہو۔ ۳۰ سال سے میرے احمدیوں سے تعلقات ہیں جو بڑھتے ہی جا رہے ہیں اور بہت اچھا بھائی چارہ ہے۔ لیکن جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے۔ میں اس کے متعلق بالکل نہیں جانتا کہ اس نام کا کوئی شخص یہاں کبھی گزرا ہو جبکہ مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق کئی مرتبہ نیک اور تکریم والے جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ حتّٰی کہ قادیان کے ایک سخت مخالف اور کٹر ہندو کنج بہاری لعل جن سے میرے بہت گہرے مراسم تھے ان کی گواہی بھی یہ تھی کہ گو میں نے احمدیوں سے ٹکر تو لی ہے لیکن یہ لوگ برے نہیں بلکہ بہت اچھے لوگ ہیں۔"

۷۔ باسط احمد خان صاحب

عمر چالیس سال۔ پنجاب وقف بورڈ کے برانچ آفیسر ہیں اور ساڑھے چار سال سے بٹالہ میں وقف بورڈ میں کام کر رہے ہیں۔ ان سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ

"مولوی محمد حسین بٹالوی کا نام تک میں نے نہیں سنا"

جب ان سے ان کی مسجد کے بارہ میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ

"اُن کے ریکارڈ میں مولوی صاحب کی مسجد کا بھی کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہاں بٹالہ میں تقریباً اڑھائی سو کے قریب مساجد تھیں۔ ان میں سے ایک مسجد بھی بطور مسجد استعمال نہیں ہو رہی۔ چند ایک مساجد اپنی اصل شکل میں تو موجود ہیں لیکن وہ مدرسوں گوردواروں اور دوسرے مصارف میں ہیں۔

بٹالہ کے مسلمانوں کے لئے ایک مسجد کی جگہ جس پر سٹی کانگرس کمیٹی کا قبضہ ہے۔ وہاں اب ورکشاپ اور دفاتر نما کمرے بنا دیئے گئے ہیں۔ ان کمروں میں سے ایک کمرہ پنجاب وقف بورڈ کے انتظام کے تحت مسجد کیلئے استعمال ہو رہا ہے اور یہاں لوگ نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔"

(خاکسار ہادی علی نے وہاں جا کر یہ کمرہ دیکھا اور اس کی تصاویر لیں اس کمرے کو تالا لگا ہوا تھا۔ باہر ایک مسلمان نوجوان کھڑا تھا اس سے نمازوں کے بارہ میں پوچھا تو اُس نے بتایا کہ یہاں

صرف جمعہ کی نماز ہوتی ہے اور دس بارہ آدمی اس میں حاضر ہوتے ہیں۔)

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جس قبرستان میں دفن ہوئے اس کی بابت جب باسط احمد خان صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ

''وہ قبرستان جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں کہ وہاں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب دفن ہوئے تھے اُس کا وقف بورڈ کے کاغذات میں کوئی ریکارڈ نہیں۔''

(اب اس جگہ پر مکان اور گندم کی فصل موجود ہے یعنی مولوی صاحب کی قبر پر ہل چلا کر اسے صفحہ ہستی سے ناپید کر دیا گیا ہے۔)

۸۔کے۔ایم ٹامس صاحب (Baring Union Christian Collage Batala)

یہ کالج اس معدوم شدہ قبرستان کے قریب واقع ہے جہاں مولوی محمد حسین صاحب کی قبر تھی۔) آپ اس کالج کے پرنسپل ہیں۔ پی ایچ ڈی (فزکس) ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں یہاں آئے۔ان سے جب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ

''میں نے اب تک کبھی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نام نہیں سنا نہ ہی کسی جگہ کسی مجلس یا کسی حلقہ میں ان کا کبھی ذکر سنا ہے۔''

۹۔کلدیپ سنگھ بیدی صاحب

حضرت گرو باوا نانک جی سے براہِ راست سولہویں پشت میں سے ہیں۔صاحبِ علم اور علم دوست شخصیت ہیں۔گھر کا ہر فرد صاحب علم ہے۔یہ پیشہ کے لحاظ سے وکیل ہیں۔تقریباً ۳۷ سال سے بٹالہ میں مقیم ہیں۔ان سے جب مولوی محمد حسین بٹالوی کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ

''میں نے بٹالہ کی مشہور شخصیتوں کے بارہ میں پڑھا ہے۔لٹریچر سے میرا گہرا تعلق ہے۔موجودہ زمانہ میں بٹالہ کی مشہور شخصیتوں کے متعلق مجھے ذاتی علم ہے اور ان میں سے بہت سے لوگوں سے میرا بہت گہرا تعلق ہے۔لیکن مجھے تعجب ہے کہ جن صاحب کا آپ نے پوچھا اور بتایا ہے کہ وہ بٹالہ کے رہنے والے تھے ان کے متعلق میں نے نہ کبھی کچھ سنا اور نہ پڑھا ہے۔''

(نوٹ:اس رپورٹ کا ذکر حضور انورؒ کے افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء میں ملاحظہ فرمائیں۔)

زیارت مقدّس چولہ

حضرت باوانانک رحمۃ اللہ علیہ

قریباً ۱۸۷۲ء کی بات ہے کہ حضرت اقدسؑ نے باوانانکؒ کو دومرتبہ خواب میں دیکھا ان سے باتیں بھی کیں اورانہوں نے اقرار کیا کہ میں مسلمان ہوں اوراسی چشمہ سے پانی پیتا ہوں جس سے آپ پیتے ہیں ۔حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی ذات میں تو یقین تھا کہ باوانانکؒ مسلمان تھے ۔لیکن چونکہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہیں تھا اس لئے میں خاموش تھا۔مگر ایک لمبے عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ثبوت مہیّا کردیئے جن سے یہ امر حق الیقین تک پہنچ گیا کہ آپ مسلمان تھے۔ان میں سے چولہ صاحب ایک اہم ترین ثبوت ہے۔

یہ بات بہت مشہور تھی کہ حضرت باوانانکؒ کے پاس ایک چولہ تھا جوانہیں آسمان سے ملا تھا وہ چولہ ڈیرہ باوانانک ضلع گورداسپور میں کابلی مل کی اولاد کے قبضہ میں تھا اوراس کی زیارت کرنے کے لئے بڑی بڑی دُور سے سکھ احباب آیا کرتے تھے اورسکھوں کو جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی تھی ۔اس چولہ کو سر پر رکھ کر دعائیں کرتے اوروہ مشکل حل ہوجاتی ۔چولہ صاحب کی اس تعریف کوسن کر حضرت اقدس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس چولہ کوضرور دیکھنا چاہیئے ۔چنانچہ آپ استخارہ مسنونہ کے بعد ۳۰رستمبر ۱۸۹۵ء کو پیر کے دن صبح اپنے چند احباب کے ساتھ جن کے نام درج ذیل ہیں ڈیرہ باوانانک کی طرف روانہ ہوئے۔

۱۔حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب
۲۔حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب
۳۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
۴۔جناب منشی غلام قادر صاحب فصیحؔ
۵۔حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب (بھائی جی)
۶۔جناب شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی
۷۔جناب مرزا ایوب بیگ صاحب
۸۔حضرت میر ناصر نواب صاحب
۹۔حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۔حضرت شیخ حامد علی صاحب

قریباً دس بجے قبل دوپہر آپ ڈیرہ باوانانک پہنچے۔گیارہ بجے ایک مخلص دوست کی کوشش

سے چولہ دیکھنے کا موقع ملا۔اس چولہ پر سینکڑوں رومال لپٹے ہوئے تھے جو بھی بڑا آدمی آتا۔اس پر کوئی قیمتی رومال بطور چڑھاوا چڑھا جاتا۔مگر کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔حضرت اقدس اور حضور کے ساتھیوں نے کافی رقم چولہ دکھانے والے شخص کو دے کر چولہ دیکھا حضرت اقدس نے مختلف احباب کے ذمہ ڈیوٹی لگا دی تھی کہ فلاں شخص دائیں بازو پر لکھی ہوئی عبارت نقل کریں فلاں بائیں بازو کی اور فلاں سینہ پر کی وغیرہ وغیرہ۔چنانچہ ہر دوست نے اپنی اپنی ڈیوٹی ادا کی۔معلوم ہوا کہ اس چولہ پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ .اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ. اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَـدُاَنَّ مُـحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔سورۃ فاتحہ،آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص وغیرہ لکھی ہوئی ہیں۔چنانچہ حضور نے واپس قادیان تشریف لا کر اس سفر کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ست بچن لکھی جس میں علاوہ چولہ صاحب کا فوٹو درج کرنے کے جنم ساکھیوں سے بھی متعدد حوالے اس امر کے ثبوت میں پیش کئے کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے۔

اس واقعہ کے تقریباً ۹۵ سال بعد صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواہش سے لندن کا ہمارا ایک وفد چولہ صاحب کے دیدار کے لئے گیا تاکہ اس مقدّس چولہ کی وڈیو فلم بھی بنالی جائے اور تصاویر بھی اتار لی جائیں۔قادیان سے مکرم فضل الٰہی درویش صاحب ہمارے ساتھ تھے۔انہوں نے اپنے بہت ہی قابلِ قدر دوست مکرم کلدیپ سنگھ بیدی صاحب آف بٹالہ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔بیدی صاحب حضرت گرو بابا نانک جی سے براہِ راست سولھویں پشت میں سے ہیں اور بٹالہ میں مقیم ہیں جہاں وکالت کرتے ہیں۔ان کی وجہ سے ہمارا یہ سفر بہت کامیاب ثابت ہوا۔ہمارے وفد میں حسب ذیل ارکان تھے۔مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب،مکرم راویل بخارا ایو صاحب،مکرم سعید احمد جسوال صاحب،مکرم وسیم احمد جسوال صاحب، مکرم مسٹر ایڈمسن صاحب (مصنف کتاب A Man of God)،خاکسار ہادی علی

یکم جنوری ۱۹۹۲ء کو ہم صبح دس بجے کے قریب ڈیرہ باوا نانک کیلئے روانہ ہوئے۔تقریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ڈیرہ باوا نانک ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس میں ایک مکان میں حضرت باوا نانک جی کا وہ مقدس چولہ لکڑی کی ایک کھٹولی سی میں رکھا گیا ہے جس کے اوپر والے حصوں پر شیشے کے فریم میں جو موٹے کپڑے سے ڈھکے رہتے ہیں ان شیشوں میں

سے چولہ کے اوپر لپٹے ہوئے غلاف نظر آتے ہیں۔بس اسی طرح چولہ صاحب کا دیدار ان شیشوں میں سے ہی کیا جاتا ہے۔اس کے تالے کھول کر اصل چولہ صاحب کا دیدار عوام کو تو کیا خواص کو بھی نہیں کرایا جاتا۔

اس چولہ کے محافظِ اعلیٰ مکرم انوپ سنگھ بیدی صاحب ہیں۔ یہ بھی حضرت باوانا نک جی کی براہِ راست صُلب سے ہیں۔انہوں نے ہمارا بہت خوشی سے استقبال کیا اور ہماری درخواست پر اس فریم کا تالہ کھول کر بڑی وسعت قلبی سے ہمیں چولہ صاحب دکھایا۔ہم نے اسے مس بھی کیا۔اس کا کپڑا کھدر کی قسم کا نسبتاً کھلی بُنتی والا ہے ۔مرورِ زمانہ کی وجہ سے اس کا رنگ بھورا سا ہو چکا ہے اور تحریروں کی سیاہی بھی خاکی ہو چکی ہے۔کپڑا خستگی کی طرف مائل ہے بلکہ بعض جگہوں سے پھٹ بھی چکا ہے۔اس کو تہہ کر کے رکھا گیا ہے۔ خستگی کی وجہ سے اس کی ساری تہیں کھولنی مشکل تھیں۔اس لئے جناب انوپ سنگھ بیدی صاحب نے ہمیں چند تہیں ہی کھول کر دکھائیں۔جن میں کلمہ شہادۃ، اسمائے باری تعالیٰ، آیات قرآنیہ وغیرہ ہم نے مشاہدہ کیں۔اس پاک چولہ کی تصاویر ہم نے اتاریں۔اس چولہ صاحب کی فلم MTA پر بھی ایک سے زائد بار دکھائی جا چکی ہے۔

مکرم انوپ سنگھ بیدی صاحب نے جس طرح خندہ پیشانی اور اپنائیت کے ساتھ ہمیں خوش آمدید کہا اور جس وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس غیر معمولی سعادت سے ہمیں نوازا کہ ہمیں یہ سربستہ پاک چولہ صاحب دکھایا ہمارے دل ان کے لئے جذبات تشکّر سے لبریز ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا دے۔ جناب انوپ سنگھ بیدی صاحب جماعت قادیان سے بہت محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ جب یہ لندن تشریف لائے تو حضور انور نے ان کا شایان شان استقبال فرمایا۔محمود ہال مسجد فضل لندن میں ان کا ایک پروگرام بھی رکھا گیا جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی اور ان کے شبدوں سے حظ پایا۔

چولہ باوانانک ؒ کے دیدار کے بعد ہم اس عمارت میں گئے جہاں وفات کے بعد حضرت باوانانک جیؒ کی نعش مبارک ایک چادر کے نیچے رکھی گئی تھی۔صبح دیکھا گیا تو اس چادر کے نیچے سے آپ کی نعش غائب تھی۔ چنانچہ یہ چادر آدھی مسلمانوں نے لے لی اور آدھی ہندوؤں نے۔جو حصہ چادر کا ہندوؤں کے پاس تھا وہ اس عمارت میں دفن کیا گیا ہے۔جس کے اوپر ایک سنہری محراب بنی

ہوئی ہے۔ یہ عمارت اب ایک بڑے گوردوارہ کی صورت میں ہے جسے مزید وسیع کیا جارہا ہے۔

ہم مکرم کلدیپ سنگھ بیدی صاحب کے بھی دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہیں جنہوں نے ایک راہنما کے طور پر ہمارے ساتھ یہ سفر اختیار کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اس تاریخی جلسہ پر بیعت کنندگان کے اسماء

مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو جلسہ گاہ میں ہی حضور انور کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والے افراد کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

(۱) مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب پرسونی نیپال (۲) مکرم بھگیلو میاں صاحب پرسونی نیپال (۳) مکرم بابو نند صاحب پرسونی نیپال (۴) مکرم محمد فتح اللہ صاحب سکوئی جمنیاں نیپال (۵) مکرم ریاض احمد صاحب سکوئی جمنیاں نیپال (۶) مکرم نگینہ صاحب سنبرسہ نیپال (۷) مکرم شاہجہاں صاحب کنچن پور نیپال (۸) مکرم شوکت علی صاحب دیوربانہ نیپال (۹) مکرم مقبول اللہ صاحب یوربانہ نیپال (۱۰) مکرم سراج الحق صاحب دہبی نیپال (۱۱) مکرم ایوب احمد صاحب دہبی نیپال (۱۲) مکرم محمد سلیم صاحب دبی نیپال (۱۳) مکرم اعجاز احمد صاحب گنگٹوک سکم (۱۴) مکرم عبدالرحمٰن صاحب گنگٹوک سکم (۱۵) مکرم اعجاز احمد صاحب گلبرگ لاہور پاکستان (۱۶) مکرم اے عبدالسلیم صاحب کاواشیری کیرالہ اسٹیٹ (۱۷) مکرم عبدالقیوم صاحب کبیرا بنگال (۱۸) مکرم حافظ الحق صاحب کبیرا بنگال (۱۹) مکرم حسن صاحب ملا کبیرا بنگال (۲۰) مکرم محمد مہتاب عالم صاحب سیکھواں پنجاب (۲۱) مکرم ہادی عبدالغفور خان صاحب علی گنج یوپی (۲۲) مکرم محمد یٰسین صاحب کانپور یوپی (۲۳) مکرم آفتاب یٰسین صاحب کانپور یوپی (۲۴) مکرم حکیم برکت علی صاحب کانپور یوپی (۲۵) مکرم پی کے علی یار کا کاناڈ کوچین کیرالہ (۲۶) مکرم شیخ محمد خالد صاحب حافظ آباد پاکستان (۲۷) مکرم نورالدین صاحب تروپالاکرتی ورنگل آندھرا اسٹیٹ (۲۸) مکرم رشیدالدین صاحب تروپالاکرتی ورنگل آندھرا اسٹیٹ (۲۹) مکرم اقرار احمد صاحب شاہجہانپور یوپی (۳۰) مکرم عاشق حسین صاحب راٹھور سرینگر کشمیر

فہرست خواتین جو ۲۸ / دسمبر کو بیعت اور دعا میں شامل تھیں

(۳۱) مکرمہ زینب بیگم صاحبہ بنت محمد ابراہیم صاحب مرحوم گنگٹوک سکم (۳۲) مکرمہ منجو چھیتری بیگم صاحبہ بنت کشیر چھیتری گنگٹوک سکم (۳۳) مکرمہ پاکیزہ بیگم صاحبہ بنت حبیب اللہ شاہ صاحب مرحوم گنگٹوک سکم (۳۴) مکرمہ حلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ منہاج ملا صاحب کیرا بنگال (۳۵) مکرمہ حفیظہ بی بی صاحبہ اہلیہ حسن ملا صاحب کیرا بنگال (۳۶) مکرمہ فائزہ بی بی اہلیہ حسن ملا صاحب کیرا بنگال (۳۷) مکرمہ عذرا محی الدین بنت مکرم غلام محی الدین صاحب شیر کشمیر کالونی اننت ناگ کشمیر (۳۸) مکرمہ فاطمہ رضیہ بنت عبدالعزیز صاحب عابدین کولمبو سری لنکا (۳۹) مکرمہ نور افشاں اہلیہ آفتاب یٰسین صاحب کانپور یوپی (۴۰) مکرمہ شبنم پروین صاحبہ موتی ہاری بہار

نکاحوں کا اعلان

جلسہ سالانہ کے آخری روز مورخہ ۲۸ / دسمبر ۱۹۹۱ء کو حضور انور کی موجودگی میں اڑتالیس نکاحوں کا اعلان کیا گیا۔ خدا تعالیٰ ان نکاحوں میں بے شمار برکت رکھے آمین۔

مسجد اقصیٰ میں تہجد پڑھانے اور درس دینے والے احباب

مسجد اقصیٰ قادیان میں ایام جلسہ سالانہ میں نماز تہجد پڑھانے والے اور بعد نماز فجر درس دینے والے علماء سلسلہ کے اسماء حسب ذیل ہیں:

تاریخ	نماز تہجد	درس
۲۲ - ۱۲ - ۹۱	مکرم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب	مکرم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب
۲۳ - ۱۲ - ۹۱	مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب	مکرم مولانا غلام نبی نیاز صاحب

۹۱۔ ۱۲۔ ۲۴	مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب	مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب
۹۱۔ ۱۲۔ ۲۵	مکرم قاری محمد عاشق صاحب	مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب
۹۱۔ ۱۲۔ ۲۶	مکرم مولانا محمد عمر صاحب	مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ
۹۱۔ ۱۲۔ ۲۷	مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب	مکرم مرزا محمد دین ناز صاحب
۹۱۔ ۱۲۔ ۲۸	مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب	مکرم غلام باری سیف صاحب
۹۱۔۱۲۔۲۹	مکرم قاری محمد عاشق صاحب	مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب
۹۱۔ ۱۲۔ ۳۰	مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب	مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب
۹۱۔ ۱۲۔ ۳۱	مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب	(درس نہیں ہوا)
۹۲۔ ۱۔ ۱	مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب	مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب
۹۲۔ ۱۔ ۲	مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب	مکرم مولانا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب

شعبہ استقبال والوداع لاہور

پاکستان کے اطراف سے بذریعہ ریل قادیان جانے کے لئے احباب جماعت بڑی کثرت سے لاہور تشریف لائے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ان کے استقبال والوداع کے لئے جملہ انتظامات کی خاطر مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت ہائے ضلع لاہور نے ایک کمیٹی ترتیب دی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مکرم میجر عبد اللطیف صاحب نائب امیر نگران اعلیٰ، مکرم شیخ ریاض محمود صاحب سیکرٹری ضیافت لاہور، مکرم ملک طاہر احمد صاحب، مکرم راجہ غالب احمد صاحب، چوہدری منیر نواز صاحب مکرم جنرل ناصر احمد صاحب، مکرم رانا مبارک احمد صاحب، مکرم مبارک محمود صاحب پانی پتی، چوہدری غلام رسول صاحب، مکرم بشیر احمد وڑائچ صاحب، مکرم محمد عیسیٰ درد صاحب مکرم محمد اسلم بھروانہ صاحب، مکرم حفیظ گوندل صاحب، مکرم کرنل محمد طیب صاحب مرحوم، مکرم کرنل محمد اشرف صاحب، مکرم عبد الحکیم ڈوگر صاحب، مکرم چوہدری منیر احمد صاحب، مکرم میاں عبد الرؤف صاحب، مکرم عبد المنعم

کڑک صاحب ،مکرم چوہدری محمد احمد صاحب،مکرم ملک نورالٰہی صاحب،مکرم حفیظ اللہ حیدرانی صاحب،مکرم شیخ مبشر احمد دہلوی صاحب،مکرم شیخ مبشر احمد صاحب،مکرم کرنل راجہ محمد اسلم صاحب، مکرم چوہدری نوردین صاحب،مکرم امتیاز احمد بٹ صاحب،مکرم راشد رحیم صاحب،مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب،مکرم شیخ مطاہر احمد صاحب،مکرم نعیم اختر تبسم صاحب،مکرم محمد مسعود اقبال صاحب، مکرم عبدالحلیم طیب صاحب،مکرم چوہدری منوّر علی صاحب،

لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور کی طرف سے خدمات سرانجام دینے والی منتظمات کے نام حسب ذیل ہیں۔

محترمہ سیدہ آپا بشریٰ صاحبہ مرحومہ (صدر لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور)،محترمہ صالحہ درد صاحبہ، محترمہ انیسہ حبیب صاحبہ،محترمہ بشریٰ ارشد صاحبہ،محترمہ مسز ذکاء اے ملک صاحبہ،محترمہ مسز منظور ایاز صاحبہ۔اس کے علاوہ ماڈل ٹاؤن کڑک ہاؤس اور دارالذکر کی مقامی لجنہ اماء اللہ نے مقامی انتظام کے تحت مہمان خواتین کی خدمت کی۔

مکرم عبدالحلیم طیب صاحب قائد ضلع لاہور نے خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی ایک کمیٹی تشکیل دی جس کے درج ذیل ممبران تھے:۔

مکرم چوہدری منوّر علی صاحب نائب قائد ضلع ،مکرم مقبول احمد صاحب ،مکرم منصور احمد صاحب،مکرم فضل عمر ڈوگر صاحب ،مکرم منور قیصر صاحب،مکرم شیخ بشارت احمد صاحب،مکرم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب،مکرم کریم احمد خان صاحب

اس کمیٹی نے اس اہم فریضے کو خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دینے کے لئے مختلف فرائض مختلف خدّام کے سپرد کئے۔ یہ ڈیوٹی چارٹ حسب ذیل تھا:

نگران اعلیٰ	مکرم چوہدری منور علی صاحب
وصولی پاسپورٹ	مکرم شیخ بشارت احمد صاحب
امیگریشن ریلوے لاہور	مکرم منصور احمد صاحب،مکرم کریم احمد خان صاحب
واپسی پاسپورٹ کلیرنس	مکرم فضل عمر ڈوگر صاحب،فہیم الدین جنجوعہ صاحب
حصول ٹکٹ وتقسیم ٹکٹ	مکرم طاہر محمود صاحب،مکرم طارق محمود بھٹی صاحب

استقبال دارالذکر	مکرم مقبول احمد صاحب
رہائش دارالذکر	مکرم محمد سرور ظفر صاحب
حفاظت سامان ولوڈنگ برائے اسٹیشن	مکرم ادریس احمد صاحب
ٹرانسپورٹ برائے واپسی مہمانان کرام	مکرم لعل حسین صاحب
سہولت کار	مکرم شفیع اللہ صاحب
طعام کمیٹی دارالذکر	مکرم ناصر محمود خان صاحب
کھانا پکوائی	مکرم منور قیصر صاحب
چائے ریلوے اسٹیشن	مکرم محمد کریم صاحب، مکرم لیاقت علی صاحب، مکرم انیس مجید صاحب، مکرم ظہیر الدین جنجوعہ صاحب، مکرم محمد ساجد علی صاحب، مکرم محمد افضل ملک صاحب، مکرم حکیم شفیق احمد صاحب
رہائش ماڈل ٹاؤن	مکرم منور احمد خان صاحب، مکرم مظفر اعجاز صاحب، مظفر محمود صاحب
رہائش کرک ہاؤس	مکرم احمد لطیف فیضی صاحب، مکرم سعد احمد گوندل، مکرم تنویر احمد خان صاحب
فرسٹ ایڈ	مکرم ڈاکٹر عبد الوحید صاحب
حفاظت عمومی ڈیوٹی	مکرم سہیل اختر صاحب، ظہیر احمد خان صاحب
ڈیوٹی برائے لجنہ	مکرم منیر الدین شمس صاحب
آب رسانی	مکرم خالد محمود صاحب

شعبہ وصولی پاسپورٹ

اس شعبہ کے نگران کے ساتھ مجلس وحدت کالونی اور رحمان پورہ کے خدام نے ڈیوٹی انجام دی۔ خدام سارا دن آنے والے مہمانوں سے پاسپورٹ وصول کر کے ان کو ایک سلپ جاری کرتے جس پر انچارج ڈیوٹی کے دستخط موجود ہوتے۔ یہ پاسپورٹ صرف ان مہمانوں سے اکٹھے کئے جاتے

تھے جنہوں نے اگلے دن قادیان جانا ہوتا تھا۔اس مقصد کے لئے دارالذکر میں با قاعدہ کاؤنٹر لگائے گئے تھے۔روزانہ اس شعبہ میں کام کرنے والے خدام کی تعداد ۱۰ سے ۱۲ ہوتی تھی۔

امیگریشن

اس شعبہ کے انچارج مکرم منصور احمد صاحب تھے۔پاسپورٹ وصولی کے مرحلے سے نکل کر امیگریشن کے لئے آجاتا تھا۔اس شعبہ میں ۸تا۱۰ خدام روزانہ کام کرتے رہے۔یہ کام ۲۰ ردسمبر سے لے کر ۲۵ ردسمبر تک جاری رہا۔اس میں خاص طور پر انجینئرنگ یونیورسٹی اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے طلباء ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔

واپسی پاسپورٹ

صبح پاسپورٹ کے ساتھ ہی ریلوے ٹکٹ بھی پیش کیا جاتا۔اس شعبہ میں مکرم شعیب نیّر صاحب اور فہیم ناگی صاحب کے ساتھ دیگر خدّام ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔مکرم فضل عمر ڈوگر صاحب بھی اس شعبہ میں خدمت کرتے رہے۔

ہیلتھ کارڈز

اس شعبہ کے نگران مکرم نصیرالدین جنجوعہ صاحب اور مکرم ظہیرالدین جنجوعہ صاحب تھے۔ چوہدری منوّر علی صاحب نے ایک با قاعدہ کاؤنٹر کا اہتمام کیا تھا جہاں سے تمام مہمانوں کو ہیلتھ کارڈز جاری ہوتے رہے۔

تواریخ روانگی اضلاع برائے قادیان

تقسیم کار کو آسان کرنے کی خاطر تمام امراء اضلاع کو مختلف تواریخ مقرر کر کے اطلاع بھجوادی گئی تھی۔تاکہ اُن مقررہ تاریخوں پر مقررہ اضلاع کے مہمان ہی وفود کی صورت میں تشریف لائیں۔جسکی وجہ سے ان کو رہائش وطعام وغیرہ کی سہولت بہتر طور بہم پہنچانے میں آسانی رہی۔اس کا شیڈول درج ذیل تھا۔

۲۰ردسمبر:۔ ربوہ اور متفرق۔

۲۱ردسمبر:۔ لاہور،ٹوبہ ٹیک سنگھ،سرگودہا،فیصل آباد، جھنگ، چکوال،اوکاڑہ، خانیوال،گوجرانوالہ، اٹک، پشاور،بھکر،خوشاب،ساہیوال

۲۲ ؍دسمبر :۔ کراچی، سندھ، کوہاٹ، بلوچستان، راجن پور

۲۳ ؍دسمبر :۔ مظفر گڑھ، میانوالی، لودھراں، بہاولپور، لیہ، بہاول نگر، مردان، رحیم یار خان

۲۴ ؍دسمبر :۔ جہلم، ملتان، قصور، وہاڑی، سیالکوٹ، گجرات، راولپنڈی، اسلام آباد آزاد کشمیر، شیخوپورہ، نارووال

استقبال دارالذکر و رہائش

اس شعبہ کے تحت دارالذکر میں ایک کاؤنٹر کھولا گیا تھا۔جس میں تمام مہمانوں کا با قاعدہ اندراج کیا جاتا تھااور دارالذکر میں قیام کے علاوہ ماڈل ٹاؤن اور کڑک ہاؤس میں بھی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔چنانچہ دارالذکر میں گنجائش نہ ہونے کی بنا پر بقیہ مہمان کڑک ہاؤس اور ماڈل ٹاؤن میں پہنچا دیئے جاتے تھے۔مہمانوں کی کثرت کے باعث ان تینوں قیامگاہوں میں جگہ کم پڑ جانے کی وجہ سے بہت سے مہمان لاہور جماعت کے بہت سے گھروں میں بھجوائے گئے جن کو احباب جماعت خود اپنی سواری پر لے کر جاتے اور دوبارہ قادیان روانگی کے لئے خود ہی ریلوے اسٹیشن چھوڑ جاتے۔جن کے پاس اپنی سواری نہیں تھی ،انہیں با قاعدہ ٹرانسپورٹ مہیا کی جاتی تھی ۔دارالذکر میں روزانہ تقریباً ۴۰۰ تا ۵۰۰ مہمانوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔جبکہ باقی سنٹرز ماڈل ٹاؤن اور کڑک ہاؤس میں بھی اندازاً ۱۵۰ تا ۲۰۰ مہمانوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔

حفاظت و وصولی سامان

یہ شعبہ سامان کی بحفاظت وصولی اور تقسیم کا کام انجام دیتا رہا۔اس طرح شاہدرہ ٹاؤن اور فیکٹری ایریا کے خدام ڈیوٹی انجام دیتے رہے۔سامان پر با قاعدہ سلپ جاری کر کے لگا دی جاتی۔ اور اسی سلپ کے ذریعہ واپسی عمل میں آتی۔

طعام کمیٹی دارالذکر

اس شعبہ کے ذمہ مہمانوں کو کھانا کھلانا اور پھر ساتھ جاتے وقت پیکٹ کی شکل میں کھانا تیار کر کے مہیا کرنا تھا۔اس شعبہ کے ماتحت بہت سارا کام ہوتا تھا۔جو کہ خدّام نے بحسن وخوبی انجام دیا۔اس شعبہ میں دارالذکر کے خدّام ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔جن کی تعداد مختلف اوقات میں ۲۳

تک رہی۔اس میں کھانے کے علاوہ چائے بھی مہمانوں کی خدمت میں پیش کی جاتی رہی۔

کھانے کی پکوائی

یہ شعبہ مکرم منوّر قیصر صاحب کی نگرانی میں کام کرتا رہا۔مکرم انیس مجید صاحب قائد مجلس سلطان پورہ ،مکرم لیاقت علی صاحب بھی ان کی معاونت کرتے رہے۔کھانے کی پکوائی کڑک ہاؤس میں ہوتی رہی۔جبکہ ٹرک کے ذریعہ اس کی ترسیل دارالذکر میں ہوتی تھی۔اس شعبہ میں ۵ تا ٦ خدّام ہر وقت ڈیوٹی پر موجود رہے۔

استقبال ریلوے اسٹیشن

اس شعبہ کے ذمہ تمام مہمانوں کو بغیر کسی تکلیف کے اور سامان کو بھی بحفاظت ٹرین میں سوار کروانے کا انتظام تھا۔اس میں مختلف مجالس مثلاً بھاٹی گیٹ۔دھلی گیٹ اور شاہدرہ وغیرہ کے خدام ڈیوٹی دیتے رہے۔جن کی تعداد ۱۴۰ تا ۱۵۰ تھی۔

تقسیم چائے ریلوے اسٹیشن

ریلوے اسٹیشن پر بھی سخت سردی کی وجہ سے چائے کا انتظام کیا گیا تھا۔یہ انتظام ٹرین کی روانگی تک جاری رہتا۔اس کی نگرانی مکرم حکیم شفیق احمد صاحب اور کریم احمد صاحب کرتے رہے۔ اسی طرح اس شعبہ میں ۱۵ سے ۲۰ خدام ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔

طبی امداد

جلسہ کے دوران تمام دن دارالذکر اور ریلوے اسٹیشن پر ابتدائی طبی امداد کا باقاعدہ انتظام کیا گیا تھا۔اس کی نگرانی مکرم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب کرتے رہے۔

پرائیویٹ رہائش وٹرانسپورٹ

مہمانوں کی تعداد کے پیش نظر دارالذکر، ماڈل ٹاؤن، کڑک ہاؤس، بیت التوحید کے علاوہ لوگوں سے ذاتی مکانات اور رہائش اور اس کے علاوہ ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔اس سلسلہ میں احباب جماعت کی خدمت میں ایک جائزہ فارم تقسیم کر کے واپس لیا جاتا تھا۔جس میں وہ مہمانوں کو دارالذکر سے لے جا کر گھروں میں رہائش مہیا کرنے کے علاوہ صبح اُن کو ناشتہ کے بعد ریلوے اسٹیشن پہنچانے کی خدمت کیلئے خود کو پیش کرنے کا اقرار کرتے تھے۔چنانچہ وہ شام کے وقت

دارالذکر سے مہمانوں کو لے جاتے ،انہیں رہائش مہیا کرتے اور صبح حسبِ پروگرام ناشتہ کے بعد انہیں لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر الوداع کرنے جاتے اس سارے کام میں جماعت احمدیہ لاہور نے خاص طور پر ضیافت اور ایثار کا اعلیٰ نمونہ قائم کیا اور بیسیوں گھروں کو اس للّٰہی خدمت کی توفیق ملی۔

قادیان سے واپسی

۲۹ر دسمبر کو قادیان سے واپسی شروع ہوگئی تو واپسی پر بھی تمام مہمانوں کو بحفاظت واپس پہنچانے کے لئے خدّام کی خاطر خواہ تعداد میں ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔اس میں مختلف شعبہ جات بنائے گئے تھے۔چنانچہ تمام انتظام انتہائی خوبصورتی کے ساتھ سرانجام پایا۔

ٹرانسپورٹ کمپنی

اس کی نگرانی مکرم لعل حسین صاحب کے ذمہ تھی جو کہ بسیں بک کروا کر اسٹیشن پر لے آتے اور مختلف اضلاع کے مہمانوں کو ان کے سامان سمیت بسوں میں سوار کرواتے اور اس طرح یہ الجھا ہوا اور مشکل کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔اس کام میں مجلس گلشن راوی کے ۶۰ خدام مختلف اوقات میں ڈیوٹی دیتے رہے۔اس کے علاوہ مجلس بھاٹی گیٹ، دہلی گیٹ اور مختلف مجالس کے خدام بھی ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔اس شعبہ میں مختلف اوقات میں ۱۰۰ سے لے کر ۱۳۰ تک خدام نے ڈیوٹی دی۔واپسی پر بھی جو مہمان دارالذکر میں قیام کرنا چاہتے ان کو دارالذکر پہنچا دیا جاتا۔ ریلوے اسٹیشن پر واپسی پر بھی چائے وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔

قادیان روانگی کے وقت سیکیورٹی وغیرہ کے پیش نظر ایک مرتبہ رات کے وقت گاڑی کو چیک کیا جاتا اور دوسری مرتبہ صبح مہمانوں کے سوار ہونے سے پہلے ہی ساری ٹرین کی نگرانی کی جاتی۔ اور واپسی پر بھی ٹرین کو مکمل طور پر چیک کیا جاتا۔اس کام میں ۱۵ تا ۲۰ خدام ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنے والے تمام احباب جماعت کو بہترین جزا عطا فرمائے اور اس جذبہ خدمت و مہمان نوازی کو ہمیشہ قائم رکھے۔آمین۔

اَھْلًا وَّ سھلاوَّ مَرْحَبًا

صدسالہ جلسہ سالانہ مبارک ہو

یہ عظیم روحانی اجتماع ہزاروں برکات اپنے دامن میں رکھتا ہے۔

ترتیب وپیشکش

نظامت تربیت جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء

شائع کردہ دفتر مجلس انصاراللہ بھارت قادیان

پروگرام صدسالہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء

بروز جمعرات ۲۶۔دسمبر۔ پہلا اجلاس ۰۰۔۱۰تا۱۰۔۱

تلاوت قرآن کریم۔ پرچم کشائی نظمیں۔ ۰۰۔۱۰تا۴۰۔۱۰

افتتاحی خطاب سیدنا حضور ایدہ اللہ ۴۵۔۱۰تا۱۵۔۱۲(اندازاً)

نظم ۱۵۔۱۲تا۳۰۔۱۲

تقریر مولانا سلطان محمود انور صاحب ربوہ

بعنوان جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے سوسال ۳۰۔۱۲تا۱۰۔۱

۲۶/دسمبر۹۱ءدوسرااجلاس ۳۰۔۲تا۱۵۔۵

تلاوت قرآن کریم ونظم ۳۰۔۲تا۵۰۔۲

تقریر مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرالہ بعنوان جماعت احمدیہ پر اعتراضات کے جواب۔ ۵۰۔۲تا۳۰۔۳

غیر ملکی معززین کی تقاریر اور نو احمدی احباب کے تاثرات ۳۰۔۳تا۱۵۔۵

بروز جمعة المبارک ۲۷/دسمبر ۱۹۹۱ء پہلا اجلاس

تلاوت قرآن کریم ونظم ۰۰۔۱۰تا۲۰۔۱۰

تقریر مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان بعنوان سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں کے آئینہ میں۔ ۱۰۔۲۰ تا ۱۱۰۰

تقریر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ربوہ۔ سیرت حضرت مسیح موعودؑ حقوق العباد کی ادائیگی کی روشنی میں۔

۱۱۔۰۰ تا ۱۱۔۴۰

نواحمدی احباب کے تاثرات ۱۱۔۴۰ تا ۱۲۔۰۰

تیاری جمعہ ۱۲۔۳۰ تا ۱۔۰۰ (نماز جمعہ وعصر ۱۔۰۰ تا ۲۔۳۰)

بروز جمعۃ المبارک ۲۷ / دسمبر ۹۱ء دوسرا اجلاس ۲۔۳۰ تا ۵۔۱۵

تلاوت قران کریم و نظم ۲۔۳۰ تا ۲۔۵۰

تقریر مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد بعنوان عصر حاضر کی برائیوں سے بچنے کے طریق۔ ۲۔۵۰ تا ۳۔۳۰

مستورات سے سیدنا حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب (جو مردانہ جلسہ گاہ میں بھی سنا جائیگا)

۳۔۳۰ تا ۵۔۱۵ اندازاً

بروز ہفتہ ۲۸ دسمبر ۹۱ء پہلا اجلاس ۱۰۔۰۰ تا ۱۔۰۰

تلاوت قرآن کریم و نظم ۱۰۔۰۰ تا ۱۰۔۳۰

تقریر مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ بعنوان دعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات۔ ۱۰۔۳۰ تا ۱۱۔۱۰

تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن بعنوان حالات حاضرہ اور آسمانی پیشگوئیاں ۱۱۔۱۰ تا ۱۱۔۵۰

نظم ۱۱۔۵۰ تا ۱۲۔۰۵

تقریر مکرم مولانا محمد انعام غوری نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ بعنوان برکات خلافت اور جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی ۱۲۔۰۵ تا ۱۲۔۴۵

غیر ملکی مہمانوں کے تأثرات ۴۵۔۱۲تا ۰۰۔۱

دوسرا اور آخری اجلاس ۳۰۔۲ تا ۳۰۔۵

تلاوت قرآن کریم اور نظمیں ۳۰۔۲ تا ۳۰۔۳

اختتامی خطاب اور دُعا سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۳۰۔۳ تا ۳۰۔۵

دیگر پروگرام

۲۹ ر دسمبر ۱۹۹۱ء

مجلس مشاورت بھارت بمقام جلسہ گاہ

پہلا اجلاس ۰۰۔۱۰ تا ۰۰۔۱

دوسرا اجلاس ۳۰۔۲ تا ۰۰۔۵

۳۰ ر دسمبر ۱۹۹۱ء

تبلیغی سیمنار

پہلا اجلاس ۰۰۔۱۰ تا ۰۰۔۱۲

دوسرا اجلاس ۳۰۔۲ تا ۰۰۔۵

مسجد اقصیٰ میں شبینہ اجلاسات کے خصوصی پروگرام

۲۸ ر دسمبر ۱۹۹۱ء ۰۰۔۸ تا ۰۰۔۱۰

مختلف زبانوں میں دلچسپ تقاریر

۲۹۔۳۰ ر دسمبر ۱۹۹۱ء ۰۰۔۸ تا ۰۰۔۱۰

بیرونی ممالک کی ایمان افروز ویڈیو کیسٹس دکھائی جائیں گی۔

ਜਮਾਤ ਅਹਿਮਦੀਆਂ ਦੇ ਕੇਂਦਰ ਕਾਦੀਆ

ਵਿਚ ਅਹਿਮਦੀਆ ਦਾ 100ਵਾਂ ਸਾਲਾਨਾ ਜਲਸਾ

26, 27, 28 ਦਸੰਬਰ 1991 ਦਿਨ ਵੀਰਵਾਰ, ਸ਼ੁਕਰਵਾਰ ਅਤੇ ਸ਼ਨੀਵਾਰ

ਸਚਾਈ ਦੀ ਖੋਜ, ਅਤੇ ਪਰਖ ਦਾ ਅਨਮੋਲ ਮੌਕਾ

ਜਮਾਅਤ ਅਹਿਮਦੀਆਂ ਦੇ ਚੋਖੇ ਉੱਤਰ ਅਧਿਕਾਰੀ ਦੇ ਭਾਸ਼ਨ ਤੋਂ ਇਲਾਵਾ ਧਾਰਮਿਕ ਆਗੂਆਂ ਦੇ ਮਾਣ, ਸਤਿਕਾਰ, ਏਕਤਾ ਤੇ ਵਿਸ਼ਵ ਸ਼ਾਂਤੀ ਬਾਰੇ ਭਾਸ਼ਨ ਸੁਣ ਕੇ ਲਾਭ ਉਠਾਓ ।

ਨੋਟ :— ਜਲਸੇ ਵਿਚ ਕਿਸੇ ਨੂੰ ਪ੍ਰਸ਼ਨ ਕਰਨ ਦੀ ਆਗਿਆ ਨਹੀਂ ਹੋਵੇਗੀ ।

☼ ਨਿਵੇਦਕ ☼

ਨਾਜ਼ਿਰ ਦਾਵਤ-ਤਬਲੀਗ਼, ਸਦਰ ਅੰਜੁਮਨ ਅਹਿਮਦੀਆ,

ਜ਼ਿਲਾ ਗੁਰਦਾਸਪੁਰ (ਪੰਜਾਬ) ਭਾਰਤ

ਛਾਪਕ :- ਬੱਬਲ ਪ੍ਰਿੰਟਿੰਗ ਪ੍ਰੈਸ ਕਾਦੀਆਂ ਫੋਨ : 121

Ahmedia Imam in India

The day after Christmas there will be a historic meeting of hundreds of thousands of Ahmedia Muslims at Qadian in District Gurdaspur. It will be historic because *for the first time since independence*, the head of the Jamaat, Hazrat Mirza Tahir Ahmed, will be visiting India. Amongst the celebrities expected is Nobel Laureate Dr Abdus Salam.

The Ahmedia movement was launched in 1889 by Mirza Ghulam Ahmed of Qadian. As it began to catch on, they opened centres in 130 *countries*, carried on a vigorous conversion campaign among African Blacks and built mosques and *madrassas* in all countries of Europe and the Middle East including Israel. Amongst the most celebrated members of the community was *Chaudhury Sir Zafrullah Khan and* now Dr Abdus Salam.

Their success raised the ire of orthodox Sunni Mullahs. They felt that by proclaiming a new messiah, the Ahmedias, also known as Qadians and pejoratively as Mirzais, denied a basic tenet of Islam, viz., that Mohammed was the last messiah *and seal of prophethood. However* much the Ahmedias denied the charge, the anti-Ahmedia campaign caught on, particularly in Pakistan where they have a large and *flourishing* township at Rabwah.

The persecution of Ahmedias in Pakistan has come up before Human Rights Organization many times. *First, they* were declared non-Muslims by the Supreme Court of Pakistan. Following the judgement, they were forbidden to call for prayer from their mosques and not allowed to greet other Muslims with the usual *As Salaam u Walackum* (peace be upon you). I, a Sikh, can use the greeting an Ahmedia Muslim may not. By contrast secular India, despite its communal upheavals, will welcome the arrival of Mirza Tahir Ahmed and Ahmedias *from* all countries of the world.

Telephone : 630091

PRESS-CLIPPING SERVICE

"Hari Bhari", C-46, East of Kailash-I, New Delhi-110065

Name of the Paper : DECCAN CHRONICLE

Published at : SECUNDERABAD

Dated : 23 DEC 1991 (City Edition)

The Punjab again

Mirza Tahir Ahmed

Ahmedia Imam in India

THE day after Christmas there will be a historic meeting of hundreds of thousands of Ahmedia Muslims at Qadian in district Gurdaspur. It will be historic because for the first time since Independence that the head of the Jamaat, Hazrat Mirza Tahir Ahmed, will be visiting India. Amongst the celebrities expected is Nobel Laureate Dr. Abdus Salam.

The Ahmedia movement was launched in 1889 by Mirza Ghulam Ahmed of Qadian. As it began to catch on they opened centres in 130 countries, carried on a vigorous conversion campaign among African blacks, built mosques and madrassas in all countries of Europe and the Middle East including Israel. Amongst most celebrated members of the community was Chaudhry Sir Zafrullah Khan and now Dr. Abdus Salam.

Their success raised the ire of orthodox Sunni Mullahs. They felt that by proclaiming a new messiah, the Ahmedias, also known as Qadiani and pejoratively as Mirzais, they denied a basic tenet of Islam viz. that Mohammed was the last messiah and seal of prophethood. However much the Ahmedias denied the charge, the anti-Ahmedia campaign caught on, particularly in Pakistan where they have a large and flourishing township at Rabwah.

The persecution of Ahmedias in Pakistan has come up before Human Rights Organisation many times. First, they were declared non-Muslims by the Supreme Court of Pakistan. Following the judgment they were forbidden to call for prayer from their mosques and not allowed to greet other Muslims with the usual As Salaam u Walaikum (peace be upon you). I, a Sikh, can use the greeting; an Ahmedia Muslim may not. By contrast secular India, despite its communal upheavals, will welcome the arrival of Mirza Tahir Ahmed and Ahmedias from all countries of the world.

MADHYA PRADESH CHRONICLE
Bhopal 27 Dec 1991

Ahmediyya sect chief calls for peace

QADIAN (PUNJAB): The three-day annual convention of the Ahmediyya sect ended here on Saturday morning with a call by its chief Mirza Tahir Ahmed for communal peace, reports UNI.

He said a religion, if it preached hatred among mankind was not worth its name. Religious leaders must work for harmony among different religions, he stated.

He advised the Sikh extremists to present their case before the people in India instead of resorting to terrorist activities. Mirza Tahir Ahmed was born here and so was the Ahmediyya sect and then migrated to Pakistan. He left Pakistan for London when Gen. Zia ul Haq began persecution of Ahmediyyas. He said his coming back to his birth place after so many years gave him a heavenly feeling. Ahmediyyas from from about 50 countries attended the annual convention, which had acquired an added importance this year because of Mirza Tahir Ahmed's presence.

Also, this convention took place against the background of continuing persecution of Ahmediyyas in Pakistan in that country.

They were declared to be non-Muslims through a constitutional amendment in 1975 and ten years later Gen Zia ul Haq, while on a tour of Sindh, shouted, "I send a curse on Ahmediyyas" when asked if he, too, was an Ahmediyya. He followed up his curse with an order asking Ahmediyyas not to call their places of worship mosques.

Since then no government in Pakistan has been bold enough to talk of Ahmediyyas' human rights, in fact human rights organisations, too, avoid taking up the Ahmediyya case.

NATIONAL HERALD
Lucknow 29 Dec 1991

Annual convention of Ahmediyyas ends

QADIAN (PUNJAB), Dec 28 (UNI)

The three-day annual convention of the Ahmediyya sect ended here on Saturday morning with a call by its chief Mirza Tahir Ahmed for communal peace.

He said a religion, if it preached hatred among mankind was not worth its name. Religious leaders must work for harmony among different religions, he stated.

He advised the Sikh extremists to present their case before the people in India instead of resorting to terrorist activities. Mirza Tahir Ahmed was born here and so was the Ahmediyya sect and then migrated to Pakistan. He left Pakistan for London when Gen. Zia ul Haq began persecution of Ahmediyyas. He said his coming back to his birth place after so many years gave him a heavenly feeling.

Ahmediyyas from from about 50 countries attended the annual convention, which had acquired an added importance this year because of Mirza Tahir Ahmed's presence.

In Pakistan, they were declared to be non-Muslims through a constitutional amendment in 1975 and ten years later Gen Zia ul Haq, while on a tour of Sindh, shouted, "I send a curse on Ahmediyyas" when asked if he, too, was an Ahmediyya. He followed up his curse with an order asking Ahmediyyas not to call their places of worship mosques.

Since then no government in Pakistan has been bold enough to talk of Ahmediyyas' human rights, in fact human rights organisations, too, avoid taking up the Ahmediyya case.

THE HINDU
Gurgaon 29 Dec 1991
New Delhi Edition

Leaders asked to work for religious harmony

QADIAN (Punjab): Dec 28
The three-day annual convention of the Ahmediyya sect ended here this morning with a call by its chief Mirza Tahir Ahmed for communal peace.

He said a religion, if it preached hatred among mankind was not worth its name. Religious leaders must work for harmony among different religions, he added.

He advised Sikh extremists to present their case before the people in India instead of resorting to terrorist activities. Mirza Tahir Ahmed was born here and so was the Ahmediyya sect and then migrated to Pakistan. He left Pakistan for London when Gen. Zia ul Haq began "persecution" of Ahmediyyas. He said his returning to his birth place after so many years gave him a heavenly feeling. Ahmediyyas from about 50 countries attended the annual convention, which had acquired an added importance this year because of Mirza Tahir Ahmed's presence.

Further, this convention took place against the background of "continuing persecution" of Ahmediyyas in Pakistan. In that country they were declared to be non-Muslim through a constitutional amendment in 1975 and 10 years later Gen Zia ul Haq, while on a tour of Sindh, shouted, "I send a curse on Ahmediyyas" when asked if he, too, was an Ahmediyya. He followed up his "curse" with an order asking Ahmediyyas not to call their places of worship mosques. -
UNI

INDIAN EXPRESS

Chandigarh 29 Dec 1991 *City Edition*

Ahmediyya chief calls for communal peace

QADIAN (Punjab) : The three-day annual convention of the Ahmediyya sect ended here on Saturday morning with a call by its chief Mirza Tahir Ahmed for communal peace.

He said a religion, if it preached hatred among mankind was not worth its name. Religious leaders must work for harmony among different religions, he stated.

He advised the Sikh extremists to present their case before the people in India instead of resorting to militant activities.

Mirza Tahir Ahmed was born here and then migrated to Pakistan. He left Pakistan for London when Gen. Zia ul Haq began persecution of Ahmediyyas. He said his coming back to his birth place after so many years gave him a heavenly feeling.

Ahmediyyas from from about 50 countries attended the annual convention, which had acquired an added importance this year because of Mirza Tahir Ahmed's presence.

Also, this convention took place against the background of continuing persecution of Ahmediyyas in Pakistan. In that country, they were declared to be non-Muslims through a constitutional amendment in 1975 and ten years later Gen Zia ul Haq, while on a tour of Sindh, shouted, "I send a curse on Ahmediyyas" when asked if he, too, was an Ahmediyya. He followed up his curse with an order asking Ahmediyyas not to call their places of worship mosques.

Since then no government in Pakistan has been bold enough to talk of Ahmediyyas' human rights, in fact human rights organisations, too, avoid taking up the Ahmediyya case. UNI

DECCAN CHRONICLE

Secunderabad 29 Dec 1991 *City Edition*

Ahmediyyas want communal peace

QADIAN (Punjab) Dec 28 (UNI)

The three-day annual convention of the Ahmediyya sect ended here on Saturday morning with a call by its chief Mirza Tahir Ahmed for communal peace.

He said a religion, if it preached hatred among mankind was not worth its name. Religious leaders must work for harmony among different religions, he stated.

He advised the Sikh extremists to present their case before the people in India instead of resorting to terrorist activities.

Mirza Tahir Ahmed was born here and so was the Ahmediyya sect and then migrated to Pakistan. He left Pakistan for London when Gen. Zia ul Haq began persecution of Ahmediyyas. He said his coming back to his birth place after so many years gave him a heavenly feeling.

NATIONAL HERALD

New Delhi 29 Dec 1991 *City Edition*

Ahmediyyas for communal amity

QADIAN (Punjab): Dec 28 (UNI) -- The three-day annual convention of the Ahmediyya sect ended here on Saturday morning with a call by its chief Mirza Tahir Ahmed for communal peace, reports UNI.

He said a religion, if it preached hatred among mankind was not worth its name. Religious leaders must work for harmony among different religions, he stated.

He advised the Sikh extremists to present their case before the people in India instead of resorting to terrorist activities. Mirza Tahir Ahmed was born here and so was the Ahmediyya sect and then migrated to Pakistan. He left Pakistan for London when Gen. Zia ul Haq began persecution of Ahmediyyas. He said his coming back to his birth place after so many years gave him a heavenly feeling. Ahmediyyas from

from about 50 countries attended the annual convention, which had acquired an added importance this year because of Mirza Tahir Ahmed's presence.

Also, this convention took place against the background of continuing persecution of Ahmediyyas in Pakistan in that country.

They were declared to be non-Muslims through a constitutional amendment in 1975 and ten years later Gen Zia ul Haq, while on a tour of Sindh, shouted, "I send a curse on Ahmediyyas" when asked if he, too, was an Ahmediyya. He followed up his curse with an order asking Ahmediyyas not to call their places of worship mosques.

Since then no government in Pakistan has been bold enough to talk of Ahmediyyas' human rights, in fact human rights organisations, too, avoid taking up the Ahmediyya case.

Telegram : Clipping TF 630091 New Delhi-65 — Telephone : 630091

PRESS-CLIPPING SERVICE

"Hari Bhari", C-46, East of Kailash-I, New Delhi-110065

Name of the Paper : HIND SAMACHAR

Published by : JALANDHAR

Dated : 29 DEC 1991

سب سے بڑا مذہب انسانیت، پہلے انسان بنو، پھر مذہب کی بات کرو

جماعت احمدیہ جشن صد سالہ کی تقریبات میں احمدیہ چیف مرزا طاہر احمد کی تلقین

مذہب سے ملی نیت تشدد کا راستہ چھوڑ کر عوام کے سامنے اپنا کام پیش کریں، عوام کی خدمت بڑا دفاع

امرتسر۔ 28 دسمبر (کلدیپ سنگھ) جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن کی سہ روزہ تقریبات کا آغاز 26 دسمبر کی صبح 10 بجے قادیان ضلع گورداس پور میں ہوا۔ یہ پہلا موقع تھا جب جماعت کے خلیفہ مرزا طاہر احمد لندن سے قادیان دارالامان تشریف لائے تھے۔ انہوں نے 84 سے پاکستان سے خود جلا وطنی اختیار کر رکھی ہے۔ جشن کے موقع پر پاکستان کے قریبا 9 ہزار (انگریزی سپیشل مہاجر) سے 20 ہزار سے زائد زائرین اور مندوبین نے شرکت کی۔ جن میں برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ممبر ٹام کس اور گھانا کی سپریم کورٹ کے جسٹس مسٹر جارج ایکن کے نام خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

جلسہ کے آغاز سے پہلے خلیفۃ المسیح نے پرچم کشائی کی رسم ادا کی۔ بعد ازاں محمد عاشق صاحب نے تلاوت قرآن کی۔ مرزا طاہر احمد سفید شلوار، اچکن اور سفید طرہ دار پگڑی پہنے اپنے روایتی لباس میں تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اپنی آمد کی غرض و غایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ 27 دسمبر 1891 کو قادیان میں مرزا احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اس وقت صرف 175 اصحاب جماعت کے اجلاس میں شریک ہوئے تھے۔ اور بفضل خدا اب یہ تعداد لاکھوں میں ہے۔

حضرت ان دنوں اس قدر تنگدست تھے کہ مہمانوں کی خدمت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک بار انہوں نے اپنی بیوی کا زیور فروخت کر کے مہمانوں کی تواضع کی۔ چند روز بعد کچھ مہمان آئے تو سامان رسد ناکافی تھا۔ آپ نے کہا کہ ہم جس کے مہمان ہیں وہی امداد مہیا کرے گا۔ چنانچہ اسی روز چٹھی رساں چار پانچ منی آرڈر لے کر آ گیا۔ جو ان کے مریدوں نے مختلف مقامات سے بھجوائے تھے۔ اس طرح مہمانوں کی تواضع کا سبب پیدا ہو گیا۔ بعد ازاں وقت آیا کہ انہوں نے مہمانوں کے لنگر قائم کئے۔ اور آج حالت یہ ہے کہ دنیا کے 250 ممالک میں جماعت کے لنگر قائم ہیں۔

مرزا طاہر احمد نے ۔۔ پاکستان کی سرکار سے شکوہ کیا کہ ربوہ کے لنگر کو بند کرا دیا گیا ہے۔ جہاں سارا دن مہمانوں کو خوراک ملا کرتی تھی۔ اور لندن کے لنگر پر سالانہ ایک کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں۔

موصوف نے فرمایا کہ آج کا جلسہ ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر باہمی ملاقات نہ ہو تو بیعت بے معنی ہے۔ محض رسم ہے۔ جلسہ ملاقات کا ایک وسیلہ ہے۔ اور بھارت سرکار شکریہ کی مستحق ہے۔ جس نے احمدیوں کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے سپیشل ریل گاڑیاں چلانے کا انتظام کیا۔

حضرت مرزا نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ ایک سو سالہ پرانی جماعت نہیں بلکہ 1400 سالہ پرانی جماعت ہے۔ جسے حضرت رسول اللہ نے خود قائم کیا تھا۔ وہ جماعتیں جو اللہ سے حقیقی محبت رکھتی ہیں لیکن خدا کی مخلوق سے نفرت کرتی ہیں۔ میرے نزدیک ان کا مذہب جھوٹا ہے۔ میں بارہا اظہار کر چکا ہوں کہ خالق سے محبت کرنی ہے تو اس کی مخلوق سے بھی محبت کرو۔ جس طرح ایک مصور کی تو تعریف کی جاتی ہے لیکن اس کی تیار کردہ تصویریں پسند نہیں کی جاتیں یا جس طرح ایک گلوکار سے تو محبت کی جاتی ہے اور اس کی موسیقی سے نہیں۔

جماعت احمدیہ خدا کے بندوں کی مددگار جماعت ہے۔ احمدی امن پسند انسان دوست اور دردمند انسان

(باقی صفحہ نمبر 8 کالم نمبر 8 پر)

گزشتہ دنوں قادیان میں احمدیہ جماعت کے سو سالہ جلسے میں جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد افتتاحی تقریر کرتے ہوئے۔ (ہربھجن باجوہ)

بقیہ۔ احمدیہ اجلاس

ہیں۔ جو خدا اور اس کی مخلوق سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت مرزا نے کہا کہ گزشتہ دنوں بہار میں فسادات ہوئے۔ ہندو بھی اجڑے اور مسلمان بھی۔ حالات کا جائزہ لینے کے بعد مظلوم لوگوں کی امداد کے لئے رقم منظور کی گئی۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں کو بلا امتیاز تقسیم کی گئی تھی۔

مرزا صاحب نے فسادات کی ایک اور مثال دیتے ہوئے کہا کہ کچھ بہاریوں نے تجویز رکھی کہ وہ طاہر آباد بنانا چاہتے ہیں۔ تو انہیں کہا گیا کہ وہ کرشن نگر بھی بنائیں۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل ہوا۔ طاہر آباد بھی بنا اور کرشن نگر بھی۔

انسانی خدمت کا تذکرہ کرتے ہوئے خلیفہ موصوف نے کہا کہ انسانوں کا دکھ دور کرنے کے لئے کوشش ہونی چاہئے۔ اگر بھارت پاکستان اپنا دفاعی خرچ کم کر کے غریبوں کی بہبود کے کاموں پر خرچ کریں تو یہ سب سے بڑا دفاع ہوگا۔ کیونکہ غریبی ہر جگہ ہے۔ اور غریب بھی ہیں۔ جن کے درد کا علاج ہونا چاہئے۔ یہ احمدی ہے وہ غیر احمدی۔ یہ ہندو ہے اور وہ سکھ یا عیسائی۔ کوئی بھی مذہب ہو اس کا احترام کیا جائے اور اس کے پیروکاروں کو ایک انسان خیال کرتے ہوئے ان کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہئے۔ مذہبی طور پر کسی سے انتقام لینا یا فساد کرنا گناہ ہے۔ اور قرآن میں بھی کہیں مذہبی انتقام کا حکم نہیں ہے۔

جب بھی فرقہ وارانہ فساد ہوتا ہے تو اس میں طرفین کی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوتے ہیں۔ جب مجھے فساد کا علم ہوتا [illegible] دکھ ہوتا ہے [illegible] سے کہتا ہوں۔ ان مظلوموں کی تلاش کرو۔ جو برباد ہوئے ہیں۔ اور بلالحاظ مذہب ان کی مدد کرو۔

روحانیت یہی ہے کہ سب سے پہلے انسانوں کی خدمت کی جائے۔ ان کے غم کو اپنا غم اور ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھا جائے۔

مرزا صاحب نے فرمایا کہ سب سے بڑا مذہب انسانیت ہے۔ پہلے آدمی تو بنو پھر مذہب کی بات کرو۔ انسان ہونا ہی بہت بڑی بات ہے۔ خیر کا جواب شر سے نہ دو۔ اے لوگو! انسان بنو اور کچھ خدمت خلق کر لو۔ اسی میں نجات ہے۔

خلیفۃ المسیح نے عوام کو تلقین کی کہ جو لوگ ریٹائر یا بوڑھے ہو گئے ہیں وہ اپنے بیکار وقت کو یونہی ضائع نہ کریں بلکہ دوسرے لوگوں کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر دیں۔ اسی میں ان کا فائدہ ہے۔

جلسہ گاہ میں ہندی میں لکھا ہے "جے کرشن رودر گوپالا تیری مہماں گیتا میں لکھی ہوئی ہے"۔

کلمہ طیبہ۔ خلیفۃ المسیح کی جے اور دوسرے بینر لگے ہوئے تھے۔ تقریباً 20 ہزار کی آبادی والے قادیان میں اتنی ہی تعداد میں زائرین کی آمد پر ایک نیا قادیان آباد ہو گیا تھا۔

رات بھر چراغاں کیا گیا۔ اور دوکانیں خرید و فروخت کے لئے کھلی رہیں۔ سی آر پی ایف۔ اور پولیس کے جوانوں کی بہت بڑی جمعیت تعینات تھی۔

سہ روزہ اجلاس آج بعد دوپہر اختتام پذیر ہو گیا۔ پاکستان کے زائرین نے خصوصی طور پر بھارت سرکار کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انہیں کافی تعداد میں ویزا جاری کئے گئے۔ اور سپیشل ریل گاڑیاں بھی چلائی گئیں۔

قادیان کے بازاروں میں لاکھوں روپے کے سامان کی خرید و فروخت ہوئی سب سے زیادہ خرید و فروخت دھاریوال کی اونی چادروں کی ہوئی۔ پاکستان کے زائرین نے بڑی تعداد میں چادریں خریدیں اور اس میں پسندیدگی ظاہر کی۔

انہوں نے پنجاب کے ملی ٹینٹوں کو مشورہ دیا کہ وہ ملی ٹینسی کی تشدد آمیز سرگرمیوں کو چھوڑ کر عوام کے سامنے اپنا کیس پیش کریں۔ اور مذہبی [illegible] کو مشورہ دیا کہ وہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے کام کریں۔ کیونکہ جو مذہب نوع انسان کے درمیان نفرت کا پرچار کرتا ہے وہ وہ مذہب مذہب کہلانے کا حقدار نہیں۔ اس کنونشن میں 50 سے زائد ممالک کے احمدیوں نے شرکت کی۔

□□□

از ڈاکٹر عبدالکریم خالد

ہجرت، ہجر اور وصال
ایک تاریخی سفر کا حال

ہجرت اور ہجر دو ایسے الفاظ ہیں جن کا آپس میں ایسا ہی گہرا تعلق ہے جیسا جسم اور روح کا ہجر، ہجرت کے اندر سانس لیتا ہے اور اس کے سارے کرب کو سمیٹ لیتا ہے۔ اسباب، حالات اور واقعات اس طور عمل پذیر ہوں کہ کسی ایسے مقام کو چھوڑنا لازم ٹھہرے جس سے انسان کا گہرا ربط ہو، دل کا رشتہ ہو، جذباتی تعلق ہو، جہاں کی خاک میں اس کے احساس کی نمو ہو، جہاں کی مٹی میں اس کا بچپن اور زندگی کا ایک طویل زمانہ گزرا ہو تو اس لمحے انسان پر جو گذرتی ہے، اس کے دل کی جو کیفیت ہوتی ہے اور اس کی آنکھ جس طور پر اشک بار ہوتی ہے، حیطۂ بیان سے باہر ہے۔ اپنے پیاروں سے بچھڑنے کا غم الگ، اپنی خاک، اپنی زمین سے جدا ہونا الگ سوہان روح ہے۔ دنیا دار لوگوں کا اپنا تجربہ ہے۔ لیکن وہ جن کی دنیا عام لوگوں سے مختلف ہوتی ہے، جن کی زندگی کسی اور ہی دائرے میں گردش کرتی ہے، اس صورت حال کو کسی اور آن دیکھتے ہیں۔ ان کے صبر کے پیمانے بھی دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں کہ بھر کر بھی چھلکتے نہیں۔ ان کی نگاہ زمین کے عارضی ٹھکانوں کے بجائے عرش کی طرف اٹھتی ہے۔ اپنے رب کے ساتھ ایک تعلق خاص ان کے لرزیدہ قدموں کو ثبات اور شکستہ حوصلوں کو استواری بخشتا ہے۔ ایک غیبی طاقت انہیں سہارا دیتی ہے۔ ایک دست مہربان کا حرارت آفریں لمس ان کے غموں کو تحلیل کر دیتا ہے اور وہ ساعت نامہربان سے ساعت مہربان میں قدم رکھتے نئے عزم حوصلے کے ساتھ جادہ پیما رہتے ہیں۔

الٰہی جماعتوں پر ایسا وقت آیا ہی کرتا ہے جب مخصوص حالات کے پیش نظر انہیں ہجرت کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے اور اپنے مرکز سے جدا ہو کر نئے مقامات کی طرف کوچ کرنا پڑتا ہے۔ یہ ہجرت چونکہ خاص الٰہی منشا کے تحت ہوتی ہے اس لئے غیب سے ایسے اسباب بھی مہیا ہوتے ہیں جو ہجرت میں اٹھنے والے ہر قدم کو نئے امکانات کی خبر دیتے اور کامیابی و کامرانی کی راہیں کشادہ کرتے چلے جاتے ہیں۔

قادیان دارالامان سے ہجرت، جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ ہجرت اگر محض ہجرت ہوتی تو وقت اس زخم کو مندمل کرنے کے لئے کافی تھا لیکن یہ تو ہجر کا ایسا آزار تھا جس نے ہجرزدوں کو ہمیشہ تڑپائے رکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے افرادخاندان مبارکہ اور دیگر افراد جماعت کے ہمراہ سرزمین قادیان کو الوداع کہا تو اس کے بعد اس پاک بستی کے دیدار کے لئے اپنی پرسوز اور جاں گداز کیفیتوں کا اظہار فرماتے رہے

قادیان سے جدائی ایک مسلسل کرب تھا جو ایک پھانس بن کر دلوں میں اٹک گیا۔ مسیح پاکؑ کی پیاری بستی اہل دل کے خوابوں کی بستی بن گئی۔ ہر چند کہ جماعت کے مرکز ثانی ربوہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے آسودگی دل اور راحتِ جاں کا ساماں عطا فرمادیا لیکن قادیان کی کشش دلوں کو کھینچتی تو آہیں فریاد بن کر لبوں پر آجاتیں۔ خاک ارض قادیاں کے گوہر تاب ذرے آنسو بن کر نگاہوں میں فروزاں ہونے لگتے۔ سوزنہاں بےقراریٔ دل میں اضافہ کر دیتا اور ''سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیاں'' کی کیفیت اپنے حصار میں لے لیتی۔

ان دلی کیفیتوں کا اظہار جماعت کے شعراء اور اہل قلم نے اپنے مضامین نظم ونثر میں جس اثرانگیز پیرائے میں کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قادیان سے جدائی کا واقعہ ایسا غیر معمولی واقعہ تھا جس نے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ قادیان سے ہجرت کے سفر میں شامل اکثر ہستیاں اب اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کے جذبات آج بھی زندہ ہیں۔ ان کا یہ سرمایہ احساس احمدیت کی نئی نسل کو منتقل ہو چکا ہے جن کی عقیدت ومحبت نے اس مقدس سرزمین کی تصویر اپنے بزرگوں کی نگاہوں میں دیکھی اور اس کا نقشہ اپنے تصور کی آنکھ میں محفوظ کر لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عجیب تصرفات ہیں کہ وہ اپنی جماعتوں اور مقرب بندوں کو امتحان میں ڈالتا اور ان کی قلبی صفائی اور ذہنی تربیت کا خود اہتمام فرماتا ہے۔ چنانچہ ہجرت اول کے بعد ہجرت ثانی بھی جماعت کے مقدر میں لکھی گئی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے نامساعد حالات کے سبب دارالہجرت ربوہ سے ہجرت کر کے لندن میں ورود فرمایا۔ دردو الم کی یہ داستان دہرانے کے لئے حوصلہ اور ہمت درکار ہے۔ اپنے محبوب امام سے جدائی کی ان کیفیتوں کو اہل ربوہ سے زیادہ کون محسوس کر سکتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی پون صدی پر محیط

متحرک اور فعال زندگی اور اکیس سالہ عظیم الشان دور خلافت کا ایک ایک لمحہ گواہ ہے کہ آپ اپنی آخری سانس تک خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کرشماتی شخصیت کے ذریعے جماعت احمدیہ کو معجزانہ رنگ میں ایسی حیرت انگیز ترقیات سے نوازا جن کے بارے میں ایک عام ذہن محض سوچ کر رہ جاتا ہے اور ان کی اتھاہ تک مشکل سے رسائی پاتا ہے۔ آپ کے ہجر کا غم بھولنے والا نہیں لیکن آپ کی ہجرت کا فیضان اتنا زیادہ ہے کہ اس غم کو آسودہ کرنے کے لئے بہت ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور خلافت اللہ تعالیٰ کے لئے بے پایاں احسانات، ابر باراں کی طرح برستے ہوئے انعامات، تائیدات اور فراواں نصرتوں کا دور ہے۔ جن کا مشاہدہ ہم اپنی آنکھوں سے کر چکے ہیں۔

آپ کے دورِ خلافت کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت چوالیس برس کی طویل جدائی کے بعد قادیان کی طرف آپ کا سفر ہے۔ ۱۹/دسمبر ۱۹۹۱ء کا دن احمدیت کی تاریخ میں وہ روشن دن ہے جب سو سالہ جشن احمدیت کے موقع پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے قادیان کی سرزمین پر اپنے مبارک قدم رکھے۔ اس مسرت آگیں لمحے کی تصویر کشی کرتے ہوئے مکرم ہادی علی چوہدری صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ ایک ایسی خوشی تھی جو تاریخ کے اُفق پر صدیوں کے بعد ابھرتی ہے۔ اور پھر صدیوں تک اپنے نقوش چھوڑ جاتی ہے۔ قادیان کے درویش جو اپنے آقا و مطاع کے صرف ایک اشارے پر اس مقدس بستی کی حفاظت اور مقامات مقدسہ کے پاسبان بن کر اور نصف صدی سے اوپر ایک لمبی جدائی کی سوزش کے ساتھ اس کے منتظر رہے۔ آج ان کی آنکھیں خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود کو سرزمین قادیان میں دیکھ کر جذبات حمد و تشکر کے موتی گرانے لگیں اور دلوں کی اندرونی تلاطم کا کچھ اندازہ تو امڈے ہوئے جذبات اور بے قرار نعروں سے ہو رہا تھا۔

ایک طویل ہجر کے بعد وصل کے یہ لمحات دیدنی تھے۔ جب اہل وفائے قادیاں کی بے قرار نگاہیں پروانوں کی طرح شمعِ رخ انور کو چومنے کے لئے بے تاب تھیں۔ برادرم مکرم ہادی علی چوہدری صاحب نے جنہیں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہم رکابی کا شرف حاصل ہوا اور اس تاریخی روحانی سفر کی لمحہ لمحہ داستان قلم بند کر کے گویا ہندوستان کی سرزمین کی طرف چلنے والی ہوائے عطر بیز کو اسیر قلم کیا ہے۔ ہمارے دل ان کے لئے ممنونیت کے جذبات سے لبریز ہیں کہ انہوں نے اس سفر کے دوران میں ہر

لمحے اور واقعے کی اس خوبصورت اور حقیقی انداز میں عکس نمائی کی ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے ہم خود اس بابرکت سفر میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم سفر رہے ہوں۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان، خطبات، صد سالہ جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کی تقاریر دل پذیر کی دل نشیں تفاصیل کے ساتھ قادیان کے ان گلی کوچوں کا حال عجیب وارفتگی کا عالم طاری کر دیتا ہے۔ جن کے ساتھ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک جذباتی وابستگی تھی۔ لکھنے والے کا کمال یہ ہے کہ اس نے قادیان کی گلیوں، راستوں سے گزرتے ہوئے معمولی جزئیات اور بظاہر سرسری واقعات کو بھی اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے راہ میں انتظار کرنے والے بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے جذبات، ان کی دلی کیفیات، حضور سے ان کی ملاقات، حضور کی گفتگو اور مکالمے، ان سے پیار و محبت کا سلوک، یہ سب باتیں مصنف کے نوک قلم پر آکر تاریخ کا حصہ بن گئی ہیں۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے عجیب گداز دل عطا فرمایا تھا۔ قادیان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی آپ کے دل کی جو کیفیت تھی اسے محسوس کرتے ہوئے آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ قادیان میں جو پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس سے حضور کی اس کیفیت کی بخوبی عکاسی ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

”یہ وہ دن ہیں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں، خواب سا محسوس ہو رہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے خواب دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ خواب نہیں بلکہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ ایسے خوابوں کی تعبیر جو مدتوں، سالہا سال ہم دیکھتے رہے اور یہ تمنا دل میں کلبلاتی رہی۔ بلبلاتی رہی کہ کاش ہمیں قادیان کی زیارت نصیب ہو۔ کاش ہم اس مقدس بستی کی فضا میں سانس لے سکیں جہاں میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام سانس لیا کرتے تھے۔“ (خطبہ جمعہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۹۱ء)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا سفر قادیان تاریخ احمدیت کا ایک شاندار باب ہے، جو ہجر کے بعد وصل کے پر لطف ذائقے سے آشنا کرتا ہے۔ اس میں محبتوں کا والہانہ پن بھی ہے اور عقیدتوں کا وفور بھی۔ برسوں سے بچھڑے ہوئے محبوب سے اچانک ملاقات ہو جائے تو دل سے ایک شعلہ سا لپکتا

ہے جس کی آگ میں جی جان سے جل جانے کو جی چاہتا ہے، پروانے کی طرح ۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی حسین یادیں احمدیت کا ایک لازوال سرمایہ ہیں ۔آپ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان یادوں کو زندہ اور تر و تازہ رکھا جائے ۔آپ کے ان گنت احسانات کو یاد رکھنا اور اپنی نسلوں تک پہنچانا اہل قلم کا فریضہ ہے ۔مکرم ہادی علی چوہدری صاحب نے نہایت محبت اور اخلاص سے یہ فرض ادا کیا ہے ۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین ۔

حرف آخر

دائمی مرکز احمدیت کو واپسی کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

''بہت سے مخلصین جذبات کی رو میں بہہ کر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ قادیان واپسی کے سامان ہو چکے ہیں اور وہ دن قریب ہیں یہ جذباتی کیفیت کا پھل تو ہے لیکن حقیقت شناسی نہیں ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی طرف میں آپکو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا میں مذاہب کی تاریخ میں جہاں جہاں بھی ہجرت ہوئی ہے اور واپسی ہوئی ہے وہاں ہجرت سے واپسی ہمیشہ اس بات کو مشروط رہی کہ پیغام کی فتح ہوئی اور اس دین کو غلبہ نصیب ہوا جس دین کی خاطر بعض مذہبی قوموں کو اپنے وطنوں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ مذہب کی دنیا میں جغرافیائی فتح کی کوئی حیثیت نہیں اور کسی پہلو سے بھی جغرافیائی فتح کا میں نے مذہب کی تاریخ میں کوئی نشان نہیں دیکھا مگر جغرافیائی فتح صرف اس جگہ مذکور ہے جہاں پیغام کے غلبہ کے ساتھ وہ فتح نصیب ہوئی ہے۔ حقیقت میں قرآن کریم نے اس مضمون کو سورۃ نصر میں خوب کھول کر بیان فرما دیا ہے اور ہمیشہ کے لئے راہنمائی فرما دی کہ اللہ کے نزدیک حقیقی فتح اور حقیقی نصر کیا ہوتی ہے۔ فرمایا:۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۲﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۳﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕؔ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۴﴾

کہ جب تو دیکھے کہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ اللہ کی فتح آ گئی۔ وَ الۡفَتۡحُ اور اس کی طرف سے فتح عطا ہوئی تو کیا نظارہ دیکھے گا۔ یہ نہیں کہ تم فوج درفوج علاقوں کو فتح کرتے ہوئے دندناتے ہوئے ان علاقوں پر قبضہ کرلو گے بلکہ یہ نظارہ تم دیکھو گے کہ فوج درفوج وہ جو اس سے پہلے تمہارے غیر تھے، جو اس سے پہلے تم سے دشمنی رکھتے تھے وہ اللہ کے دین میں داخل ہورہے ہیں گویا دین میں فوج درفوج داخل ہونے کا نام فتح ہے نہ کہ غیر لوگوں کے علاقے میں فوج درفوج داخل ہونے کا نام فتح ہے۔ پس فتح کا جو اسلامی تصور اور دائمی تصور جسمیں کوئی تبدیلی نہیں ہے قرآن کریم کی اس سورۃ نے

پیش فرمایا یہی وہ تصور ہے جو حقیقی ہے، دائمی ہے، جو خدا کے نزدیک معنی رکھتا ہے۔اس کے سوا باقی سب تصورات انسانی جذبات سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

پس اگر جماعت احمدیہ چاہتی ہے اور واقعۃً تمام دنیا کی جماعت یہ چاہتی ہے کہ قادیان دائمی مرکز سلسلہ میں واپسی ہو تو ایسے نہیں ہوگی کہ تمام علاقہ تو احمدیت سے غافل اور دور رہا ہو اور تمام علاقہ اسلام سے نابلد اور ناواقف رہے اور ہم میں سے چند لوگ واپس آ کر یہاں بیٹھ رہیں۔اس کا نام قرآنی اصطلاح میں نصرت اور فتح نہیں ہے۔اس لئے اگر کسی دل میں یہ وہم پیدا ہوا ہے تو اس وہم کو دل سے نکال دے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی اور ہندوستان کے احمدیوں کے لئے بھی میرا یہ پیغام ہے کہ آپ خدا سے وہ فتح مانگیں اُس نصرت کے طلب گار ہوں جس کا ذکر قرآن کریم کی اس چھوٹی سی سورۃ میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمادیا گیا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۲﴾ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۳﴾ کہ دیکھو تمھیں ایک عجیب اور ایک عظیم فتح عطا ہونے والی ہے ۔تم اُن لوگوں کے گھروں پر جا کر قبضہ نہیں کرو گے ۔تم لوگوں کے ممالک اور وطنوں پر جا کر فتح کے نقارے نہیں بجاؤ گے بلکہ فوج درفوج لوگ تمہارے دین میں داخل ہونگے اور یہی وہ فتح ہے یہی وہ نصرت ہے جو خدا کے نزدیک کوئی قیمت اور معنے رکھتی ہے۔پس خصوصیت کے ساتھ ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج بھی ہے، ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے جسے سمجھنا اور قبول کرنا آج کے وقت کا تقاضا ہے۔آئندہ ایک سو سال محنت کے لئے تیار ہونا پڑیگا اور محنت کا آغاز کرنا ہوگا۔ایسی محنت جس کے نتیجہ میں روحانی انقلابات برپا ہونے شروع ہوں۔ پاکستان میں بھی اور ہندوستان میں بھی کثرت کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پھیلے اور کثرت کے ساتھ فوج درفوج لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوں۔ یہی وہ حقیقی فتح ہے جس کے نتیجہ میں قادیان کی اس واپسی کی داغ بیل ڈالی جائے گی جس واپسی کی خوابیں آج سب دنیا کے احمدی دیکھ رہے ہیں لیکن وہ خوابیں تب تعبیر کی صورت میں ظاہر ہونگی جب ان خوابوں کی تعبیر کا حق ادا ہوگا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰/ جنوری ۱۹۹۲ء/ ۱۷/ ۱۳۷۱ ہش بمقام مسجد اقصیٰ قادیان)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیغام پر کاربند ہونے اور اپنی تدبیروں کو الٰہی تقدیروں کے ہم آہنگ کرنے کی توفیق بخشے تا کہ الٰہی نوشتے اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ پورے ہوں۔آمین اللھم آمین

اشاریہ

خ

د

ذ

ڈ

ر

ز

س

ش

ص

ض

ط

ظ

ک

گ

ل

(ن)

و

﴿ہ﴾

﴿ی﴾